ماہنامہ
کنز الایمان لاہور
اردو انگریزی

مسلسل اشاعت کا 30 واں سال

جنوری 2021ء

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَم

(عالِم کی موت عالَم کی موت ہوتی ہے)

امیر المجاہدین شیخ الحدیث

علامہ حافظ خادم حسین رضوی نمبر

مدیر اعلیٰ
محمد نعیم طاہر رضوی

اہلسنت وجماعت کا ترجمان وفکر رضا کا امین

ماہنامہ
کنزالایمان
لاہور
اردو
انگریزی

جمادی الاوّل 1442ھ، جنوری 2021ء، جلد 30 شمارہ 1

بیادِ حکیم اہلسنت حضرت
محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ

زرتعاون

عام شمارہ	50 روپے
سالانہ (عام)	500 روپے
سالانہ (کتب خانے اور ادارے)	600 روپے
تاحیات (پاکستان)	10,000 روپے

دیگر ممالک

سالانہ	50 امریکی ڈالر
تاحیات	275 امریکی ڈالر
امریکہ	50 ڈالر
یورپ اور عرب ممالک	40 ڈالر
عراق، ایران، ترکی، بھارت	35 ڈالر

Tel: 0092-42-36680752,36681927
Mob: 0092-333-4284340
www.kanzliman.org
E-mail:kanzul_iman@gmail.com

ترسیل زر، ادارتی وانتظامی امور میں رابطے کا پتہ
کنزالایمان سوسائٹی دہلی روڈ، صدر بازار، لاہور کینٹ
پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 54810
بذریعہ ایزی پیسہ 0300-4109371

موجودہ شمارہ
=/100 روپے

پرنٹر: محمد نسیم چاچا پرنٹنگ پریس، صدر، لاہور چھاؤنی

حکومت پاکستان کے سرکلر نمبر S.O(A.IV)4-5-96 کے تحت ...

اس شمارے میں

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ہم سوئے حشر چلیں گے شہِ ابرار کے ساتھ

حافظ مظہر الدین مظہر

ہم سوئے حشر چلیں گے شہِ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہوگا رواں قافلہ سالار کے ساتھ ﷺ

رہ گئے منزل سدرہ پہ پہنچ کر جبریل
چل نہیں سکتا فرشتہ تیری رفتار کے ساتھ ﷺ

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

اے خدا دی ہے اگر نعتِ نبی کی توفیق
حُسنِ کردار بھی دے لذت گفتار کے ساتھ

پُل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا
ہوگی سرکار کی رحمت جو گنہگار کے ساتھ ﷺ

رات دن بھیج سلام ان پہ ملائک کی طرح
پڑھ درود ان پہ غلامانِ وفادار کے ساتھ ﷺ

دیکھ اے معترض نعتِ رسول عربی ﷺ
قُرب حساں کو ملا تھا انہی اشعار کے ساتھ

سب عطائیں ہیں خدا کی میرے مولا کے طفیل
ورنہ یہ لطف و کرم مجھ سے گنہگار کے ساتھ

ہم بھی مظہر! سنیں گے کوئی نعت رنگیں
گر ملاقات ہوئی شاعرِ دربار کے ساتھ

☆---☆---☆

علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ

ناصر بشیر

جو نقیب عشق رسول تھا وہ چلا گیا
جو مدینے والے کا پھول تھا وہ چلا گیا

کبھی پھول تھا کبھی خار تھا جو کلام میں
جو ہر اک ادا میں قبول تھا وہ چلا گیا
اسے مرتبہ یہ ملا تھا عشق جنون میں

جو نبی کے پاؤں کی دھول تھا وہ چلا گیا
کوئی اس کے جیسا نہیں رہا میرے شہر میں
جو وفا کا اصل اصول تھا وہ چلا گیا

اسے نسبت رہی پنجتن کے چراغ سے
جو غلام اہلبیت رسول تھا وہ چلا گیا

جسے گل کہا زمانہ کے عاشقان رسول نے
جو عدو کے حق میں بھی بولا تھا وہ چلا گیا

وہ سیاہ شب کے گمان میں تھا یقین کوئی
نئی صبح کا جو نزول تھا وہ چلا گیا

☆---☆---☆

اداریہ

علامہ خادم حسین رضوی دنیا سے چل بسے!

علامہ خادم حسین رضوی دنیا سے چل بسے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ان کے جانے سے علم و خدمتِ دین اور سیاست کا ایک باب ختم ہوگیا۔آپ علیہ الرحمہ کا یہ سفر حضرت غازی ممتاز حسین قادری شہید علیہ الرحمہ کی رہائی کے لئے جدوجہد سے شروع اوران کی شہادت کے بعد تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر علماء کے ساتھ بنیاد رکھنے پر نئے انداز سے جاری ہوا۔اپنے دیرینہ رفیق ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب سے علیحدگی کے بعد تحریک لبیک پاکستان کے نام سے سیاسی جدوجہد کا آغاز کیااور الیکشن حلف نامہ میں ختم نبوت کی شق میں تبدیلی کئے جانے پر فیض آباد کا تاریخی دھرنا دیا جو کہ کامیابی سے ہمکنار ہوااور آپ پاکستان کے تمام علماء میں ممتاز ہوئے اگلامرحلہ ضمنی الیکشن کا تھا جس میں تحریک لبیک پاکستان نے دیگر مذہبی جماعتوں سے زیادہ ووٹ لے کر تمام تر لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیااس سے اگلا مرحلہ 2018ء کا الیکشن تھا جس میں تحریک لبیک پاکستان نے 22 لاکھ ووٹ حاصل کئے اور مرکز میں پانچویں اور پنجاب میں تیسری بڑی جماعت کے طور پر سامنے آئی۔سندھ صوبائی اسمبلی میں تحریک کو دونشست حاصل ہیں۔ملک خداداد میں جو بھی مذہبی ریشہ دوانی شروع ہوئی اس کے سدباب کیلئے تحریک لبیک پاکستان نے اہم کردار ادا کیا۔آسیہ ملعونہ کا معاملہ ہو یا ختم نبوت ﷺ پر ہونے والے پے در پے حملے ہوں گستاخانہ خاکوں کا معاملہ ہو یاناموس رسالت ﷺ وناموس اہلبیت وناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف جو بھی کھڑا ہواتحریک لبیک پاکستان میدان عمل میں آگئی۔

حالیہ فرانسیسی حکومت کی سرکاری سطح پر گستاخانہ جرأت پر تحریک لبیک پاکستان پھر میدان میں آئی اور فیض آباد میں دھرنا دیا جو کامیابی پر منتج ہوامگر موسم کی خرابی نے علامہ خادم حسین رضوی صاحب کو مزید بیمار کردیا اور آخر وہ اپنے لواحقین اور لاکھوں محبین کو روتا چھوڑ کر چلے گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سوگواران کو صبرِ جمیل عطا کرے (آمین) ادارہ سوگواران کے غم میں برابر کا شریک ہے

مَوتُ العَالِمِ مَوتُ العَالَم

استاذ العلماء امیر المجاہدین حضرت علامہ خادم حسین رضوی

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

اداریہ: ماہنامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور شریف

یہ دنیا دار فانی ہے۔ یہاں جو آیا جانے کے لیے آیا:

''جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے''۔ (الرحمٰن 27-26)

صرف رواں سال 2020ء ہی میں کتنی باغ و بہار شخصیات داغ مفارقت دے گئیں کہ آج ان کی یادیں قلب و روح کو تڑپا جاتی ہیں

؎ بجھے کیا کیا چراغ خانماں افروز کیا کہیے   کہ جن کی یاد سے دل میں اک آتش خانہ روشن ہے

اہل دل، اہل درد اور پرانی وضع کے لوگ جن کا خمیر سادگی، تواضع اور علم سے اٹھایا گیا تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں اور قحط الرجال کے اس دور پرفتن کی تاریکی اور گھٹن بڑھتی جا رہی ہے یوں تو روزانہ کتنے افراد عالم آخرت کی جانب روانہ ہوتے ہیں مگر ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی رحلت صرف ایک گھر، خاندان یا شہر کے لئے ہی نہیں پوری امت کے لیے باعث رنج و الم ہوتی ہے۔ جن کا نعم البدل تو کیا بدل بھی ڈھونڈنے سے نہیں ملتا ایسے ہی قابل رشک افراد میں استاذ العلماء امیر المجاہدین حضرت علامہ خادم حسین رضوی بھی تھے جنہوں نے تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مشن کے لئے اپنی محنت لگن اور جہد مسلسل سے تاریخ ساز کارنامے انجام دیے۔۔۔ ان کے خطابات سے ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا ہوا جس سے پاکستان، ہی نہیں عالم اسلام ''لبیک یا رسول اللہ'' کے مقبول نعرے سے گونج اٹھا۔

علامہ رضوی سیلف میڈ انسان تھے۔ اٹک سے تعلق تھا۔ حفظ قرآن کریم کے بعد درس نظامی کی

تکمیل کی بعد ازاں جامعہ نظامیہ رضویہ میں استاذ الصرف کی حیثیت سے شہرت پائی ۔اسی اثناء میں محکمہ اوقاف پنجاب کی ملازمت اختیار کی پھر استعفیٰ دے کر تحریکی کاموں میں مشغول ہو گئے۔ وہ قرآن وحدیث، اسلامی تاریخ اور علامہ اقبال کے برمحل اقتباسات سے لوگوں کو گرماتے وہ اپنی طرز خطابت اور انداز سیاست کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی ۔۔۔۔

نواز شریف کے دور حکومت میں جب ختم نبوت کے قانون میں ترمیم کی ناپاک سعی کی گئی تو علامہ رضوی نے نومبر 2017ء کو فیض آباد (راولپنڈی) میں تاریخی دھرنا دیا۔ جو 22 دنوں کے بعد اس وقت کے وزیر قانون کی برطرفی اور ایک معاہدے کی صورت میں ختم ہوا ان کی جماعت تحریک لبیک پاکستان نے 2018ء کے الیکشن میں مجموعی طور پر 22 لاکھ سے زیادہ ووٹ لے کر حکومتی سیاسی اور صحافتی حلقوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ فرانس میں وہاں کی حکومت کی سرپرستی میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے دینی حلقوں میں احتجاج کا سلسلہ جاری تھا کہ رضوی صاحب نے اس سلسلے میں بھرپور انداز میں احتجاج کرتے ہوئے ، فیض آباد میں ایک بار پھر دھرنا دیا۔ حکومت کی طرف سے بے رحمانہ انداز میں آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے ۔سخت سردی اور بارش کے باوجود وہ خود اور تحریک کے کارکنان چٹان کی طرح کھڑے رہے۔ اس دوران ان کی طبیعت ناساز ہو گئی اور بالآخر 19 نومبر 2020 جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب تقریبا آٹھ بجے ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مینار پاکستان کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں نماز جنازہ تھا مگر نہ صرف یہ پارک ہی نہیں بلکہ بادشاہی مسجد اور گردو جوار کی تمام سڑکیں انسانوں سے پُر تھیں۔ ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے یوں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در کی نوکری کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے عظمت وعزت سے سرفراز فرمایا بلاشبہ حضرت کا وصال "موت العالِمِ موت العالَم" کا آئینہ دار ہے۔ قحط الرجال کے اس دور میں ایسی ہستی کی جدائی عالم اسلام کے لئے بالعموم اور اہل سنت و جماعت کے لیے بالخصوص عظیم سانحہ ہے اللہ تعالیٰ حضرت کو ترقی درجات سے نوازے اور ان کے صاحبزادے تحریک لبیک کے نئے امیر صاحبزادہ علامہ حافظ محمد سعد رضوی، تحریک لبیک کے کارکن اہل خانہ اور وابستگان کو معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں ان کے عظیم مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

رہے گا یونہی انکا چرچا رہے گا

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن رضوی

اداریہ: ماہنامہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گوجرانوالہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی جارہا ہے اور آپ کی شان میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ گلی گلی محافلِ میلاد سجائی جارہی ہیں۔ سیرت طیبہ پر تحقیقی کام جاری ہے اور نت نئی کتب شائع ہو کر سامنے آرہی ہے یہ شان وعظمت دیکھ کر منکرین گھبرا گئے اور بوکھلاہٹ کا شکار ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے شائع کیے۔ منکرین کی اس کج روی کی حکومتی سطح پر سوائے ترکی کے کسی نے پرزور مذمت نہیں کی لیکن عوامی سطح پر پورا عالم اسلام تمام گستاخوں بالخصوص گستاخ فرانسیسی حکومت کی مذمت اور اس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کررہا ہے۔ امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے لیاقت باغ سے فیض آباد تک ناموس رسالت مارچ کیا اور فیض آباد میں دھرنا دیا اور بجا طور پر حکومت سے مطالبہ کیا کہ چونکہ گستاخی فرانسیسی حکومت نے کیا ہے لہذا جواب بھی پاکستانی حکومت کی جانب سے فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کرنے سے اور فرانسیسی مصنوعات کا سرکاری طور پر بائیکاٹ کرنے سے دینا چاہیے۔ حکومتی نمائندگان نے سفیر کی ملک بدری کے لئے دو سے تین ماہ کا ٹائم لیا اور فرانسیسی مصنوعات کے فوری بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔ اس عہد نامہ پر دو حکومتی وزراء اور کمشنر اسلام آباد کے دستخط موجود ہیں۔ علامہ حافظ خادم حسین رضوی گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کا غم لیے ہوئے دھرنے کے دو دن بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

جوڑ کے تو کوہ گراں تھے ہم
جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم
تجھے یادگار بنا دیا

ان کی اچانک رحلت کا غم جہاں پورے عالم اسلام میں محسوس کیا گیا وہاں دشمنوں نے خوشی منائی۔ انڈین میڈیا کے متشدد صحافیوں نے امیر المجاہدین پر تنقید کرتے ہوئے ان کی رحلت پر مسرت کا

اظہار کیا۔ہالینڈ کے گستاخ گیرٹ ولڈر جس نے گستاخانہ خاکوں کی نمائش کا مقابلہ کروانے کا اعلان کیا تھا اور عاشقان رسول کے پرزور احتجاج پر ہالینڈ حکومت نے اسے روکا تھا اس گستاخ کی باسی کڑھی میں ابال آیا، اس نے "خوب چھٹکارا" کے الفاظ لکھ کر شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی کی رحلت پر خوشی کا اظہار کیا۔

ماشاءاللہ حد نظر تک پھیلے ہوئے جنازے کا عظیم الشان اجتماع ان گستاخوں کی نیندیں حرام کرنے کے لیے کافی تھا اور پکار پکار کر یہ اعلان کر رہا تھا کہ گستاخانِ رسالت کان کھول کر سن لیں کہ امیر المجاہدین تو دنیا سے تشریف لے گئے لیکن انکا مشن جاری و ساری رہے گا۔ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی آواز بلند ہوتی رہے گی۔ غازی علم الدین شہید، غازی عامر عبدالرحمٰن شہید اور غازی ممتاز حسین قادری شہید کے پیروکار جنم لیتے رہیں گے۔ لبیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ بلند ہوتا رہے گا، جسے سن کر محبت والوں کا ایمان تازہ اور گستاخوں کے دل دہلتے رہیں گے۔

بتلا دو گستاخِ نبی کو، غیرت مسلم زندہ ہے
آقا پہ مَر مٹنے کا جذبہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے
پست وہ کیسے ہو سکتا ہے، جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں انکا چرچا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اور اعلیٰحضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا:

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
رہے گا یونہی انکا چرچا رہے گا

اور ان شاءاللہ: پڑے خاک ہو جائیں خاکے بنانے والے

☆---☆---☆

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق صادق

حاجی لال خان کا پیارا لعل

صاحبزادہ محمد داؤد رضوی گوجرانوالہ

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مقدس مہینے ربیع الاول شریف 1386ھ کی بابرکت ساعتوں میں صوبہ پنجاب کے دور دراز علاقہ اٹک کی تحصیل پنڈی گھیب میں نکا توت نامی گاؤں کے ایک درویش صفت بزرگ حاجی لال خان کو اللہ تعالی نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے لال و لعل عطا فرمایا جس کی چمک دنیا بھر میں محسوس ہو رہی ہے۔

خادم حسین آپ کا نام تجویز ہوا جو اسم بامسمّی ثابت ہوا۔ روزنامہ پاکستان لاہور کے کالم نگار نے ''وہیل چیئر والے باباجی'' کے عنوان سے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ خادم حسین نام کا خادم نہیں تھا بلکہ زندگی بھی واقعی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم بن کر گزاری جب کبھی ماحول میں بے دینی کی ہوس ڈیرے ڈالتی تو وہ تازہ ہوا کا جھونکا بن کر تنگ ہوتی سانسوں کو کشادگی عطا کر جاتا، جب بھی گلشن اسلام میں خزاں پنجے گاڑتی تو بہار بن کے قلب و نظر کے سوکھے گلشن میں عشق و مستی کے پھول کھلا جاتا، جب بھی گھٹا ٹوپ اندھیرے اس قوم کی منزل کھوٹی کرنے لگتے تو وہ روشنی بن کر تاریک ماحول کافور کر دیتا، جب کبھی الحاد کی دھوپ نے وجود کو جلانا چاہا تو ابر سایہ دار بن گیا۔ وہ ابریشم کی طرح نرم تھا لیکن جب بات ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتی تو فولاد بن جاتا تھا۔ وہ اقبال کا ایسا مرد مومن تھا جو خاکی تھا مگر خاک (کی آلودگی سے) سے آزاد تھا۔ افلاک جیسا غرور رکھنے والوں سے اس کی حریفانہ کشاکش تھی۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اسنے نہ صرف بھاری تنخواہ والی نوکری چھوڑ دی۔ ٹھٹھرتی راتوں میں ننگی سڑکوں پر بھی جا سویا وہ غیرت بلقیس کی زندہ مثال تھا جس کے بام تک مرغ حکمران کبھی نہ پہنچ پایا۔ بارہا آزمائش کا وقت آیا لیکن وہ

بے خطر آتش نمرود میں کود گیا۔ وہ ختم نبوت ﷺ جیسے حساس مسئلہ کو الفاظ کی جادوگری کا نشانہ بنانے والے کے لئے عصائے موسوی تھا وہ بے حیائی کے سیل رواں کے لیے کشتی نوح تھا۔ اس عاشق صادق کی لغت میں روباہی کا لفظ موجود ہی نہیں تھا۔ وہ ایسا خادم نہیں تھا کہ دن کو ختم نبوت ﷺ کا نام لیتا اور رات کو محفل موسیقی سے لطف اندوز ہوتا بلکہ دن ہو یا رات اس مرد درویش کے ہونٹوں پر بس یہی نغمہ ہوتا تھا:

تاجدار ختم نبوت ﷺ ۔۔۔۔۔۔۔ زندہ باد زندہ باد

وہ کہتا تھا کہ "حضور نال عشق کرنا اے، تے اَنے واں کرنا اے" یعنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرنا ہے اور اندھا دھند کرنا ہے۔ اس نے صرف کہا ہی نہیں بلکہ اپنے آقا و مولی ﷺ سے عشق "اَنے واں" کر کے دکھایا بھی!

جب راہ عزیمت پر نکلا تو اپنے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر گیا اور نہ صرف انہیں سڑکوں پر سلایا بلکہ خود بھی کارکنوں کے ساتھ ہی سڑک پر سوتا رہا وہ چاہتا تو اعلیٰ حلقوں سے بنا کر رکھتا اور اپنے بیٹوں کی شادی میں ان سے سلامیاں لیتا۔ یورپ میں پر تعیش زندگی بسر کرتا۔ ایک آدھ "سالانہ ختم نبوت کانفرنس" کر کے مریدوں کو بیوقوف بناتا، اپنے لئے محل تعمیر کراتا، مریدوں کے بچوں سے مدرسوں کو آباد کر کے اپنی اولادوں کو بیرون ملک بھیج دیتا لیکن اس نے خانقاہوں میں بیٹھ کر نذرانے وصول کرنے کی بجائے رسم شبیری ادا کرنا ضروری سمجھا۔ اس کی ساری گفتگو نقطۂ لولاک کے گرد گھومتی تھی ادھر سرکاری سطح پر منایا جانے والا عشرہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دن تھا اور اُدھر اس عاشق صادق کا روئے زمین پر آخری دن تھا واللہ کیا مطابقت ہے:

ع ۔۔۔۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

لوگ اسے مختلف معاملات میں پھنسانے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ "عشق دی گل" سناتا رہا آخر کار بقول امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، اس کے اور اس کے مخالفین کے درمیان فیصلہ اس کے جنازے نے ہی کیا۔ باباجی کے جنازے کو دیکھتے ہوئے میرے ذہن میں انہی کا ایک فقرہ گونجتا

رہا جو انہوں نے گزشتہ سال مینار پاکستان پر ہی منعقدہ لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس میں بولا تھا:

"دس ہوئے مینار پاکستان ایہو جیا منظر کدی پہلے بھی ویکھیا ای"

(محمد کوثر عباس روزنامہ پاکستان 24 نومبر 2020ء)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے مقبول زمانہ کلام کا ایک پیارا شعر:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام　　　　للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

مولانا حافظ خادم حسین رضوی کچھ اس انداز میں بلکہ وجدانی کیفیت میں پڑھتے کہ مجمع پر بھی کیفیت طاری ہو جاتی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ان کا انجام بھی ایسا ہی ہوا۔ ربیع الآخر کی چوتھی شب، نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد کچھ دین کی باتیں کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کردی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

میری ان سے پہلی ملاقات یوں ہوئی کہ والد گرامی مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے گوجرانوالہ صدیق آباد (کلر آبادی) حافظ آباد روڈ، عظیم الشان جامع مسجد سنی رضوی تعمیر کرائی۔ تقریباً پندرہ سولہ سال قبل مولانا محمد عبدالغفور رضوی نے مولانا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو جلسہ یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خطاب کے لیے دعوت دی۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ایمان افروز بیان فرمایا۔

لاہور میں کافی عرصہ ہر سال شیخ اظہر حسین رضوی کے گھر والد گرامی مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ بڑی گیارہویں شریف کی محفل میں خطاب فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔ علامہ خادم حسین رضوی بھی اپنے رفقا کے ہمراہ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب سننے کے لیے تشریف لاتے اور آپ کا بڑا ادب واحترام فرماتے۔

مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا محمد خالد حسن مجددی رضوی نے مولانا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں منعقدہ تقریب میں انکشاف کیا کہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم

پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل اور شاگرد رشید ہیں۔ مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا علامہ گل احمد عتیقی صاحب، مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب کے شاگرد رشید ہیں۔

والد گرامی مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ راقم الحروف اور برادرم حافظ صاحبزادہ محمد عارف رضوی سلمہٗ اور برادرم صاحبزادہ محمد رؤف رضوی سلمہٗ پر بڑی شفقت فرماتے۔ فقیر کو کئی مرتبہ اپنے فدایان ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہونے والی تاجدار ختم نبوت کانفرنس اور ایک مرتبہ مسلم مسجد میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ کئی مرتبہ فرماتے کہ غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھا ہوا شعر بھی سنائیں:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے چاہنے والوں کی خیر
سب غلاموں کا بھلا، سب کریں طیبہ کی سیر

18 ذوالحجہ 1436ھ بمطابق 3 اکتوبر 2015ء بروز ہفتہ نماز مغرب سے چند لمحات قبل والد گرامی ولی کامل مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی کا وصال ہوا تو وصال کے چند گھنٹے بعد رات تقریباً 11 بجے مولانا خادم حسین رضوی کا فون آیا، اظہار افسوس فرمانے کے بعد پوچھا کہ "حاجی صاحب کا جنازہ کس نے پڑھانا ہے"۔ میں نے عرض کیا کہ "ابھی سوچ و بچار ہو رہی ہے" تو آپ فرمانے لگے کہ آپ خود اپنے والد گرامی کا جنازہ پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو ایک حقیر سا انسان ہوں، ماشاء اللہ "بڑے بزرگ عالم دین جنازہ پڑھائیں گے"۔ دوبارہ فرمانے لگے کہ "میرا خیال ہے آپ ہی پڑھائیں"۔ فقیر نے بڑے ادب سے معذرت کی اگلے دن آپ نے قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی اور تدفین کے وقت بھی موجود رہے۔ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم کی تقریب میں بھی آپ نے خطاب فرمایا۔

ایک مرتبہ جلوس کی شکل میں راولپنڈی سے لاہور جاتے ہوئے گوجرانوالہ میں کچھ دیر کے لیے ٹھہرے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ماشاء اللہ عاشقوں کے اتنا بڑا ہجوم ہے، اباجی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے موقع پر پڑھا کرتے تھے۔۔۔

جب حسن تھا انکا جلوہ نما، انوار کا عالم کیا ہوگا
بن دیکھے فدا ہے ہر کوئی، دیدار کا عالم کیا ہوگا

سن کر بہت خوش ہوئے فرمانے لگے کہ "مائک پر یہ سب کو سناؤ"۔

6 صفرالمظفر 1433ء یکم جنوری 2012ء، ہماری ہمشیرہ محترمہ کا وصال ہوا تو آپ نے فاتحہ خوانی کے لئے آنے کا اظہار فرمایا، ہم نے عرض کی کہ آپ آنے کی بجائے، چند دن کے بعد مرکز اہلسنت زینت المساجد میں عرس قادری رضوی کی تقریب ہے اس موقع پر آپ تشریف لے آئیں چنانچہ اس موقع پر تشریف لائے۔ بڑا پیارا بیان فرمایا۔

ایک مرتبہ گوجرانوالہ میں اہل سنت وجماعت کی اولین معیاری دینی درس گاہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر بھی آپ کا بڑا ایمان افروز بیان ہوا۔ ربیع الاول 1434ھ میں جامع مسجد رضائے مصطفٰی، نیو نمبر مارکیٹ عالم چوک میں بھی آپ نے ولادت تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر بیان فرمایا۔

☆---☆---☆

پاکستان کا مطلب کیا۔۔۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علامہ خادم حسین رضوی......حیات و خدمات

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری

شیخ الحدیث امیر المجاہدین حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی اچانک رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جانا تو دنیا سے ہر ایک نے ہے لیکن ان کا اس قدر جلد داغ مفارقت دے جانا ہر مسلمان کو تڑپا گیا۔ اس سانحہ پر صرف لواحقین ہی نہیں ملک و بیرون ملک کے عاشقانِ رسول غمزدہ وملول ہیں۔ ساری زندگی ذکرِ مصطفےٰ ﷺ کے دھومیں مچانے والے کی یاد میں ہر اپنا اور بیگانہ رطب اللسان ہے۔ ان کے صحیفۂ حیات کے چند اوراق نذر قارئین ہیں۔

ولادت: شیخ الحدیث علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی ولادت ۳ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ/۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے ایک قصبے نکہ کلاں میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حاجی لعل خان اعوان برادری کے ایک زمیندار گھرانے کے فرد تھے۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم چوتھی جماعت تک اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر جہلم میں حفظ القرآن کی سعادت پائی اور دینہ میں علامہ قاری محمد یوسف سیالوی سے تجوید وقراءت کی تعلیم حاصل کی۔ درسِ نظامی عظیم وقدیم درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ سے کیا۔

اساتذہ کرام: فیض یافتۂ محدثِ اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، استاذ العلماء مولانا محمد رشید نقشبندی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللطیف نقشبندی، شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی، شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی، مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی، قاری غلام یٰسین، حافظ غلام محمد۔

تدریس: تدریس کا آغاز مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ سے کیا۔ عرصہ دراز تک صرف ونحو کی تدریس فرمائی اور ملک و بیرون ملک میں عربی گرائمر کی تدریس کے حوالے سے خصوصی شہرت پائی۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں ہی شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور ابوداؤد شریف کا درس مشہور تھا۔ جامعہ نعمانیہ لاہور میں بھی تدریس فرمائی اور اہلِ سنت کے اس قدیمی ادارے کو حیات نو بخشی، اس کی عظیم الشان جامع مسجد بنوائی۔ تحریکی مصروفیات کی وجہ سے تدریس کا سلسلہ موقوف ہو گیا تھا لیکن وصال سے کچھ عرصہ قبل جامعہ نعمانیہ میں تدریس کا دوبارہ آغاز فرما دیا تھا۔

تصنیف و تالیف: تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے امتحان کے لیے آپ نے ایک مقالہ

بعنوان "اعلیٰ حضرت بحیثیت مرجع العلماء" تحریر فرمایا جو آپ کے استاذ محترم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کو اس قدر پسند آیا کہ اسے فتاویٰ رضویہ میں بطور تعارف شامل فرمایا۔ ضرورت ہے کہ اس یادگار مقالے کو علیحدہ رسالے کی شکل میں بار بار شائع کیا جائے۔ علاوہ ازیں عربی گرائمر سے متعلق دو کتب تیسیر ابواب الصرف اور تعلیلات خادمیہ تحریر فرمائیں جو نصابی کتب ہونے کی وجہ سے دینی مدارس میں بہت مقبول ہیں اور ان کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ عربی صرف ونحو میں مہارت کی وجہ سے امام الصرف والنحو کے لقب سے یاد کیے گئے۔

بیعت و خلافت: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارف کامل حضرت "خواجہ محمد عبدالواحد صدیقی المعروف حاجی پیر صاحب علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے جبکہ اپنی عظیم الشان دینی وروحانی خدمات کی بدولت تاج الشریعہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اور ولی کامل، نباضِ قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے سرفراز ہوئے۔

دینی و ملی خدمات: آپ کی زندگی کا مقصد دین کی سربلندی تھا۔ اس مقصد کو لے کر آپ عمر بھر سراپا جدوجہد رہے۔ اس سلسلے میں فدایانِ ختم نبوت کے امیر رہے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے خوب محنت کی۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام ۷ ستمبر کو ایوانِ اقبال میں تاجدار ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا تھا اور اس کا ترجمان "العاقب" شائع ہوتا رہا۔ العاقب کے تحفظ ناموسِ رسالت نمبر اور علامہ فضل حق خیر آبادی نمبر بڑے زبردست حوالے کی چیز ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ کے فارغ التحصیل علماء کی تنظیم "مجلسِ علمائے نظامیہ" کے امیر رہے۔

☆ غازی ممتاز حسین قادری کی رہائی کے لیے ان تھک محنت کی اور ان کی شہادت کے بعد تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے فیض آباد میں کامیاب دھرنا دیا اور وزیر قانون کا استعفیٰ لے کر اُٹھے۔ ۲۰۱۸ء کے عام انتخابات میں آپ کی قیادت میں تحریکِ لبیک پاکستان نے حصہ لیا اور ۲۲ لاکھ ووٹ لے کر ملک کی پانچویں بڑی جماعت ٹھہری۔

☆ آسیہ ملعونہ کی رہائی کے خلاف تحریک چلائی جس کی پاداش میں کئی ماہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ محکمہ اوقاف میں اپنے استاذ محترم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی اجازت سے تشریف لے گئے اور جامع مسجد شاہ ابوالمعالی اور جامع مسجد پیر مکی کے خطیب رہے لیکن جب آپ نے محسوس کیا کہ محکمہ اوقاف آپ کی آواز کو دبانا چاہتا ہے تو دامن جھاڑ کر یوں چلے آئے کہ باقاعدہ

ریٹائرمنٹ و پنشن وغیرہ کے حصول کے لیے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ جامع مسجد رحمۃ اللعالمین نزد چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور کے تاحیات خطیب رہے۔ یہ مسجد آپکی زیرنگرانی دوبارہ تعمیر کی گئی تھی اور اسی کے پہلو میں آپ کا مزار شریف بھی بنایا گیا ہے۔

☆ ناموسِ رسالت کے لیے اس دور میں آپکی آواز سب سے توانا اور پختہ قرار پائی۔ زندگی کا آخری خطاب ناموسِ رسالت کے موضوع پر فیض آباد دھرنے میں ۱۶ نومبر ۲۰۲۰ء کو فرمایا اور حکومت سے ایک مرتبہ پھر اپنی بات منوا کر اُٹھے یعنی فرانسیسی سفیر کی ملک بدری اور فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

اندازِ خطابت: آپ کے اندازِ خطابت نے دنیا کے دل موہ لیے تھے۔ یہ منفرد اندازِ خطابت تھا جس میں تصنع اور بناوٹ کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ لہجہ نہ بالکل سپاٹ ہوتا، نہ مصنوعی جوش بلکہ شبنم کی برسات کی مانند تقریر فرماتے۔ موقع بموقع حقیقی جذبے کے ساتھ برق کی مانند گرجتے۔ یوں کہنا درست ہوگا کہ اپنے اندازِ خطاب کے آپ خود ہی موجد تھے۔ گردانیں سنا کر داد بھی آپ نے وصول کی اور حدیث شریف اور فرمودات صحابہ کے طویل متن اس مسحور کن انداز میں پڑھتے کہ مجمع پر وجد طاری ہو جاتا۔ بالخصوص حسن و جمالِ مصطفےٰ اور سراپائے رسول اکرم ﷺ بیان کرتے تو رنگ باندھ دیتے۔ فتاویٰ رضویہ شریف کا خطبہ زبانی یاد تھا، جسے کئی مرتبہ دورانِ خطاب سنایا۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ اور علامہ اقبال علیہ الرحمہ کا کلام از بر تھا۔ اپنے تو اپنے غیر بھی ماننے پر مجبور ہو گئے کہ کلام اقبال کا ایسا حافظ اور شارح ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ قصیدہ بردہ شریف بھی آپ کو مکمل یاد تھا۔ ناموسِ رسالت ﷺ آپکے خطابات کا مرکزی موضوع رہا اور اس کے ساتھ ساتھ ناموسِ صحابہ واہلبیت رضی اللہ عنہم کے لیے آپ کی تقاریر نہایت جاندار رہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے لیے شمشیر برہنہ ثابت ہوئے۔ تقریر کھڑے ہو کر کرنا پسند کرتے تھے لیکن ۲۰۰۹ء میں ایک حادثے کے نتیجے میں نچلا دھڑ مفلوج ہو جانے کی وجہ سے وہیل چیئر پر تشریف فرما ہو کر خطاب فرماتے۔ آہ!

زمانہ بڑے غور سے سُن رہا تھا
"تمہیں" سو گئے داستاں کہتے کہتے

اخلاق و عادات: آپ دشمنوں کے لیے مردِ آہن تھے تو دوستوں کے لیے ریشم کی مانند نرم تھے۔ نہایت خوش اخلاق مہمان نواز اور ملنسار تھے۔ چہرہ بالعموم متبسم رہتا تھا۔ ان کی مسجد میں روزانہ بعد نمازِ عشاء درود پاک کی محفل سجائی جاتی اور آپ کے گھر سے روزانہ شیرینی بطور تبرک پیش کی جاتی۔ دلائل الخیرات شریف باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت حرزِ جاں تھی۔ مفتی محمد اشرف القادری کا بیان ہے کہ دورانِ سفر آپ پندرہ پندرہ پارے تلاوت کر جاتے تھے۔ غریبوں مسکینوں کی دادرسی کرتے تھے۔ کچھ احباب کا خیال ہے کہ آپ کو دستِ غیب حاصل تھا۔ نہایت سخی اور غریب پرور تھے۔ کسی مسلمان کی تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔ لباس سادہ لیکن نفیس اور صاف پہنتے تھے۔ معذوری کے باوجود راقم الحروف نے کبھی آپ کے کپڑے میلے تو کجا شکن آلود بھی نہیں دیکھے۔ چہرہ نورانی اور ایسا پُرکشش تھا کہ جو دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہ جاتا۔ خاص طور پر آنکھیں پُرکشش اور نظریں عقابی تھیں۔ گفتگو بڑی دلکش، آواز رعب دار اور شیریں اس قدر تھی کہ جی چاہتا تھا کہ وہ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے تھے۔ الغرض نہ تو وہ اس قدر خاموش رہتے کہ زاہدِ خشک معلوم ہوں اور نہ ہی اتنی زیادہ گفتگو کرتے کہ فضول گوئی کا شائبہ ہو۔ وہ علامہ اقبال کے فلسفۂ خودی کی مجسم تصویر تھے۔ علامہ اقبال نے درج ذیل شعر آپ جیسے افراد ہی کے لیے کہا ہے:

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

تاجدارِ بریلی سے عقیدت: علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ باوجود یہ کہ نقشبندی سلسلے میں بیعت تھے لیکن وہ اپنے نام کے ساتھ رضوی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عقیدت کی وجہ سے لکھتے تھے۔ ان کی شاید ہی کوئی تقریر ہو جو فتاویٰ رضویہ، حدائقِ بخشش اور دیگر کتب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حوالے سے خالی ہو۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نعتیہ کلام پڑھتے تو سماں باندھ دیتے۔ تشریح کرتے تو وضاحت و تفہیم کا حق ادا کر دیتے۔ سلامِ رضا کے اشعار جب مسلسل پڑھتے تو سامعین عش عش کر اُٹھتے۔ عقائد کے باب میں اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے سرِ مو انحراف کو بھی ہلاکت کا دروازہ قرار دیتے۔ درج ذیل الفاظ میں امیر المجاہدین نے عاجزی وانکساری اور عقیدت و نیازمندی کی انتہا فرما

دی: ’’آپ کو پتہ ہے مَیں اعلیٰ حضرت بریلوی کے در کے کتوں کا کتا بھی نہیں بن سکتا...... جی ہاں ...... سمجھ ہی نہیں ہے مجھے تو...... یہ جو بزرگ (نباضِ قوم) یہاں (زینت المساجد جلوہ فرما) ہیں، ہم تو اِن کے دَر کے نہیں بن سکتے، اعلیٰ حضرت بریلوی (کا دَر) تو بڑی دُور کی بات ہے‘‘۔ (مذکورہ خطاب میموری کارڈ میں ادارہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ سے دستیاب ہے)

حضرت نباضِ قوم سے محبت: نائب محدث اعظم پاکستان، نباضِ قوم الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی علیہ الرحمہ سے بے انتہا محبت تھی۔ انکی استقامت، شجاعت، حق گوئی اور ثابت قدمی کے نہ صرف معترف تھے بلکہ بطور حوالہ بیان کرتے تھے۔ ماہنامہ ’’رضائے مصطفےٰ‘‘ گوجرانوالہ کے دورِ طالب علمی سے ہی قاری اور مداح رہے۔ دورانِ سفر موبائل میں ریکارڈ شدہ حضرت نباضِ قوم کے خطبات، نعتیں اور ترانے سماعت فرماتے۔ حضرت نباضِ قوم کا ارشاد فرمودہ ترانہ:

جاگ اُٹھے ہیں اہلسنّت گونج اُٹھا یہ نعرہ ہے
دور ہٹو اے دشمن ملت پاکستان ہمارا ہے

خود بھی پڑھتے اور جلسوں میں پڑھوا کر خوش ہوتے اور کہا کرتے کہ: ۱۹۷۴ء میں، جہلم میں کئے ہوئے حضور نباضِ قوم کے بیان سے ہی مَیں نے (درج ذیل) عبرت آموز اشعار سُنے تھے۔

وہ قوم جو کل کھیلتی تھی شمشیروں کے ساتھ
آج سینما دیکھتی ہے اپنے ہمشیروں کے ساتھ

ڈرو اللہ سے ہوش کرو، مکروفریب سے کام نہ لو
یا اسلام پہ چلنا سیکھو، یا اسلام کا نام نہ لو

☆ ۲۰۱۵ء میں جب وہ جامع مسجد گلزارِ حبیب ای بلاک سبزہ زار لاہور تشریف لائے، دورانِ محفل اُنہیں حضرت نباضِ قوم علیہ الرحمہ کی قمیص مبارک اور رومال شریف پیش کیا گیا تو انہوں نے عقیدت سے اپنے سر پر رکھ لیا۔

☆ زینت المساجد گوجرانوالہ میں امیر المجاہدین علیہ الرحمہ نے ایک بیان کا یوں آغاز فرمایا:

یہاں تقریر کرنا میرے لئے امتحان بھی ہے کہ جنہوں نے ساری زندگی بڑی دلیری کے ساتھ اور بڑی غیرت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر پہرا دیا اور ساری زندگی اُنہوں نے دائیں بائیں نہیں دیکھا کہ چھوٹا آیا' بڑا آیا' عہدے والا آیا' غریب آیا' امیر آیا' اپنا آیا' بیگانہ آیا' شریعت کی بات دوٹوک انداز میں آپ نے فرمائی...... اگر اور مگر' کم اور کیسے' کتنا اور اِتنا' یہ آپ کی ڈکشنری میں لفظ ہی نہیں تھے...... میری مراد منزہ عن الالقاب' پیر طریقت' رہبر شریعت' اہلسنت کی پہچان اور نشان' مفتیٔ اعظم عالم اسلام' حضرت قبلہ علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہٖ

......(خطاب بموقع: عرسِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

راقم الحروف پر عنایات: راقم الحروف پر آپکی شفقت وعنایت بہت تھی۔ دو مرتبہ راقم کے غریب خانے پر جلوہ فرما ہوئے۔ راقم کی دعوت پر مسجد گلزار حبیب ایک سے زائد مرتبہ تشریف لائے۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے حکم پر جب خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کے موضوع پر راقم نے کام شروع کیا اور مواد کی کمیابی پر جب بھی تھکاوٹ محسوس کرتا تو آپ حوصلہ دیتے۔ آپکی حوصلہ افزائی کی بدولت یہ کتاب مکمل ہوئی اور ''حیات فقیہ زماں'' کے نام سے شائع ہوئی۔ راقم الحروف آپکی خدمت میں کئی کئی گھنٹے حاضر رہتا، لیکن وصال سے چند سال قبل آپکی تحریکی مصروفیات اور راقم کی کالج کی مصروفیات بڑھ جانے کی وجہ سے یہ سلسلہ محدود ہوتا چلا گیا۔ افسوس:

ملاقاتیں ادھوری رہ گئیں...... کئی باتیں ضروری رہ گئیں

آخری خطاب: آخری خطاب علالت کی حالت میں فیض آباد راولپنڈی کے مقام پر کیا، جس میں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے اپنے مطالبات دُہرائے جو پوری اُمت کے مطالبات تھے یعنی فرانسیسی سفیر کی ملک بدری اور فرانسیسی مصنوعات کا سرکاری سطح پر بائیکاٹ۔

علاوہ ازیں آپ نے خفیہ ایجنسیوں کی جھوٹی رپورٹوں کا بجا طور پر گلہ کیا کہ

''فرانسیسی سفارت خانے کو نذرِ آتش کرنے کا منصوبہ بنانے کا بہتان تحریک پر باندھا گیا''۔

وصال: فیض آباد کی یخ بستہ ہواؤں میں علالت کی حالت میں آپ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے اور اپنے مطالبات پر وعدہ لے کر اُٹھے۔ اسی حالت میں لاہور واپسی ہوئی۔ ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات آپکی طبیعت بہتری کی جانب مائل تھی۔ صاحبزادہ سعد حسین رضوی نے خود راقم الحروف کو بتایا کہ بوقت مغرب آپ نے خود اپنا ٹمپریچر چیک کیا جو نارمل تھا۔ آپ نے اطمینان کا اظہار

کیا۔ بوقت عشاء اہلِ خانہ بالخصوص صاحبزادگان کو رسول اللہ ﷺ سے وفا کرنے کا درس دیتے رہے۔ آپ کو فرانس میں آقا ﷺ کے خاکے شائع ہونے کا سخت افسوس تھا۔

جو انکی عزت پہ حرف آیا   ہم اپنی عزت کا کیا کریں گے

کے مصداق یہ غم آپ کو اندر ہی اندر کھائے جارہا تھا۔ صاحبزادہ سعد حسین رضوی نے مزید بتایا کہ "عشاء کے بعد اچانک آپکی طبیعت خراب ہوگئی اور چند لمحات میں وہ ہوگیا جس کا کسی کو وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ آپ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کا غم لیے ہوئے دار فانی سے رحلت فرما گئے"۔

(اناللہ وانا الیہ راجعون)

☆ شب جمعہ، ۴ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ کی شب، ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء کو علم و عمل کا آفتاب غروب ہوا اور صبح ہوتے ہوتے دنیائے علم حکمت میں اندھیرا چھا گیا۔

؎ گئے سب اہلِ نظر دنیا سے یہ کہہ کر   یہ دنیا پیار کے قابل نہیں ہے

آناً فاناً جنگل کی آگ کی مانند یہ خبر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ تھوڑی دیر کے لیے آپکی سانس بحال ہونے کی افواہ بھی پھیلی جو غلط ثابت ہوئی اور مسجد رحمۃ للعالمین کے اسپیکر پر آپکی رحلت کا باقاعدہ اعلان کردیا گیا۔ رات ہی میں آپکی رہائش گاہ پر زائرین کی بھیڑ لگ گئی۔ صبح نماز فجر کے بعد آپکی رہائش گاہ کے داخلی دروازے کے اندر آپکا جسد اقدس زیارت کے لیے رکھ دیا گیا اور باہر بانس لگا کر راستہ بنادیا گیا۔ جمعرات سے لے کر ہفتے کی صبح تک مسلسل زیارت کا سلسلہ جاری رہا۔ راقم الحروف بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور آپکے نورانی چہرہ کے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ آپکا چہرہ نورانی اور پُرکشش تھا۔ داڑھی مبارک کے بال چمک رہے تھے۔ یادرہے ٹھوڑی پر منہ کو بند رکھنے کے لیے نہ تو پٹی باندھی گئی اور نہ ہی ناک اور منہ میں روئی رکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

؎ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ہفتے کو گیارہ بجے صبح مینارِ پاکستان میں جنازے کا اعلان کیا گیا۔ صبح آٹھ بجے ہی مینار پاکستان کا وسیع و عریض گراؤنڈ عاشقوں سے لبالب بھر گیا۔ مسجد رحمۃ للعالمین سے مینار پاکستان کا راستہ تقریباً آدھے گھنٹے کا ہے لیکن جنازے کا جلوس چار گھنٹے میں یہ سفر طے کر پایا۔ مشتاقانِ دید ایمبولینس کے شیشوں سے چمٹے رہے، جس کے نتیجے میں ایمبولینس چیونٹی کی رفتار سے چلتی رہی اور جنازہ گیارہ بجے کی بجائے پونے دو بجے آپ کے خلفِ اکبر و جانشین مولانا حافظ سعد حسین رضوی کی امامت میں ادا کیا گیا۔ جنازے میں لاکھوں عاشقوں کا ہجوم اس قدر کثیر تھا کہ شمار ممکن ہی نہ رہا، اقبال

پارک بھرنے اور سڑکوں کے بھر جانے کے بعد بادشاہی مسجد بھی بھر گئی۔

تدفین: جامع مسجد رحمۃ للعالمین کے پہلو میں تقریباً بیالیس گھنٹے بعد سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین تک آپ کا چہرہ تروتازہ اور شاداب رہا اور مسکراہٹ آپکے لبوں پر کھیلتی رہی۔ آپ کا پُرسکون گہری اور آرام دہ نیند کا غماز چہرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے اس شعر کی عملی تفسیر بنا رہا۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

جہاں آپکے جنازے کا عظیم الشان اجتماع اہلِ سنت کے سوادِ اعظم ہونے کا اعلان کرتا رہا، وہاں آپکا نورانی چہرہ اہلِ سنت کے نورانی عقیدے کی حقانیت کا مبلغ بنا رہا۔

صحافتی و سرکاری حلقوں کا خراج عقیدت: یہ بات بھی خوشگوار حیرت کے ساتھ دیکھی اور محسوس کی گئی، وہ صحافت جس کے لیے علامہ خادم حسین رضوی کا نام لینا بھی شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتا تھا، اس نے وصال، جنازہ اور تدفین کی خبروں کو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ صدر، وزیر اعظم، آرمی چیف، سرکاری عمائدین، عالم اسلام کے علماء و مشائخ اور سفیروں نے آپ کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ آپکی یہ بے مثال مقبولیت و محبوبیت ایک بات اور سمجھا گئی کہ جو ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرزِ جاں بنا لیتا ہے۔ اس کا چرچا اور دھوم دونوں جہاں میں ہو جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دُلہن بن کے قضا آئی ہے

ختم چہلم ان شاءاللہ العزیز ۳ر جنوری ۲۰۲۱ء بروز اتوار جامع مسجد رحمۃ للعالمین لاہور میں ہوگا۔

☆---☆---☆

علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ

صاحبزادہ پیر بشیر احمد یوسفی

ایک تارا چمکے ٹوٹ گیا
یا نبی نسخہ تسخیر کو میں جان گیا
اس کو سب مان گئے
آپ کو جو مان گیا

علمائے حق اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں علمائے حق نے آزمائش اور فتنوں کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی نیابت کا فریضہ ادا کرتے ہوئے تمام فتنوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوئے ہیں لیکن کبھی پرچم اسلام کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ کئی جہلاء اٹھے، کئی سازشیں بُنی گئیں۔ عوام کو علماء سے دور کرنے کی کوشش کی گئی ناموسِ رسالت ﷺ اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم پر حملے کیے گئے لیکن ہر دور میں کوئی نہ کوئی مرد قلندر ضرور تھا جس نے باطل کے ایوانوں کو ڈھا کر رکھ دیا انہی شخصیات میں سے ایک عبقری شخصیت امیر المجاہدین فنافی خاتم النبیین ﷺ محافظ مسلک اہلسنت حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ اس دور کے ہر بندے کو اپنے مقدر پر نازاں ہونا چاہیے کہ اس نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا زمانہ پایا ہے۔

حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ 1966ء کو نکہ توت ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام حاجی لال خان ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک بھائی جس کا نام امیر حسین ہے اور چار بہنیں ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد کا انتقال 2008ء میں ہوا والدہ کا انتقال 2010ء میں ہوا۔ حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ابتدائی تعلیم چوتھی کلاس تک اپنے گاؤں نکہ کلاں سکول سے حاصل کی اس کے بعد دینی تعلیم کے لئے ضلع جہلم چلے گئے اس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر بمشکل آٹھ سال ہی تھی اور یہ 1974ء کی بات ہے جب علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ اکیلے جہلم پہنچے تو اس وقت تحریک ختم نبوت اپنے عروج پر تھی جہلم میں علامہ

صاحب کے گاؤں کے استاد حافظ غلام محمد موجود تھے نے انہیں جامعہ غوثیہ اشاعت العلوم عیدگاہ لے گئے یہ مدرسہ قاضی غلام محمود کا تھا جو پیر مہر علی شاہ کے مرید خاص تھے۔ وہ خود خطیب و امام تھے اس لئے مدرسہ کے منتظم ان کے بیٹے قاضی حبیب الرحمٰن تھے۔ مدرسہ میں حفظ قرآن مجید کے لیے استاد قاری غلام یاسین تھے جن کا تعلق ضلع گجرات سے تھا اور وہ آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے ابتدائی بارہ سپارے جامعہ غوثیہ اشاعت العلوم میں حفظ کیے اور اس سے آگے کے 18 سپارے مشین محلہ نمبر ایک کیدار العلوم میں حفظ کیے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قرآن پاک حفظ کرنے میں چار سال کا عرصہ لگا۔

1978ء میں قرآن مجید حفظ کر لیا جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر بارہ سال ہوئی تو دینہ ضلع گجرات چلے گا وہاں دو سال تک قرأت کی تعلیم حاصل کی قواعد کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1980ء میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور چلے گئے وہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شہرہ آفاق دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی لاہور مدرسہ میں 8 سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1988ء میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے قرآن پاک حفظ کرنے کے علاوہ درس نظامی اور احادیث پڑھیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ترمذی شریف مفتی محمد عبداللطیف نقشبندی صاحب سے مسلم شریف ابوداؤد شریف علامہ محمد رشید نقشبندی صاحب سے کنزالدقائق، قصیدہ بردہ شریف علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھی اس کے علاوہ علامہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب زیدہ مجدہ' علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب زید مجدہ' بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ 1988ء میں دورہ حدیث مکمل ہوا اور دستار فضیلت عطا کی گئی۔

علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی شادی اپنے چچا کی بیٹی سے ہوئی۔ 1993ء میں محکمہ اوقاف میں خطیب کی ملازمت کے بعد شادی ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے انتہائی سادہ غذا استعمال فرماتے تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سادگی کا مزید نظارہ چشم فلک نے فیض آباد میں ٹھٹھرتی سردی میں کیا جب آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے محبین کے ساتھ ہی بغیر کسی پروٹوکول اہتمام کے سڑک پر ہی بستر لگا کر سوئے' جسے دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انداز مبارک کی یاد تازہ ہوگئی۔

حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ دو عشروں سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں تدریس کر رہے تھے اس کے علاوہ فدایان ختم نبوت پاکستان اور مجلس علمائے نظامیہ کے مرکزی امیر رہے۔ دار العلوم انجمن نعمانیہ سمیت کئی مدارس، تنظیمات اور اداروں کے سرپرست اور نگران رہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں جمود بالکل نہیں تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو ایک حادثے کے نتیجے میں معذوری لاحق ہوگئی مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ صحتمندوں سے زیادہ متحرک تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے عمل سے لوگوں کو یہ درس دیا کہ دین کا کام کرنے کے لئے جذبہ رکھنا چاہیے۔ کسی عذر کو آڑے نہیں آنے دینا چاہیے پوری دنیا میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لبیک یارسول اللہ اور تاجدار ختم نبوت زندہ باد کی صدائیں بلند کیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جو نعرہ بھی لگایا وہ بچے بچے کی زبان پر جاری ہوگیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جس انداز میں تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور دفاع ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کام کیا رہتی دنیا تک اسے یاد رکھا جائے گا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اقبال کے فلسفہ خودی کے امین تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حقیقی معنوں میں اہل اسلام کو بیدار کر کے رکھ دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں اگر مگر اور چونکہ چنانچہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔

غازی ممتاز حسین قادری رحمتہ اللہ علیہ نے جب گستاخ رسول سلمان تاثیر کو واصل جہنم کیا اور پھر غازی صاحب کو گرفتار کیا گیا اور ان کو پھانسی دے دی گئی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے غازی ممتاز حسین قادری شہید رحمتہ اللہ علیہ کی رہائی کی تحریک کو بڑے احسن انداز میں آگے بڑھایا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تمام کوششوں کے باوجود حکومت وقت نے غازی صاحب کو کافی عجلت میں پھانسی دے دی۔ 2017ء میں ایک پارلیمانی بل میں حکومت کی طرف سے قانون ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شق میں الفاظ بدلنے پر انہوں نے غیرت ایمانی کا اظہار کرتے ہوئے نومبر 2017ء میں فیض آباد انٹرچینج پر دھرنا دیا۔ 25 نومبر کی صبح وفاقی پولیس اور رینجرز نے ایک ناکام آپریشن کیا جس میں کئی افراد زخمی ہوئے پولیس نے 12 ہزار آنسو گیس کے شیل پھینکے اور 8 لوگ شہید بھی ہوئے۔

عشق سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ بھی نہیں بات ایمان کی تھی وہ کیوں برامان گیا

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں 2018ء کے الیکشن میں تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 22 لاکھ کے قریب ووٹ حاصل کئے۔ اتنے کم عرصہ میں یہ مرکز کی پانچویں بڑی تحریک اور

پنجاب کی تیسری بڑی تحریک بن گئی۔اس تحریک کا مقصد نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہے اور علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ آخری دم تک اسی نظام کے نفاذ کے لیے لڑتے رہے۔علامہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر ترکی کے ایک عالم دین خالد الراعی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے تعلق کے حوالے سے لکھا

(ترجمہ)۔۔"آپ نے دفاع ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحریک لبیک یارسول اللہ کی بنیاد رکھی اس راہ میں آپ کو بہت ستایا گیا"

آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک انچ بھی اپنے مقصد سے نہیں ہٹے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ساری زندگی مدینہ پاک نہیں گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آقائے نامدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملے ہوتے رہے اور میں سب کچھ چھوڑ کر ادھر آ گیا۔

علامہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔بیٹوں کے نام یہ ہیں حافظ محمد سعد رضوی اور حافظ محمد انس رضوی ہیں۔حافظ محمد سعد رضوی صاحب آپ رحمتہ اللہ کے جانشین اور مجلس شوریٰ کے فیصلے سے نئے امیر مقرر ہوئے ہیں۔

اقبال سے عشق کی وجہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم درسی کتب کے علاوہ جن کتب کا مطالعہ کرتا تھا ان میں ڈاکٹر اقبال کا فارسی مجموعہ کلام سرفہرست ہے۔1988ء میں کلیات اقبال خریدی تھی اور نوعمری میں ہی اس میں مرد قلندر شاعر کے افکار کا مطالعہ شروع کر دیا آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ اقبال کی روح نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔اقبال کے کلام کے بعد ڈاکٹر اقبال کی شاعری کے استاد مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کو پڑھا اور ان کے بیشتر کلام کو ازبر کر لیا تھا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اقبال، مولانا روم، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاعری نے بہت زیادہ متاثر کیا اور یہ حضرات عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ جام پلاتے ہیں جنہیں پینے کے بعد کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی اور اردو شعرا میں اکبر الہ آبادی کی شاعری پسند تھی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی علامہ اقبال سے والہانہ عقیدت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تقاریر اور بیانات میں دکھائی دیتی تھی گزشتہ کچھ سالوں سے آپ رحمتہ اللہ علیہ یوم اقبال کے موقع پر مزار اقبال کے احاطہ میں خصوصی نشست سے مرقد اقبال پر حاضری کے بعد خطاب بھی فرماتے رہے۔مذہبی حلقوں سے تعلق رکھنے والے عام فہم

لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بدولت کلام اقبال کو پڑھا اور سنا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو مطالعہ کا جنون رہتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سفرنامے بہت پڑھتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حکیم محمد سعید اور مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کے تمام سفرنامے پڑھ ڈالے۔ تاریخ سلام کا مطالعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولین ترجیح دی تھی اور تمام مسلم سپہ سالار کی کا مطالعہ کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے اسلام کے تمام سپہ سالار اپنی مثال آپ ہیں لیکن حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دینا ایک دیرینہ خواہش تھی اور الحمداللہ پوری ہوئی۔

کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ علامہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سخت مزاج تھے انکے بیانات سخت تھے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کفار کیلئے سخت اور مسلمانوں کیلئے نرم دل تھے۔ بقول اقبال

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

آپ رحمتہ اللہ علیہ، کسی کی ملامت کی پرواہ کیے بغیر باطل کے سامنے ڈٹ کر بہ بانگ دہل حق بات کہتے تھے عربی زبان کا ایک مقولہ ہے "الحق مر لوکان در" ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے اسی حوالے سے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں آپ سخت گفتگو کرتے ہیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "پترا کدی سچی گل وی مٹھی ہندی اے" مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سختی صرف اللہ تبارک وتعالی اور اس کے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی خاطر تھی ورنہ عام زندگی میں انتہائی شفیق انسان تھے۔ قبلہ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ بڑی محبت تھی ہمارے دوست محمد آصف یوسفی صاحب واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا حضور کوئی عالم جو بغیر پیسوں کے تقریر کرتا ہو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک بندہ خود ہے اور دوسرا بندہ منیر اسلام ہیں جو بغیر پیسوں کے چلے جاتے ہیں۔

انتقال پر ملال

19 نومبر 2020ء شب جمعۃ المبارک بوجہ علالت بعمر 54 سال لاہور میں وفات پائی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں

"خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بندہ مومن کی وفات کے بعد سب سے پہلی جزا جو اسے دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے میں شریک تمام لوگوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (شعب الایمان جلد 7 صفحہ 7 حدیث 9258)

21 نومبر 2020ء بروز ہفتہ، دوپہر کو نماز جنازہ گراؤنڈ منار پاکستان میں ادا کی گئی جس میں ایک کروڑ ستر لاکھ عشاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کر کے اپنی بخشش کا سامان کیا۔

مرتا وہ ہے جس کا کوئی مشن، کوئی نصب العین نہ ہو، علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مشن اور نصب العین کے ساتھ ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں زندہ رہیں گے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خوبصورت بیانات ہمیشہ مسلمانوں کے جذبات کو گرماتے رہیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خوبصورت زندگی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے (آمین)

آنکھیں اشک بار دل ہے بے تاب
غم وہ ہے جس کی کوئی حد نہ حساب
دل ویران اور آنکھ اجاڑ
ہم پر ٹوٹا ہے رنج و غم کا پہاڑ
ایک تارا چمک کے ٹوٹ گیا
کون تھا وہ جو ہم سے چھوٹ گیا
برق کی طرح حق کے رسندہ ہے
اس کے دشمن مریں وہ زندہ ہے

مفتی خلیل احمد یوسفی صاحب (چھوٹے بھائی) باقاعدہ قبلہ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ بندہ ناچیز کے ساتھ بھی آپ کی بہت زیادہ شفقت تھی۔ جب بھی ملاقات ہوتی دور سے ہی دیکھ کر اپنے پاس بلا لیتے میں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو انتہائی مخلص، دیانت دار، درد دل عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پایا ہے۔ قبلہ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سی نصیحتیں بھی ارشاد فرمائیں جو صرف ایک مخلص اور شفیق انسان ہی کر سکتے ہے

☆----☆----☆

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خادم حاضر ہے

محمد ضیاء الحق نقشبندی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا غلام حافظ خادم حسین رضوی حاضر ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نام پر قربان ہو کر آپ کی بارگاہ میں پہنچا ہوں میری ٹانگیں کام نہیں کرتی تھی لیکن میرا دل اور زبان مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت میں مشغول رہی دنیا مجھے دیوانہ، مولوی اور نہ جانے کیا کہتے ہیں لیکن میں نے اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق گلی گلی، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں شہر شہر، غلامان مصطفیٰ کو بیدار کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا آپ کے ساتھ غلامی کا رشتہ تھا، ہے اور رہے گا اعوان ہونے کے ناطے اولادِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں۔

میرے خلاف مقدمات ہوئے تو صرف اسی وجہ سے کہ میں دین اسلام کی بات کرتا ہوں اور دین کو تخت (حکومت) پر لانا چاہتا تھا۔ مجھے مدرسہ سے فارغ کیا گیا۔ محکمہ اوقاف سے جبری ریٹائر کیا گیا۔ لیکن حضور میں نے لاکھوں روپے محکمہ اوقاف سے لینے سے انکار کر دیا جو تاحال محکمہ اوقاف کے اکاؤنٹ میں پڑے ہیں۔ میں جائیداد چھوڑ کر نہیں، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر آیا ہوں۔ کمزور ٹانگوں پر طاقتور زبان سے لبیک یارسول اللہ کہتا رہا، کہلواتا رہا۔

مجھے اپنوں اور بیگانوں نے طعنے دیے کہ میری زبان سخت ہے میں مانتا ہوں کہ زبان سخت تھی لیکن میں اہل بیت وصحابہ کی طرح آپ کے عشق میں چور چور تھا میں حضرت امام مالک، علامہ فضل حق خیرآبادی، مولانا احمد رضا فاضل بریلوی، ارطغرل غازی علیہم الرحمہ کی طرح آپ کے عشق میں ڈوبا ہوا تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے عشق کی مستی میں سب کہہ دیتا تھا۔ غلام کی غلامی کو قبول فرمائیں۔ مجھے اللہ عزوجل کے قرآن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت یہاں لے آئی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ کا پڑوس چاہیے۔ داتا علی ہجویری کا غلام حاضر ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان تقسیم در تقسیم ہو رہے ہیں۔ کرم فرمائیں۔ اے خاصہ خاصان رسل صلی اللہ علیہ وسلم میری غلامی قبول فرمالیں۔ میں نے ساری زندگی قلندر لاہوری حضرت اقبال علیہ الرحمہ کی شاعری سے عقیدہ توحید ورسالت، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کو اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کا درس دیا جو انہوں نے دیا تھا۔ یارسول اللہ غلام کی غلامی کو قبول فرمائیں۔

یارسول اللہ ﷺ جس محبت رسول ﷺ کا بیج کاشت کر کے آیا ہوں امید ہے اللہ کی مہربانی سے یہ درخت ایک دن ضرور تناور بنے گا۔ یارسول اللہ ﷺ جس مقصد کے لیے، ہمارے بڑوں نے قربانی دی تھی اس پر پاکستان کو نہیں چلایا جا رہا۔ یارسول اللہ ﷺ دین متین کو حکومت میں لانے کا خواہشمند تھا اپنے چاہنے والوں کی خیر فرمادے۔ سوادِ اعظم اہلسنت اکثریت ہونے کے باوجود سیاست میں ان کا کوئی کردار نظر نہیں آتا، یارسول اللہ دین مصطفیٰ کو طاقت دے اور تحریک لبیک یارسول اللہ پر کرم فرمائیں۔ اس تحریک کے امیر اور میرے بیٹے کو اپنے نقش قدم پر چلنے والا بنا دیں۔ یارسول اللہ ﷺ اپنی محبت کو میری جماعت میں قائم رکھیے۔

یارسول اللہ ﷺ دنیا میرے اشارے پر نہیں، آپ کی محبت میں ریلیوں، جلسوں اور دھرنوں میں آتی تھی، میری آواز خاموش ہوئی لیکن آپ کے چاہنے والے ہمیشہ آپ کی غلامی میں جیتے مرتے رہیں گے۔ یارسول اللہ ﷺ میں مجدد الف ثانی کے قول کے مطابق محنت کرتا رہا کہ رب تک پہنچنے کے لئے محبت رسول ﷺ ہی واحد راستہ ہے۔ مجھے گھسیٹا گیا، مجھے گریبان سے پکڑا گیا، میرے خلاف آنسو گیس استعمال کی گئی، مجھ پر میرے کارکنوں پر ربڑ کی گولیاں چلائی گئیں، مجھے 8 شہدا کے جنازے اٹھانے پڑے مگر یہ کچھ بھی نہیں کیونکہ مجھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح تنگ نہیں کیا گیا حضرت امیر حمزہ کی طرح میرا جگر نہیں چبایا گیا، حضرت عبداللہ بن جحش کی طرح میرا کان اور ناک کاٹ کر انہیں رسی میں نہیں پرویا گیا میدان احد میں حضرت انس بن نضر کی طرح مجھے تیر سے چھلنی نہیں کیا گیا کہ جن کی ہمشیرہ نے آپ کی انگلیوں کے گوشت سے آپ کو پہچانا تھا کہ یہ گوشت میرے بھائی حضرت انس کا ہے۔ میرے جذبات صرف غلامی رسول ﷺ میں تھے میرا مقصد لوگوں کو آپ کے در پر لانا تھا حضور اپنی امت پر کرم فرمایئے آپ کی امت آپ کے سوا کہاں جائے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس محبت امت کے محافظ ہیں۔ جن کی خاطر آپ نے بروز قیامت سر سجدے میں رکھ کر امت کی بخشش کے لیے اللہ کو راضی کرنا ہے۔ حضور ﷺ آپ کا فقیر، آپ کا غلام حاضر ہے۔ الیکشن میں میرے ساتھ دھاندلی کی گئی میں نے دھرنا نہیں دیا میں نے فرانسیسی سفیر کو للکارتے ہوئے دھرنا دیا۔ جس دن دھرنا دیا میرے بیٹے سعد حسین اور میری بڑی بیٹی کی اس دن شادی تھی۔ عشق رسول ﷺ میں اولاد کی شادی بھول گیا۔ میں معذور تھا، لاچار و بے بس تھا، بے سہارا تھا، بیمار تھا، بیمار عشق رسول تھا۔ آپ کا کرم محدود نہیں۔ آپ کی لجپالی محدود نہیں۔ آپ کی سخاوت محدود نہیں۔ حضور وقت

کم تھا لیکن اللہ عزوجل نے ایسا کرم فرمایا، افراد ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار پر ایک دفعہ گیا تھا وہاں پڑھا تھا کہا میری قبر پر آنے والے! موت اگر تلواروں میں ہوتی تو میں چار پائی پر وفات نہ پاتا۔ بہت تھک گیا ہوں دنیا کی طویل 54 سالہ زندگی کے بعد سکون کی نیند ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سونا چاہتا ہوں۔ مجھے دنیا میں زیادہ جینے کا شوق نہیں تھا۔ شکر ہے کہ میں اس کی غلامی، اس قدم بوسی، اس نسبت، اس شفاعت کو پانے کے لیے اکثر تقریروں میں بھی کہا کرتا تھا کہ مجھے ہارٹ اٹیک ہو جائے میری نس پھٹ جائے اور میں جلدی سے آپ ﷺ کے قدموں میں پہنچ جاؤں۔ بس یا رسول اللہ ﷺ اپنے نواسے، شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صدقے خادم حسین کو قبول فرمائیں (آمین)

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

ہم یہیں پلے بڑھے ہیں۔ ہمارے آباء واجداد کی قبریں ہمارے گاؤں میں ہیں اور آپ کو ہمارے بارے میں اتنی تشویش کیوں ہے جاؤ اور کشمیر کی ماں بیٹیوں کی فکر کرو۔

حاکمو! وہ آپکی راہ تک رہی ہیں

اب دینِ محمدی تخت پر کیسے آئے گا

تحریر مولانا محمد عمر قادری

دنیا کی تاریخ میں کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جو کہ معاشرے میں ایک چنگاری سلگا دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات تاریخ بدل کر رکھ دیتے ہیں جیسے کہ عرب عورت سے ہندی راجا داہری قزاقوں کی زیادتی اور محمد بن قاسم کا آگ بن کر ہند پر چھا جانا اور جدید دور میں حکومتی اہلکاروں کا تیونس میں ایم-بی-اے پاس شخص کی ریڑھی کو الٹانا اور ملک کے نوجوانوں کا گھروں سے باہر نکل کر علی زین العابدین کی آمریت کو ختم کر دینا اسی سلسلہ کی ایک کڑی ممتاز حسین قادری کی شہادت ہے۔ جن کی شہادت نے ملک کے ایک بڑے کو اضطراب مین مبتلا کر دیا لیکن انکی شہادت نے جس شخص کے دل میں چنگاری سلگا کر رکھ دی دنیا انکو خادم حسین رضوی کے نام سے جانتی ہے اور یہ شخص مسند تدریس کو چھوڑ کر شعلہ جوالہ بن کر ابھرا اور طوفان بن کر قوم کو خرد سے عاری اقبال کا صاحب جنون بنانے لگا یہی وہ جنون تھا کہ بقول اوریا مقبول جان کے انھوں نے اپنی زندگی میں خادم رضوی کے تیار کردہ لوگوں سے زیادہ چارج مجمع نہیں دیکھا۔ یہی وہ خادم حسین رضوی تھے کہ جنہوں نے تاثیر قتل کے بعد اپنے ماہنامہ میں ننکانہ کے عدالتی ریکارڈ سے ثابت کیا تھا کہ آسیہ ملعونہ نے واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی نکالنے کا اعتراف کیا تھا لیکن غازی کی شہادت کے بعد تو شاید انکو ایک دن بھی چین کا نصیب نہ ہوا کہ اور وہ سوچ جو گستاخان رسول کو ہیرو بنانے والی تھی اس کے خلاف جنون عشق سلگانے میں مصروف ہو گئے جس کا رزلٹ ان کے جنازے کی صورت میں سب نے دیکھ لیا لیکن جنازہ دیکھنے کے بعد جو چیز سب سے اہم دیکھنے والی ہوتی ہے وہ ہے وصال فرمانے والے کی آئیڈیالوجی کو مرنے نہ دینا اور اس کے لئے گہرے تدبر کی ضرورت ہوا کرتی ہے تا کہ مرحوم کے مجدد ہونے کے دعوے شروع کر دئے جائیں یا جنازے کی گنتی میں پڑا جائے کیونکہ ہمارا لادینوں سے اصل مقابلہ ووٹوں کی گنتی کا ہے ووٹوں کے قارون ہمارے علماء کے بڑے بڑے جنازوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کو اس کا ادراک ہے کہ ووٹ اور حکمرانی کی طاقت تو ہمارے پاس ہی ہے گو کہ بڑا جنازہ لبرل لوگوں کے منہ پر ایک بہت بڑا طمانچہ ضرور ہے اور قبلہ رضوی صاحب کو تا قیامت زندہ کر گیا ہے لیکن آج کل جنازے حق کو ثابت ضرور کرتے ہیں لیکن طاقت کو نہیں کیونکہ امام حنبل کے دور میں ووٹ نہیں تھے لہذا بڑا جنازہ ہی دلوں کے بادشاہ

ہونے کا فیصلہ کر دیا کرتا تھا لہذا عصر حاضر میں اب رضوی صاحب کے اقبال کے نظریہ "جدا جو ہو سیاست دین سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی" کو مرنے نہ دینے کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہییں؟

۱- میرے نزدیک سب سے پہلے ایک کروڑ سے زیادہ ممبر شپ مکمل کی جائے جس کے لئے پرائمری یونٹ بنا کر ذمہ داروں کو ممبر شپ فارم کی ذمہ داری دی جائے۔

۲- اگر ایسا کرنا مشکل نظر آئے تو دیگر مسالک کے لوگوں سے بھی سیاسی اتحاد کر لیا جائے۔ (دیگر مسالک سے اتحاد کرتے ہوئے احناف کا یہ اصول مدنظر رکھا جائے کہ دین پر حملہ ہو تو بد مذہب سے اتحاد کر کے مقابلہ جائز ہے)

۳- علامہ نورانی مرحوم کی طرح تحریک میں ریٹائرڈ جنرل، بیرسٹرز، سینئر وکلاء وغیرہا کو شامل کیا جائے تاکہ تحریک قومی انداز اختیار کر سکے کہ جس میں مختلف طبقہ ہائے کے افراد بھی شامل ہیں۔

۴- کثیر مشائخ عظام کو دین دشمنوں (لبرل ازم، لادینیت، سیکولرازم وغیرہا) کے مقابلے کے ایجنڈے پر متحد کیا جائے اور وہ اپنے مریدین سے بذریعہ ووٹ مقابلے کا عہد لیں۔

۵- ملکی ایجنسیوں میں موجود دین دشمن عناصر اور غیر ملکی ایجنسیوں کے کردار کا شعور اجاگر کیا جائے دیگر مسالک سے اتحاد کے متعلق اتنا عرض کرتا چلوں کہ 2000ء میں جامعہ نعیمیہ میں منعقدہ ایک اجلاس میں یہ معاملہ زیر غور تھا کہ آیا اب دین پر حملہ ہوا ہے بد مذہبوں سے اتحاد کر لیا جائے؟ آخر کار والد محترم علامہ قاری کریم الدین سیالوی علیہ الرحمہ اٹھے اور السیر الکبیر امام محمد کی کتاب سے حوالہ دیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر اغیار دین پر حملہ کر دیں تو خوارج کے ساتھ مل کر دین دشمنوں سے جہاد کرنا جائز ہے۔

بس ان کے اس حوالے سے تمام علماء خاموش ہو گئے اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی علامہ عبدالحکیم شرف قادری تمام نے ان کے فتویٰ کی تائید کر دی جب یہ بات علامہ خادم رضوی تک پہنچی تو انھوں نے بھی مکمل تائید کی کیونکہ امام محمد کا فرمانا تھا کہ لادینوں کا حملہ کسی مسلک پر نہیں اسلام پر ہے لہذا ایسا کرنا واجب ہوگا لہذا اب جبکہ دین پر حملوں کی انتہاء ہو چکی، وقت یہ ثابت کرنے کا نہیں کہ جنازہ ایک کروڑ سے زیادہ کا تھا بلکہ یہ ثابت کرنے کا ہے کہ کہ علامہ رضوی کے مشن کے ماننے والے ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہیں لہذا آج اگر میری معروضات پر عمل نہ کیا گیا اور غازی کی قربانی اور علامہ مرحوم کے بیانات سے جو عشق رسول ﷺ اور دین کو تخت پر لانے کا جذبہ جاگا ہے اگر فوت ہو گیا تو ہم نہ علامہ رضوی سے مخلص رہیں گے نہ ہی دین سے بلکہ ہم صرف

جنازے کو گن کر علامہ رضوی کی عظمت کو اجاگر کرنے والوں میں شمار ہوں گے! اگر ایسے ہی لگے رہے تو وقت ووٹ کی طاقت، کو ثابت کر کے نہ جانے کس کی جمہوری عظمت کو ثابت کر دے۔ یاد رکھو باطل کی پھونکیں کڑوروں میں بڑھتی جا رہی ہیں ہم کب ثابت کریں گے کہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلگتی آگ کے آگے یہ کچھ بھی نہیں۔ پہلے دین کو زندہ تو ہو لینے دو، مجدد کون؟ اس کا فیصلہ خود ہی ہو جائے گا۔

اٹھو کمر باندھ لو کمر　　　سارا جہان تمہارا ہے

☆---☆---☆

سلام بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

اے صبا مصطفیٰ سے کہہ دینا ،غم کے مارے سلام کہتے ہیں
یاد کرتے ہیں آپ کو شام و سحر، بے سہارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کی باتیں، مرحبا رنگ و نور کی باتیں
چاند جن پر نثار ہوتا ہے اور تارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

جب محمد کا نام آتا ہے رحمتوں کا پیام آتا ہے
لب ہمارے درود پڑھتے ہیں، دل ہمارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کے گیسو بھینی بھینی مہکتی وہ خوشبو
جن سے معمور ہے فضا ہر سو ، وہ نظارے سلام کہتے ہیں

ہونے کا فیصلہ کر دیا کرتا تھا لہذا عصر حاضر میں اب رضوی صاحب کے اقبال کے نظریہ "جدا جو ہو سیاست دین سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی" کو مرنے نہ دینے کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہییں؟

ا- میرے نزدیک سب سے پہلے ایک کروڑ سے زیادہ ممبر شپ مکمل کی جائے جس کے لئے پرائمری یونٹ بنا کر ذمہ داروں کو ممبر شپ فارم کی ذمہ داری دی جائے۔

۲- اگر ایسا کرنا مشکل نظر آئے تو دیگر مسالک کے لوگوں سے بھی سیاسی اتحاد کر لیا جائے۔ (دیگر مسالک سے اتحاد کرتے ہوئے احناف کا یہ اصول مد نظر رکھا جائے کہ دین پر حملہ ہو تو بد مذہب سے اتحاد کر کے مقابلہ جائز ہے)

۳- علامہ نورانی مرحوم کی طرح تحریک میں ریٹائرڈ جنرل، بیرسٹرز، سینئر وکلاء وغیرہا کو شامل کیا جائے تا کہ تحریک قومی انداز اختیار کر سکے کہ جس میں مختلف طبقہ ہائے کے افراد بھی شامل ہیں۔

۴- کثیر مشائخ عظام کو دین دشمنوں (لبرل ازم، لادینیت، سیکولرازم وغیرہا) کے مقابلے کے ایجنڈے پر متحد کیا جائے اور وہ اپنے مریدین سے بذریعہ ووٹ مقابلے کا عہد لیں۔

۵- ملکی ایجنسیوں میں موجود دین دشمن عناصر اور غیر ملکی ایجنسیوں کے کردار کا شعور اجاگر کیا جائے دیگر مسالک سے اتحاد کے متعلق اتنا عرض کرتا چلوں کہ 2000ء میں جامعہ نعیمیہ میں منعقدہ ایک اجلاس میں یہ معاملہ زیر غور تھا کہ آیا اب دین پر حملہ ہوا ہے بدمذہبوں سے اتحاد کر لیا جائے؟ آخر کار والد محترم علامہ قاری کریم الدین سیالوی علیہ الرحمہ اٹھے اور السیر الکبیر امام محمد کی کتاب سے حوالہ دیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر اغیار دین پر حملہ کر دیں تو خوارج کے ساتھ مل کر دین دشمنوں سے جہاد کرنا جائز ہے۔

بس ان کے اس حوالے سے تمام علماء خاموش ہو گئے اور مفتی عبد القیوم ہزاروی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی علامہ عبد الحکیم شرف قادری تمام نے ان کے فتویٰ کی تائید کر دی جب یہ بات علامہ خادم رضوی تک پہنچی تو انھوں نے بھی مکمل تائید کی کیونکہ امام محمد کا فرمانا تھا کہ لادینوں کا حملہ کسی مسلک پر نہیں اسلام پر ہے لہذا ایسا کرنا واجب ہوگا لہذا اب جبکہ دین پر حملوں کی انتہاء ہو چکی، وقت یہ ثابت کرنے کا نہیں کہ جنازہ ایک کروڑ سے زیادہ کا تھا بلکہ یہ ثابت کرنے کا ہے کہ کہ علامہ رضوی کے مشن کے ماننے والے ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہیں لہذا آج اگر میری معروضات پر عمل نہ کیا گیا اور غازی کی قربانی اور علامہ مرحوم کے بیانات سے جو عشق رسول ﷺ اور دین کو تخت پر لانے کا جذبہ جاگا ہے اگر فوت ہو گیا تو ہم نہ علامہ رضوی سے مخلص رہیں گے نہ ہی دین سے بلکہ ہم صرف

جنازے کو گن کر علامہ رضوی کی عظمت کو اجاگر کرنے والوں میں شمار ہوں گے! اگر ایسے ہی لگے رہے تو وقت ووٹ کی طاقت، کو ثابت کرکے نہ جانے کس کی جمہوری عظمت کو ثابت کر دے۔ یاد رکھو باطل کی پھونکیں کڑوروں میں بڑھتی جا رہی ہیں ہم کب ثابت کریں گے کہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلگتی آگ کے آگے یہ کچھ بھی نہیں۔ پہلے دین کو زندہ تو ہو لینے دو، مجدد کون؟ اس کا فیصلہ خود ہی ہو جائے گا۔

اٹھو گر باندھ لو کمر ۔۔۔ سارا جہان تمہارا ہے

☆---☆---☆

سلام بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

اے صبا مصطفیٰ سے کہہ دینا غم کے مارے سلام کہتے ہیں
یاد کرتے ہیں آپ کو شام و سحر، بے سہارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کی باتیں، مرحبا رنگ و نور کی باتیں
چاند جن پر نثار ہوتا ہے اور تارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

جب محمد کا نام آتا ہے رحمتوں کا پیام آتا ہے
لب ہمارے درود پڑھتے ہیں، دل ہمارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کے گیسو بھینی بھینی مہکتی وہ خوشبو
جن سے معمور ہے فضا ہر سو ، وہ نظارے سلام کہتے ہیں

علامہ خادم حسین رضوی اپنی تقاریر کے آئینے میں

عبدالناصر عطاری

سوشل میڈیا پر وائرل کلپس میں سے چند ایک:

☆۔۔۔تم (سوشل میڈیا پر) میری تصویر نہیں لگنے دیتے، کیا اس سے دین رک جائے گا؟ کیا ابو جہل کے دین کو روکنے سے دین رک گیا؟۔
نہ ابولہب کے روکنے سے رکا نہ امیہ بن خلف کے روکنے سے رکا نہ ولید بن مغیرہ کے روکنے سے رکا! نہ یہ دین کسی اور کے چاہنے سے رکے گا۔دین نے ایک دن آنا ہے۔ان شاء اللہ پاکستان میں آ کر رہے گا۔ان شاء اللہ، یہ دین آ کر رہے گا، پاکستان میں دین آ کر رہے گا۔یہ آخری ہچکولے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے بات نہیں کرتے اور تم اگر مگر کر رہے ہو، ایسے تھوڑی ہی ہوتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود چاہتے ہیں کہ ان کے گستاخ کو قتل کر دیا جائے۔اپنے دشمنوں کو قتل کرتے ہو جب حضور صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات آئے تو تمہیں پتا ہی نہیں چلتا۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۔۔۔یہ بات میں ہمیشہ کرتا ہوں وہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ جسکے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حضور کے صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت اور دین کا درد موجود ہے اور وہ زندگی میں اگر مگر نہ کرے۔زندگی میں نفسانیت اور حالات کے مطابق نہ چلے اور جب وقت آئے تو کہے

چھوڑو یار مر ہی جاؤں جو اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمار غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

☆۔۔۔''وڈے جنازے پیسیاں نال نہیں ہوندے، حکمرانیاں نال نہیں ہوندے وڈے جنازے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی غلامی نال ہوندے نیں''، یعنی بڑے جنازے دولت اور بادشاہی سے نہیں ہوتے بڑے جنازے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

☆۔۔۔آپ کو پتہ ہے مَیں اعلیٰ حضرت بریلوی کے دَر کے کتوں کا کتا بھی نہیں بن سکتا......جی ہاں ......سمجھ ہی نہیں ہے مجھے تو......یہ جو بزرگ (نباضِ قوم) یہاں (زینت المساجد جلوہ فرما) ہیں، ہم تو اِن کے دَر کے نہیں بن سکتے، اعلیٰ حضرت بریلوی (کادر) تو بڑی دُور کی بات ہے"۔۔۔۔۔۔

☆۔۔۔میں ساری زندگی مدینہ پاک نہیں گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آقائے نامدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملے ہوتے رہے اور میں سب کچھ چھوڑ کر ادھر آ گیا۔۔۔۔

☆۔۔۔کہ ایک دن اعلان ہو گا کہ مولوی خادم مر گیا، تو دو ہی باتیں ہیں یا تو لوگ کہیں گے یہ اچھا بندہ تھا یا یہ برا بندہ تھا، درمیان میں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ آپ کہہ دیں گے کہ ٹھیک تھا مگر بہت سخت تھا۔ بچو آج ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، بعد میں میرے جیسا بھی نہیں ملے گا۔

علامہ خادم رضوی کا انداز بیان سادہ، بات دلوں پر نقش ہو جاتی

لاہور (نوائے وقت رپورٹ) علامہ خادم رضوی کو سادہ انداز میں اپنی بات اپنے سننے والوں کے دل ودماغ میں نقش کرنے کا ملکہ حاصل تھا اور اپنی گفتگو میں کلام اقبال سے سننے والوں کے دلوں کو گرما دیتے تھے ان کو اقبال شناس کہا جائے تو غلط نہیں وہ حافظ قرآن تو تھے اگر ان کو حافظ کلام اقبال کہا جائے اس سے بھی انکار ممکن نہیں، علامہ رضوی صاحب ایک دہائی قبل حادثہ کے نتیجے میں معذوری سے دوچار ہوئے لیکن معذوری کو کبھی خود پر حاوی نہیں ہونے دیا۔

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ارشاد احمد عارف

علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں انسانوں کے بے کراں ہجوم کو دیکھ کر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یاد آیا' فرمایا" ہمارے بعد ہمارے جنازے فیصلہ کریں گے کہ حق پر کون تھا؟'' ہم سب نے تحریک لبیک کے سربراہ اور بریلوی مسلک کے عالم دین کی نماز جنازہ سمجھ کر قیاس کے گھوڑے دوڑائے' حافظ خادم حسین رضوی کی چار پانچ سالہ سیاسی جدوجہد کو عوامی مقبولیت کے ترازو میں تولا اور 2018ء کے انتخابات میں تحریک لبیک کی انتخابی ناکامی کے علاوہ لاہور کے دھرنے میں پیر افضل قادری کے غیر قانونی' غیر ذمہ دارانہ بیان اور حافظ خادم حسین رضوی کے تلخ لہجے' ترش انداز گفتگو کے تناظر میں دیکھا اور غلط اندازہ لگایا' نہ جانا کہ یہ عاشق رسول کا جنازہ ہے تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ سپاہی اور حرمت وناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہریدار کا سفر آخرت!

چار پانچ دہائیوں سے پاکستان میں لادینی اقدار' مغربی تہذیب اور ہندوانہ ثقافت کی ترویج کے لئے منظم کوششیں جاری ہیں' سوشلزم' سیکولرزم اور لبرلزم سب کا مدعا" پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ" کے نعرے کو پس پشت ڈالنا اور کلمہ گو شہریوں کے دل و دماغ سے جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم محو کرنا ہے۔ فارن فنڈڈ این جی اوز نے مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھایا اور میڈیا کے ایک حصہ نے جوش وخروش سے اس کی پذیرائی کی اشرافیہ کی اس پذیرائی سے یہ سمجھا گیا کہ 1973ء کے آئین کی اسلامی شقوں کا خاتمہ ممکن ہے اور انسانی حقوق کے نام پر ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونا آسان۔

مسلم لیگ (ن) کے دور حکمرانی میں ایک مسلمہ غیر مسلم اقلیت کی تالیف قلب کے لئے حلف نامہ تبدیل کیا گیا تو مقاصد واضح تھے' امریکہ ویورپ کی خوشنودی کا حصول اور پاکستان کے قومی تشخص میں غیر محسوس تبدیلی۔ قومی اسمبلی اور سینٹ میں موجود بعض مذہبی رہنماؤں نے محض میاں نواز شریف کی خوشنودی کے لئے ختم نبوت کے قلعے پر شب خون کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کیا مگر علامہ خادم حسین رضوی ڈٹ گئے اور فیض آباد کے دھرنے میں نہ صرف حکومت کو ان ترامیم کی واپسی پر مجبور کر دیا بلکہ وزیر قانون زاہد حامد کا استعفیٰ لے کر چھوڑا' فیض آباد دھرنا ختم کرانے کے لئے ریاستی

طاقت استعمال ہوئی' ترغیب و دباؤ کے حربے آزمائے گئے مگر ٹانگوں سے معذور خادم حسین رضوی اپنے جانثاروں کے ساتھ ڈٹے رہے' ایک اہل حدیث عالم دین نے یہ کہہ کر خادم حسین رضوی کی استقامت کو سلام پیش کیا کہ "حکومتی رعب و طاقت کے سامنے جید علماء اور مشائخ کی ٹانگیں کانپنے لگیں مگر دونوں ٹانگوں سے معذور خادم حسین رضوی پورے قد سے کھڑا رہا"

؎ پورے قد سے جو کھڑا ہوں یہ تیرا ہے　　کرم مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا صلی اللہ علیہ وسلم

خادم حسین رضوی ایک جذبے' ایک ولولے' ایک شعلے کا نام تھا' بے ریا' بے لوث اور بے خوف عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

مینار پاکستان کے سائے میں جمع ہونے والے لاکھوں لوگ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں شرکت سے زیادہ دنیا کو اپنے آقا و مولا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت' شیفتگی اور وابستگی سے آگاہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اسلام کی تضحیک و توہین میں مشغول مغرب کو بتایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں اور ہمارے دل میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ موجزن ہے پاکستان کا اسلامی تشخص تبدیل ہوسکتا ہے نہ ہم کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس سے کھیلنے کی اجازت دے سکتے ہیں' خادم حسین رضوی محض استعارہ تھا' لاکھوں کلمہ گو مسلمانوں نے مینار پاکستان کے زیر سایہ اپنے وجود کا احساس دلایا' اپنی دھڑکنوں میں بسنے والے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ناموس پر جان قربان کرنے کا عہد کیا۔

؎ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موت بھی قبول ہے　　جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے

خادم حسین رضوی ڈیڑھ دو سال سے ریاست کا معتوب تھا' میڈیا کی نظر کرم سے محروم اور مجاہدین سوشل میڈیا کے سب وشتم کا مرغوب موضوع' چند روز قبل فرانسیسی صدر کے گستاخانہ انداز فکر کے خلاف تحریک لبیک کے دھرنے کا مکمل بلیک آؤٹ ہوا مگر وہ کامیاب رہا کہ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری اور تاجدار ختم نبوت کی پہریداری کے طفیل عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں بستا تھا۔ ثابت یہ ہوا کہ ریاستی وسائل و اختیارات اور ریگولر و سوشل میڈیا کی طاقت سے کسی فرد کو مقبولیت کے بام عروج پر پہنچایا جاسکتا ہے نہ مخالفت اور پابندیوں سے عوام کے دلوں میں موجزن محبت میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

ایک حدیث قدسی کے مطابق "جب اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کی کوئی ادا پسند آجائے تو فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس شخص کی الفت خلق خدا کے دلوں میں ڈال دیں" یہ بنیادی طور پر اس شخص کی محبت نہیں'

اس کے اللہ کو پسند ادا کی پذیرائی ہوتی ہے مینار پاکستان کے زیر سایہ بھی ایک درویش خدامست کے جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پذیرائی کا اہتمام تھا۔ لاکھوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اجتماع سے یہ تو واضح ہوا کہ گناہگار سے گناہگار پاکستانی مسلمان بھی بلاتمیز مسلک و مشرب حرمت و ناموس مصطفیٰ کا محافظ و نگہبان اور عشق مصطفیٰ کے خمیر میں گندھا ہے' یہاں کے عوام اپنی تمام تر بشری کمزوریوں کے باوجود اتحاد و وحدت کا محور اسلام اور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گردانتے ہیں اور اسی مرکز سے وابستہ رہ کر وہ عظمت رفتہ کی بحالی کا خواب دیکھتے ہیں

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر یک رنگ ہو جا نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

سادہ اطوار' درویش منش' بوریا نشیں خادم حسین رضوی نے چار پانچ سال کی سیاسی ریاضت میں ثابت کیا کہ مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے وہ کیا تھا؟ زور حیدر' فقر بوذر' صدق سلیمانی رضی اللہ عنہم! خلیفہ ہارون الرشید نے ایک بار امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا کوئی شخص گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب ہو تو اُمہ کیا کرے' آپ نے فرمایا اُمہ گستاخ کو سزا دے' خلیفہ نے کہا اگر وہ سزا نہ دے سکے تو؟

امام بولے "پھر حضور کی ساری اُمہ مر جائے اسے جینے کا کوئی حق نہیں"۔

خادم حسین رضوی اسلامیان پاکستان بلکہ اُمہ کو یہی باور کراتے اپنے خدا کے حضور پیش ہو گئے کہ اگر ہم گستاخان رسول سے بدلہ لینا درکنار' ان کا منہ بند نہ کر سکے' تو پھر ہمیں جینے کا کوئی حق نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روز قیامت منہ دکھانے کے لئے اُمہ اپنا فرض ادا کرے یا غیرت سے چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ میرے اللہ کو در حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیدار کی شائد یہی ادا پسند آئی کہ اس نے ایک فقیر بے نوا کے جنازے کو تاریخ ساز و یادگار بنا دیا۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم، تجھے یادگار بنا دیا

خادم حسین رضوی مردانہ وار جیا' اچانک مرا تو زمانے بھر کو حیران کر گیا۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ علامہ خادم حسین رضوی کے جانشین مولانا سعد حسین رضوی کو اپنے والد کی طرح عشق

بقیہ نمبر 1 --- صفحہ نمبر 120

آہ! علامہ خادم حسین رضوی

سعد اللہ شاہ

کیا سروکار ہمیں رونق بازار کے ساتھ ہم الگ بیٹھے ہیں دست ہنر آثار کے ساتھ وقت خود ہی یہ بتائے گا کہ میں زندہ ہوں کب وہ مرتا ہے جو زندہ رہے کردار کے ساتھ وہ بہادر اور دلاور ہوتے ہیں جو کسی بڑے مقصد سے وابستہ ہو کر زمان و مکاں سے ورا ہو جاتے ہیں۔ جو تنی تھی ہماری گردن تھی۔ جو کٹتا ہے وہ سر ہمارا ہے' کچھ بے بس مقام آئے ہیں جہاں تاب جواب دے جاتی ہے۔ دل بھر آتا ہے اور آنکھیں چھلک اٹھتی ہیں یہ جذبوں کا معاملہ بہت عجیب ہوتا ہے۔ اس کا بیان اشکوں اور آہوں کے سوا ممکن ہی نہیں۔ بات تو وابستگی اور علاقے کی ہے کہ روح کے تار چھیڑیں یا دل کے اور سرمستی وجود پر طاری ہو جائے، میں اپنی کیفیت کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ یہاں الفاظ صرف ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور بے بسی میں سر پٹختے ہیں۔ اظہار کرنے والے تو جاں سے گزر جایا کرتے ہیں۔ پتہ نہیں میں کیا بیان کر رہا ہوں کہ مجھے کچھ علامہ خادم حسین رضوی کے حوالے سے کہنا ہے پر کہہ نہیں پا رہا۔ دفعتاً میرے ذہن میں دو تین نام آئے۔ غازی علم دین شہید اور ممتاز قادری کچھ تو ان سب میں قدر مشترک ہے کہ علامہ خادم حسین رضوی کے تذکرے کے ساتھ ایک دبستان عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کھل گیا۔

؎ یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

شہادت کی تمنا بھی بڑی چیز ہے کہ اس میں پیدا ہونے والی تڑپ دل کو خیال کا ہم ساز کر دیتی ہے۔ یہ لوگ ایسے ہی اتنے بے باک اور جرات مند نہیں ہو جاتے قیام بھی انہی کا قیام ہے اور سجدہ بھی انہی کا سجدہ!

؎ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ منصب شہادت ہی تو ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر عملی شہادت کے لئے کوئی معذوری کو بھی سر راہ نہ بننے دے چلنے کی سکت نہ رکھنے والا تیغ زن بھی، تو ہم نے دیکھ لیا کہ جو عشاق کا قافلہ لے کر نکلا۔ کہنا بہت آسان ہے ہائے ہائے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پہ قربان ہوتا ہوا وہ روشن اور تابناک چہرہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اخلاص اور ایثار کا پیکر۔ تمام تر بشری کمزوریوں اور ثقافتی بے ساختہ پن کے باوجود وہ شخص حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار اور ڈوبا ہوا تھا اس کی بدن بولی کی داستان اس

دنیا کی تھی ہی نہیں۔ میں کوئی جذباتی بات نہیں کر رہا۔ یہ ایقان مجسم کا تذکرہ ہے۔ سب کچھ حیرت ناک ہی تو لگتا ہے کہ وہیل چیئر پر بیٹھا شخص جوش اور جذبے سے بھرا ہوا اس قدر متحرک ہو کہ ہزاروں لوگ اس کے ساتھ نکل کھڑے ہوں۔ وہ لوگوں کا حوصلہ اور اعتبار بن جائے۔ وہ ایک بڑی پارٹی لبیک یارسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی کردے کہ جس کا منشور ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو۔ ختم نبوت کے مسئلے پر وہ فیض آباد دھرنا دے۔ یہ فیض آباد علامہ خادم حسین رضوی کے باعث پہچانا جائے گا۔ باتیں کرنے والے تو باتیں کرتے رہتے ہیں کہ ان کا کام ہی ہے، مگر کچھ لوگ ایسے کام کر جاتے ہیں کہ انہیں سو خون معاف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ علامہ خادم حسین حافظ اور عالم دین تو تھے قدرت نے انہیں غضب کا حافظہ بھی عطا کیا تھا کہ لمبی لمبی حدیثیں یاد تھیں اور تو اور میرا خیال ہے کہ انہیں اقبال بھی حفظ تھے کہ اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی قرآن وسنت ہی سے جلا پاتا ہے۔ علامہ اقبال کی اردو اور فارسی کی شاعری خادم صاحب کو ایسے ازبر تھی کہ موقع محل سے ان کے دہن سے پھوٹتی تھی اور وہ ایک سماں باندھ دیتے تھے حکمرانوں کو گلہ ہو گا کہ اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دنیا دار بے وقت تھے وہ انہیں للکارتے۔ وہ عوامی آدمی تھے اور عوام کے مسائل پر بھی بات کرتے ابھی حالیہ حفیظ سنٹر کے واقعہ پر اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کے حوالے سے انہوں نے حکمرانوں کو بہت جھنجوڑا اور سیرت سے حوالے دے دے کر مسائل حل کرنے کا کہا

؎ ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

ان کو دیکھ کر اپنے دوست عدیم ہاشمی کا شعر یاد آجاتا تھا

مصالحت نہ سکھا جبر ناروا سے مجھے میں سر بکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

پروفیسر رشید احمد انگوی نے بطور خاص علامہ خادم حسین رضوی کے لئے دعائے مغفرت کروائی اور ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے بطور خاص اقبال شناسی کا حوالہ دیا میرا کہنے کا مقصد یہ کہ دوسرے مکتب فکر کے لوگ بھی ان کے اخلاص اور محبت کے قائل تھے۔ ہمارے مولانا حمید حسین اکثر کہا کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور والہانہ عشق کا نمونہ دیکھنا ہو تو حضرت خادم حسین رضوی کو دیکھیں۔

؎ زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

کھری کھری اور سچی باتیں وہ کچھ اور بھی منکشف کرنے والے تھے مگر میں متنازعہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں۔ میں تو اس مجاہد کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جو سچ مچ ریاست مدینہ کا نقشہ کھینچتا

تھا۔ کیا ایسی ریاست میں ایسے ہوسکتا ہے کہ پچاس پچاس لاکھ تنخواہیں لینے والے ہوں اور عام آدمی کو اس کا حق بھی نہ ملے۔ نابینا لوگ دیواروں سے سر ٹکراتے رہیں ان پر لاٹھی چارج ہو، اساتذہ اپنے حقوق کے لئے سڑکوں پر ڈنڈے کھائیں۔ تضادات کا ایک مجموعہ ہے یہ سب کچھ اپنے اگلے کالم تک اٹھار کھتے ہیں فی الحال تو بات علامہ خادم حسین رضوی کی ہو رہی ہے جو اسلام دشمنوں کے لئے تیغ بے نیام تھے ان کی کچھ معصوم باتوں کو یکسر نظر انداز کیا جا سکتا ہے کہ ہم کسی کردار کو مجموعی طور پر دیکھتے ہیں۔ ایسا کردار جس پہ فدا ہونے والے لاکھوں ہیں۔ یقیناً وہ ہماری تاریخ میں ایک ناقابل فراموش محبوب کردار کی طرح زندہ رہیں گے۔ مصلحت سے بے نیاز شخص جس کی زبان دل کی رفیق تھی اور دل اسلام کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ کسی نے کہا تھا:

ہم پیروی حنبل و نعمان کریں گے　　ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے　　ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

فیض آباد کا دھرنہ ہو یا کسی کانفرنس کا انعقاد ہم نے کبھی چندہ مہم نہیں چلائی

کیونکہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

کریم ایسا ملا جسکے کھلے ہیں ہاتھ بھرے خزانے

بتاؤ مفلسو! پھر تمھارا دل کیوں اضطراب میں ہے

ہمارے بارے میں اسی تشویش میں ہیں کہ انہیں پیسے کہاں سے آتے ہیں؟

کہاں سے آتے ہیں وہیں سے آتے ہیں جن کا ہم کام کرتے ہیں۔

عشق کی اڑان

ابوالایمن

اجتماع جنازہ میں دور ونزدیک سے لاکھوں کی تعداد میں آئے عشاق سبھی قابل احترام ہیں لیکن میں شرکائے اجتماع عشق میں سے ایک ایسے عاشق کو بھی جانتا ہوں جو گذشتہ چند سال سے وطنِ عزیز سے دور ایک عرب ملک عمان میں مقیم ہے جب اس کو انتقالِ پر ملال کی خبر ملی اور نماز جنازہ کا کنفرم وقت معلوم ہوا تو اس عاشق نے وہ کام جو عقلاً ناممکن تھا قوت عشق سے اس کو ممکن کر دکھایا۔

کن حالات سے گزر کر اور کس طرح وہ دیوانہ نمازِ عشق میں شریک ہوا اس داستانِ عشق کو سنانے کے لیے اس کالم کا سینہ تنگ ہے البتہ میری خوش بختی کہ عمان سے پہلی دستیاب فلائٹ کے ذریعے سیالکوٹ اور سیالکوٹ سے بذریعہ ڈائیو و بس جب وہ لاہور پہنچے تو مجھے میزبانی کا شرف ملا۔

جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کچھ دیر آرام کرنے کے بعد نماز فجر ادا کی تو اس عاشق کی کیفیت بتا رہی تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے مینار پاکستان کے سائے میں پہنچا جائے جہاں نماز جنازہ میں شرکت آسانی سے ہو سکے۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اس طرح کے جنازے میں معمول سے زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے پھر جہاں سے ہم نے جانا تھا وہ سفر بھی کوئی پون گھنٹے سے زیادہ نہیں تھا اس لیے خیال تھا نو بجے کے قریب روانہ ہوں گے تو بآسانی پہنچ جائیں گے مگر اس عاشق کی کیفیت بتا رہی تھی کہ جلدی نہ گئے تو آئندہ میزبانی کا شرف نہیں مل سکے گا لھذا ساڑھے سات بجے ہی گھر سے روانہ ہو گئے اور نو بجے سے قبل ہی مینار پاکستان کے سائے تلے "ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں" کا دل کش نظارہ دیکھنا نصیب ہوا شائد پاکستان بنانے والوں کے سچے جانشین آج پہلی مرتبہ اتنی تعداد میں جمع تھے۔ عمان سے آئے ہوئے یہ عاشق میرے درسِ نظامی کے کلاس فیلو جناب مولانا محمد شفیق مدنی ہیں۔ مولا کریم ان کو سلامت رکھے اور مجھ سمیت تمام شرکائے جنازہ کی مغفرت فرمائے قبلہ شیخ الحدیث مولانا خادم حسین رضوی صاحب کے درجات بلند فرمائے.........آمین

عشق کی ایک جَست نے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

☆---☆---☆

ہماری سیاست کی ''رضوی ٹیکنالوجی''

مجیب الرحمان شامی

علامہ خادم حسین رضوی یوں اچانک اِس دُنیا سے رخصت ہو جائیں گے، یہ کسی کے سان گمان میں بھی نہ تھا۔ ایک حادثے میں لگنے والی چوٹ نے اُنہیں چلنے پھرنے سے معذور کر رکھا تھا، لیکن وہیل چیئر پر بیٹھ کر بھی وہ بڑے بڑے تیز قدموں کو مات دیتے تھے۔ ان کی توانائی اور جوش و جذبے میں کچھ کمی نہ آئی تھی۔ وہ پوری شدت سے اظہارِ خیال کرتے، اپنے حریفوں کو للکارتے اور پچھاڑتے تھے۔ ان کے سامنے بڑے بڑے خطیبوں کی گھگی بندھ جاتی تھی، بڑے بڑے علماء ان کے سامنے آنے سے کنی کتراتے تھے، پنجابی پر تو بے پناہ قدرت حاصل تھی ہی کہ یہ اُن کی مادری زبان تھی، اٹک کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ اُردو، فارسی اور عربی پر بھی ایسی دسترس تھی کہ کسی مولوی تو کیا بڑے بڑے پروفیسروں کے حصے میں بھی کم ہی آئی ہو گی۔ اقبال کا کلام تو گویا ازبر تھا' برمحل اشعار سناتے چلے جاتے اور سننے والے مبہوت ہو ہو جاتے۔ قرآن کی آیات اور احادیث کا برموقع حوالہ بھی اُن پر ختم تھا۔ ایسے الفاظ بھی استعمال کر جاتے جو گلی محلوں میں تو بولے جاتے ہیں، لیکن منبر و محراب پر ان کا استعمال مناسب سمجھا جاتا ہے، نہ سنجیدہ محفلوں میں، لیکن وہ ہر لفظ سے اپنا مطلب نکال لیتے تھے۔ بڑے بڑے کرسی نشینوں کو بھی اس طرح مخاطب کرتے کہ سننے والے دادِ شجاعت دینے پر مجبور ہو جاتے۔ ان کی زبان سے مولوی محفوظ تھے، نہ سیاست دان، حکمران نہ جج صاحبان، جرنیلوں کا تذکرہ اس طرح ہوتا کہ اپنی جرنیلی شان کا سکہ بٹھا لیتے۔ چند ہی روز پہلے وہ فیض آباد سے دوسرے کامیاب دھرنے کے بعد واپس آئے تھے۔ فرانسیسی صدر نے گستاخانہ خاکوں کی پشت پناہی کرنے کا اعلان کر کے ملت اسلامیہ کے دل پر جو چرکہ لگایا تھا، وہ اس پر احتجاجی پرچم بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ اپنے ہزاروں جان نثاروں کے ساتھ ٹھیک اسی مقام پر مورچہ زن تھے، جہاں تین سال پہلے پہنچ کر مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو ناکوں چنے چبوائے تھے، اور وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی کو آئی ایس آئی کے سربراہ کو آواز دینا پڑی تھی کہ وہ انہیں اِس مشکل سے نکالیں، راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان منقطع رشتے کو بحال کرائیں۔

اس رضوی دھرنے کے پاکستانی سیاست پر غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے تھے کہ اس سے پہلے کسی کو اس حساس مقام پر قابض ہو کر مطالبات منوانے کی نہیں سوجھی تھی۔ حضرت علامہ کی اس غیر

معمولی سوجھ بوجھ نے ان کی دھاک بٹھادی تھی۔ وزیر قانون زاہد حامد کا استعفیٰ ان کی جیب میں تھا، اور جو کچھ زبان پر تھا، وہ آنے والے انتخابات پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ مسلم لیگ (ن) کے بہت سے رہنما دہائی دیتے رہ گئے لیکن نقار خانے میں یہ طوطی کی آواز تھی جسے کوئی سننے پر تیار نہیں تھا۔ منکرین ختم نبوت کو فائدہ پہنچانے کی تہمت سے بچتے بچاتے زاہد حامد وزارت سے تو نکلے ہی تھے، کوچۂ سیاست سے بھی نکل گئے۔ اور تو اور احسن اقبال جیسے راسخ العقیدہ پر بھی حملہ کر دیا گیا، اللہ نے اُنہیں بچالیا کہ زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی الفاظ کا جادو جگا سکتے تھے، اور اس کا توڑ بھی کر سکتے تھے۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی جماعت کو الیکشن کمیشن میں رجسٹرڈ کرایا، اور تحریک لبیک کے نام سے میدان میں آگئے۔ غیر رجسٹرڈ تنظیم کا نام لبیک یا رسول اللہ تھا، جب اس کے پرچم تلے پُر جوش پروانے نعرہ زن ہوتے تو سماں باندھ دیتے۔ دلوں کو گرماتے، اور روح کو تڑپا دیتے۔ لبیک پاکستان نے لاکھوں ووٹ حاصل کر لیے، نشستیں تو ایک یا دو ہی ملیں، لیکن مسلم لیگ (ن) کے ووٹ بینک میں شگاف ڈال دیا۔ بڑی بڑی سکہ بند مذہبی جماعتیں جو اپنے نظم اور سلیقے کے حوالے سے معروف اور ممتاز تھیں، ووٹوں کی گنتی میں پیچھے رہ گئیں۔

علامہ رضوی کا پہلا دھرنا کامیاب رہا، اور دوسرا دھرنا بھی کہ وزیر اعظم عمران خان کی حکومت کو تحریری معاہدہ کر کے جان بچانا پڑی۔ قومی اسمبلی میں فرانسیسی سفیر کو دیس نکالا دینے کا معاملہ پیش کرنے کا وعدہ کر کے اسلام آباد کا محاصرہ ختم کرایا۔ یہ دھرنا البتہ یوں مہنگا پڑا کہ علامہ رضوی کی طبیعت سنبھل نہیں سکی۔ ان کے حلقہ بگوش اُنہیں بحفاظت واپس تو لے آئے لیکن انہوں نے بروقت ڈاکٹروں تک رسائی کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کہا جاتا ہے کہ بخار میں تو مبتلا تھے ہی، دل بھی اس معرکے میں کام آگیا۔ ان کے کئی معتقدین پولیس کی گولہ باری کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں کہ اس کی پیدا کردہ کثافت نے حضرت رضوی کا نظام تنفس متاثر کیا۔ ایک اندازہ یہ ہے کہ ان پر کورونا کا حملہ ہوا تھا، پشاور ہائی کورٹ کے اولوالعزم چیف جسٹس وقار سیٹھ کی طرح، وہ بھی اسی کی نذر ہو گئے۔ ان کے حلقہ بگوشوں نے جب بے بسی محسوس کی، اور بدھ کی شب پونے نو بجے انہیں شیخ زید ہسپتال لے کر پہنچے تو ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ خبر عام ہوئی تو علامہ رضوی سے اختلاف کرنے والے بھی افسردہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ گورنر سلمان تاثیر کو ان کے محافظ ممتاز قادری نے اپنی دانست میں توہینِ رسالت کا مرتکب سمجھ کر گولی کا نشانہ بنایا تو قانون نے

انہیں گرفت میں لے لیا تھا۔ پھانسی کی سزا کی توثیق جب سپریم کورٹ نے کر دی تو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ خادم حسین رضوی اس وقوعے سے ہیرو بن کر ابھرے اور ممتاز قادری کا بھرپور دفاع کیا۔ وہ انہیں تختہ دار سے بچانا چاہتے تھے، جبکہ دوسری جانب قانون نافذ کرنے والے اپنے دلائل رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک کوئی رورعایت کاروبار مملکت کی ابتری کا سبب بن سکتی تھی۔ ممتاز قادری کو پھانسی تو دے دی گئی لیکن وزیراعظم نواز شریف کے حامی مذہبی حلقے کا ایک بڑا حصہ ان سے ناراض ہو گیا۔ ممتاز قادری کے خون ہی سے علامہ خادم حسین رضوی کی شہرت کا چراغ جلا اور وہ قومی منظر پر چھاتے چلے گئے۔

علامہ خادم حسین رضوی کو جس جوش و خروش سے الوداع کیا گیا اور ان کی نماز جنازہ میں جس بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، اسے بھلایا نہیں جا سکے گا۔ یہ لاہور کی تاریخ کے بہت بڑے جنازوں میں سے تھا۔ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے ہیں، لیکن ان کے اثرات تادیر قائم رہیں گے۔ ان کی وفات کے فوراً بعد ان کے مداحوں کے ایک حلقے نے یہ خبر اڑا دی تھی کہ انہوں نے آنکھیں کھول لی ہیں، وہ محض بے ہوش ہوئے تھے، ان کے بارے میں ڈاکٹروں کی رائے غلط نکلی، ان کی سانس بحال ہو گئی ہے۔ کچھ دیر کے لیے یہ سنسنی خیز رپورٹ لوگوں کو حیران کرتی رہی، ان کی موت کی طرح ان کی نئی زندگی کی خبر بھی حیران کن تھی لیکن افسوس یہ سچی ثابت نہ ہوئی۔ ان کے ورثا کی طرف سے باقاعدہ اعلان جاری ہوا کہ وہ اِس دُنیائے فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ موت سے کس کو رستگاری ہے، آج وہ کل ہماری باری ہے۔ گریٹر اقبال پارک میں دور دور سے آنے والے ان کے مداحوں اور پروانوں نے اُنہیں بھیگی آنکھوں اور لرزتے ہاتھوں سے رخصت کیا۔ وہ منوں مٹی تلے جا سوئے ہیں، لیکن ان کا اسلوب سیاست زیر بحث رہے گا۔ پی ڈی ایم کا گیارہ جماعتی اتحاد اب اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ یہ تجویز بھی زیر بحث ہے کہ وہاں دھرنا دے کر اپنے مطالبات منوائے جائیں، خود کو منوانے کی "رضوی ٹیکنالوجی" ان کے من کو بھی بھا رہی ہے، گویا

قتل گاہوں سے چن کر ہمارے علم
اور نکلیں گے، عشاق کے قافلے

☆---☆---☆

دِگر دانائے راز آید کہ ناید

اوریا مقبول جان

لوگوں کے دلوں کو آتشِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گرمی سے زندہ کرنے والا ہدی خوان چلا گیا۔ وہ جس نے برسوں بعد اس پژمردہ قوم کی خاکستر میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دبی ہوئی چنگاری کو روشن چراغ بنایا۔ میری زندگی میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بڑے حوالے ہیں۔ ایک میرے والد محترم، دوسرا اقبال اور کلام اقبال اور تیسرا علامہ خادم حسین رضوی۔ ان تینوں میں کلام اقبال مشترک ہے۔ کون اب قلندر لاہوری پکارتے ہوئے اقبال علیہ الرحمہ کے شعروں سے دلوں کو گرمائے گا۔ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے لیئے کس کی زبان تلوار بنے گی اور کس کا جوش وولولہ دلوں کو زندہ کرے گا۔ اس مملکتِ خداداد پاکستان کے افق پر اس "سورج" کے طلوع ہو کر غروب تک کے صرف چند سال ہیں، لیکن ان چند سالوں میں اس افق پر ابھرنے والی یہ وہ شفق ہے جس کی لالی تادیر دلوں میں زندہ رہے گی۔ اللہ نے علامہ خادم حسین رضوی کو ایک ایسے دور میں اس پژمردہ وافسردہ قوم کو زندہ کرنے پر مامور کیا، جو اُمتِ مسلمہ کے سب سے بڑے مجرم پرویز مشرف کا دور تھا اور پوری دنیا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق بھیڑیوں کی طرح اُمت کی بھیڑوں پر ٹوٹ پڑی تھی۔ اعلائے کلمۃ الحق تو بہت دور کی بات تھی، اللہ کے دین سے وابستگی کا اظہار بھی جرم بن چکا تھا۔ گذشتہ صدی میں مسلمانوں پر مظالم کی اگر تاریخ مرتب کی جائے تو مشرف اور عالمی منظر پر چھائی قوتوں کے مظالم کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں یہی دور تھا جب صدیوں سے "توہینِ رسالت" کے مسلمہ اصولوں کو چھیڑنے کا آغاز ہوا۔ میدانِ سیاست میں اس کو آمر اور ڈکٹیٹر کہنے والی پارٹیاں بھی اس معاملے میں اس کی ہمنوا تھیں۔ عافیہ صدیقی سے لال مسجد کے قتلِ عام، ملا عبدالسلام ضعیف سمیت چھ سو آزاد مسلمانوں کو امریکہ کے حوالے کرنے سے لیکر پاکستانی ہوائی اڈوں سے ستاون ہزار امریکی طیاروں کی افغان مسلمانوں پر بم برسانے والی پروازوں تک، یہ سب کچھ یہ قوم خاموشی سے دیکھ رہی تھی اور برداشت بھی کرتی چلی آ رہی تھی۔ تعلیمی ادارے الحاد کی فیکٹریاں بن چکے تھے۔ انسانی حقوق کے نام پر مغرب زدہ این جی او "زادے" اور "زادیاں" اُمت سے اس کی آخری متاع "عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" بھی

چھیننا چاہتے تھے۔ یہ لوگ کسی بھی گروہ، سیاسی پارٹی یا عقیدے سے تعلق رکھتے تھے، مگر حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں پرویز مشرف، سلمان تاثیر اور عاصمہ جہانگیر کی طرح ایک دوسرے کے مخالف ہو کر بھی ایک ہی لائن میں کھڑے تھے۔ یہ موضوع تو اُمت میں چودہ سو سال تک کبھی زیرِ بحث نہیں آیا تھا۔ ہر کوئی اس بات پر ایمان کی حد تک یقین رکھتا تھا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، اس کے لئے اپنے ماں باپ، اولاد، بہن بھائیوں، رشتے داروں اور دیگر تمام رشتوں سے زیادہ محترم، معزز اور عزیز ہے۔ مسلمان اپنے باپ کی گستاخی معاف کر دیتا، ماں کی بے حرمتی پر کمزور ہونے کی وجہ سے چپ ہو جاتا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی جانب غلط اشارہ بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔ لیکن اس دور میں یہ موضوع ٹی وی ٹاک شوز کی زینت بننے لگا تھا۔ یہ ایک انتہائی خوفناک وقت تھا۔ پرویز مشرف سے پہلے ناکوں اور پولیس کی چیک پوسٹوں پر ایسے افراد کو روک کر پوچھا جاتا تھا جن کا حلیہ غنڈوں اور بدمعاشوں والا ہوتا تھا، لیکن اس دور میں ان پوسٹوں اور ناکوں پر ایسے افراد کو تذلیل کا نشانہ بنایا جانے لگا، جن کے ماتھے پر محراب، سروں پر عمامہ، چہرہ داڑھی سے آراستہ اور شلوار اتباعِ سنت رسول میں ٹخنوں سے اونچی ہوتی۔ اسی دور میں آئینِ پاکستان کے تحت اقلیت قرار دیئے جانے والے قادیانیوں کے بارے میں بھی مین سٹریم میڈیا پر گفتگو کا آغاز ہوا۔ پورے ملک میں ہر وہ شخص جو اسلام، مسلمان اور نظریہ پاکستان کا تمسخر اڑانا چاہتا، اسے کھلی چھوٹ تھی۔ اس پژمردگی، مایوسی اور بے زبانی کے عالم میں شعلۂ جوالہ کی صورت ایک آواز گونجی، ایک نعرۂ مستانہ، کہ جس کی گونج میں ہر وہ دل جس میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹمٹماتی سی لو بھی زندہ تھی پروانہ وار اس کے گرد جمع ہونے لگا۔ اقبال علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلتا ہوا یہ مردِ قلندر بالکل ویسی ہی کیفیت دلوں میں پیدا کرنے میں کامیاب ہوا جیسی اقبال نے اپنے بارے میں اپنی نظم "شکوہ و شکایت" میں لکھی: اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو لاہور سے تا بخاک بخارا سے سمرقند کون تھا جس کو اس عالمِ پژمردگی و مایوسی میں علامہ خادم حسین رضوی کی آواز نے حوصلہ نہ دیا ہو۔ یوں لگتا تھا جیسے جنگل کے پر ہول سناٹے میں کوئی ضیغم کچھار سے نکل آیا ہو اور اس کے پرزور نعرے نے جہاں دلوں میں ولولہ پیدا کیا، وہیں میں نے مدتوں بعد ہر گستاخِ رسول اور ملحد کے چہرے پر خوف دیکھا تھا۔ جن کی زبانیں مشرف دور میں گز گز لمبی ہو گئی تھیں، علامہ خادم حسین رضوی کے چہرے کے جلال سے کانپتے تھے۔ اسلام سے عناد، مسلمانوں کی تہذیب سے نفرت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو زیرِ بحث لانے کی آرزو رکھنے

والے مشرف دور کے بعد بھی بے لگام رہے۔ اس زہرناک درخت کی آبیاری زرداری اور نواز شریف کے دور میں بھی ہوئی اور عمران خان کے عہد میں بھی یہ پھلتا پھولتا رہا۔ نواز شریف نے ممتاز قادری کو تختۂ دار پر لٹکانے کا طوق اپنے گلے میں پہنا تو عمران خان نے اُس ملعونہ آسیہ مسیح کو ''پروٹوکول'' دیا جس کی جسارت فرانس کے گستاخانِ رسول ﷺ کو اس قدر پسند آئی تھی کہ آج پیرس کی جس عمارت پر رسول اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکے لٹکائے گئے تھے، اس عمارت پر کئی سال آسیہ مسیح کی تصویر لٹکتی رہی۔ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ مغرب رسول اکرم ﷺ کے گستاخ کو کتنی عزت دیتا ہے۔ لیکن گذشتہ دس سالہ عہد اگر کسی فرد کی جدوجہد سے عبارت تھا، کسی مردِ حُر کی مردانہ وار آواز سے گونجتا اور زندہ ہوتا تھا اور کسی عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبے شخص کے جذبے سے توانائی لیتا تھا تو وہ صرف اور صرف علامہ خادم حسین رضوی کی ذات تھی۔ اور ان کے بعد شاید اب کوئی بھی نہیں۔۔۔ دور دور تک کوئی نظر نہیں آتا کہ جس کی گرمیِ شوق سے لوگوں کے دل زندہ ہوں: میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں غلغلہ، ہائے الاماں بت کدہ، صفات میں مفسرین و مفتیان تو بہت سے آئے اور آج بھی ہیں۔ مقررین بھی بے شمار آئے اور آج بھی شعلہ بیانی دکھا رہے ہیں، لیکن عشقِ رسول ﷺ کا حدی خوان اس قوم میں مدتوں بعد پیدا ہوا تھا۔ وہ جری جس نے اقبال کے اس مصرعے ''نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری'' کا حق ادا کرتے ہوئے خانقاہوں اور مزاروں سے لپٹے ہوئے لاتعداد انسانوں کو وقت کی کربلا میں سنتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اتباع میں لا کھڑا کیا تھا۔ جس کی گرمیِ گفتار دلوں کو جوش دلاتی تھی، کمزور دلوں کو توانا اور مضبوط دلوں کو شیر کرتی تھی۔ عشقِ رسول ﷺ کے ترانے گاتا شخص

نغمہ کجا و من کجا،
ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار میں کستم
ناقۂ بے زمام را

(میں کہاں اور نغمہ کہاں، میری شاعری تو ایک بہانہ ہے۔ میں تو ایک بے لگام اونٹنی (مسلم قوم) کو قطار میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں)۔

علامہ خادم حسین رضوی کی بنائی گئی قطار میں آج بے شمار فرزانے و پروانے موجود ہیں جنہیں شمع

رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی لو پر جان دینے کا جذبہ انہوں نے دیا ہے، لیکن ان کے رخصت ہو جانے کے بعد دل پر وہی کیفیت طاری ہے جو اقبال علیہ الرحمہ نے وقتِ رخصت اپنے بارے میں کہا تھا

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید　نسیم حجاز آید کہ ناید
سرآمد روزگارے ایں فقیرے　دگر دانائے راز آید کہ ناید

(پہلے والا دور آئے گا کہ نہیں۔ حجاز کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آئے گی یا نہیں۔ اس فقیر کا آخری وقت آگیا ہے۔ کوئی دوسرا دانائے راز آئے گا کہ نہیں)۔ اپنے اس عالمِ پیری میں مجھے تو دور دور تک کوئی نظر نہیں آرہا۔

☆---☆---☆

ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت

سعدیہ قریشی

حیران کن سفر آخرت لاکھوں کا مجمع' تا حد نظر لوگ ہی لوگ جو سچے عاشق رسول کے ساتھ محبت اور عقیدت کی ڈور میں بندھے تھے۔ لاہور کی تاریخ بلکہ شاید پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ علامہ خادم رضوی کو نصیب ہوا جو دنیاوی حیثیت سے ماورا ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ہر زندگی گزارنے والے کو موت کے پار اترنا ہے۔ جب موت اسے زندگی سے دور لے جاتی ہے تو جانے والے کو جن الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے وہ اصل میں اس کے وہ نظریات وہی خواب وہی خواہشیں ہوتی ہیں جن کی آبیاری میں اس نے اپنے جیون کا سونا لٹایا ہوتا ہے۔ ہم سب نے اپنی اپنی زندگی میں کسی خواہش و خواب' کسی کمٹمنٹ' کسی سوچ اور نظریے کے چاک پر اپنے وجود کی گیلی مٹی رکھی ہوتی ہے اور اس چاک پر گھومتے گھومتے یہ مٹی آخر کار وہی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ کوئی بڑا کاروباری بننا چاہتا ہے' کوئی ڈاکٹر انجینئر' میڈیا پرسن' لکھاری' شاعر، استاذ' صحافی' سیاستدان' وزیر اعظم' صدر کچھ بھی۔ کوئی خدمت خلق میں اپنے جیون کو لٹاتا ہے مختصر یہ کہ پوری زندگی کسی خواہش کی تکمیل زندگی کے چاک پر گھومتے گھومتے گزر جاتی ہے کہ موت کا لمحہ آن پہنچتا ہے۔ جس سمے' موت اسے زندگی سے جڑی خواہشوں اور خوابوں کے اس چاک سے اتارتی ہے تو اس سمے موت یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ کون تھا۔ کیا تھا کس خواب کی جستجو میں اس نے اپنے جیون کا سونا لٹایا' بس اسی سمے موت اس کی اصل شناخت کرتی ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کو جب موت نے زندگی کے چاک سے اتارا تو اسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پکارا اور اسی پکار پر لاکھوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بے کنار سمندر امڈ کر شہر لاہور کی سڑکوں گلیوں اور مینار پاکستان کے سائے میں گریٹر اقبال پارک تک پھیل گیا۔ سیاسی جماعتوں کے جلسوں میں جہاں لوگوں کو ہانک کر لایا جاتا ہے لاکھوں کے ہجوم کے دعوے ہی سنتے تھے لیکن انسانوں کا ایک بے کراں ہجوم آج علامہ خادم حسین رضوی کے سفر آخر میں دیکھا۔ کیا ایسا منظر Orchestrate کیا جا سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں یہ مرتبہ' یہ مقام تو اللہ کی طرف جسے ملنا ہوتا ہے اسے ہی ملتا ہے۔ موت کے ہاتھ میں ہی ایک میزان ہوتا ہے کبھی کبھی موت بھی دنیا کے سامنے ایک فیصلہ صادر کرتی ہے کہ مصلحت کوشوں کی دنیا

جان لے کہ یہ شخص کون تھا اور یہ سفر آخرت تو ناموسِ رسالت کے بہادر پہرے دار کا تھا۔ علامہ خادم حسین رضوی جو محکمہ اوقاف میں خطیب کی ملازمت کرتے تھے حدیث اور قرآن کے حافظ تھے۔ جوش خطابت بھی سامعین کو مسحور کر دینے والا۔ ہزاروں لاکھوں طالب علم اور عقیدت منداس وقت بھی تھے جب ابھی پاکستانی سیاست کے منظر نامے پر علامہ خادم رضوی کا نام ایک آندھی اور طوفان کی طرح نہ ابھرا تھا۔ سیاست کی کوچہ گردی کے پیچھے صرف تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیمتی جذبہ موجود تھا۔ سیاست میں مختصر ترین وقت میں خادم حسین رضوی کا قومی منظر نامے پر آندھی طوفان کی طرح چھا جانا بھی یاد رہے گا۔ پہلی باران کا نام تب سامنے آیا جب ممتاز قادری کی سزا پر عملدرآمد کے بعد حکومت وقت کی انہوں نے کھل کر مخالفت کی۔ مولانا خادم حسین رضوی کے سیاسی سفر کا محرک بھی تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ختم نبوت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہا۔ نواز شریف حکومت کے خلاف فیض آباد میں پہلا دھرنا بھی اسی حوالے سے تھا۔ جب حکومت وقت نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے ختم نبوت کے قانون سے چھیڑ چھاڑ کرنا چاہی۔ مذہبی جماعتوں کے مصلحت اندیش سیاسی رہنماؤں میں سے کون تھا جس نے صدائے احتجاج اس طرح بلند کی۔ روایتی مذمت تو ہر مسلمان نے کی ہوگی مگر عملی اور ٹھوس جدوجہد کرنے والا تو ایک ہی شخص تھا۔ پھر وقت نے دیکھا کہ جب دین اسلام میں نقب لگانے والوں نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ضرب لگانے کی کوشش کی وہ ایک شخص اپنی سپاہ عشق لے کر میدان میں اتر آیا۔ اس کی سپاہ عشق اس کی جرات رندانہ تھی۔ جس بلند آہنگ لہجے سے وہ مقتدر قوتوں کو للکارتا تھا۔ وہ بس اسی کا خاصا تھا۔ فرانس کے ملعون صدر کی طرف سے مسلسل رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو رہی تھی اور ہم صرف مذمتی بیانات سے آگے جانے کی سکت ہی نہیں رکھتے۔ بنیادی اور اہم احتجاج یہ تھا کہ فرانس کے سفیر کو بطور احتجاج ملک بدر کر دیا جائے ہم مصلحت کوش اور سمجھوتے کرنے والے ہیں مگر خادم رضوی مصلحت کوش نہ تھا۔ اس کی زندگی کا اول و آخر عشق ہی ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ احتجاجا ایک بار پھر فیض آباد میں دھرنا دیا۔ قریبی احباب بتاتے ہیں کہ بیماری اور بخار کی کیفیت میں کھلے آسمان تلے بیٹھے رہنے سے گریز نہیں۔ سیاسی لیڈروں کے برعکس جن کے پیروکار تو سڑکوں جلسوں دھرنوں اور ریلیوں میں رلتے ہیں جبکہ خود وہ محفوظ پناہ گاہوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ بس موقع محل دیکھ کر کبھی کبھی اپنی جھلک دکھاتے رہتے ہیں۔

رضوی صاحب کی اقبال سے عقیدت بھی مثالی تھی۔ دوران خطابت اقبال کے اشعار جس طرح

ان کی شعلہ نوائی کا حصہ بنتے ایک سماں بندھ جاتا۔ اقبال نے جو عشق کا تصور پیش کیا علامہ خادم حسین رضوی اس تصور عشق کی مجسم صورت تھے:

؎ عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بت کدہ تصورات

عشق کا جذبہ مادیت اور دنیاوی اسباب سے بے نیاز ہوتا ہے۔ جرات رندانہ عشق ہی کا اثاثہ ہے۔ جس جرأت رندانہ اور دنیاوی سود و زیاں سے ماورا ہو کر وہ دین اسلام میں نقب لگانے والوں کو للکارتے تھے یہ عشق ہی کا اثاثہ تھا۔ سو خادم حسین رضوی تو ایک ہی تھا۔ ورنہ تو اقتدار کی گلیوں کے دریوزہ گر، مصلحت کوش مذہبی رہنماؤں کا ایک ہجوم ہمارے آس پاس موجود ہے:

؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی!!

☆---☆---☆

لبیک لبیک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !!!

محمد اکرم چوہدری

علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔نماز جنازہ میں عقیدت مندوں کی لاکھوں کی تعداد میں شرکت نے اندرون و بیرون ملک تمام قوتوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ پردے کے پیچھے وہ تمام طاقتیں جو ختم نبوت کے قانون میں تبدیلی کی خواہاں ہیں ان سب کو مسلمانانِ پاکستان نے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ پر فیصلہ سنا دیا ہے۔ یہ جنازہ ختم نبوت کے قانون میں تبدیلی کے خواہاں افراد کے لیے ریفرنڈم ثابت ہوا ہے۔ لاکھوں افراد کی علامہ خادم رضوی سے تعلق صرف اور صرف ختم نبوت کے قانون سے محبت ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی وجہ شہرت ختم نبوت کے قانون پر واضح اور دوٹوک موقف تھا انہوں نے گذشتہ چند برسوں میں اس قانون کے حوالے سے واضح موقف اختیار کیا اور زندگی کے آخری سانس تک اپنے موقف پر سختی سے قائم رہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں شریک افراد لبیک لبیک لبیک یارسول اللہ لبیک لبیک یارسول کے فلک شگاف نعرے لگاتے رہے۔ یہی نعرہ علامہ خادم حسین رضوی کی پہچان تھا یہی نعرہ پاکستان بھر سے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مینار پاکستان کھینچ لایا۔ ان کی نماز جنازہ مینار پاکستان میں ادا کی گئی لیکن پورا لاہور جنازگاہ کا منظر پیش کر رہا تھا اس نسل نے اس سے پہلے کبھی یہ نظارہ نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی کے جنازے میں اتنی عقیدت کا مظاہرہ کیا گیا ہو۔ درحقیقت یہ محبت لبیک لبیک یارسول اللہ کے نعرے سے ہے اور علامہ خادم رضوی نے اس نعرے کے مقصد کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور بلا خوف وخطر اس نعرے کے مقصد کے ساتھ جڑے رہے۔

علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کسی بھی صورت ختم نبوت کے قانون میں معمولی سی تبدیلی بھی برداشت نہیں کریں گے۔ وہ ہر ایسی حرکت کی مخالفت کریں گے۔ جو کوئی بھی اس قانون کو بدلنا چاہتا ہے وہ ان لاکھوں افراد کی مخالفت کے لیے تیار رہے، وہ جو مینار پاکستان پہنچے یا انہوں نے جو اپنے گھروں سے عقیدت کا اظہار کرتے رہے۔ علامہ خادم حسین رضوی اور ان کے ساتھیوں نے ختم نبوت کے قانون کی حفاظت کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے اس نے آنے والی نسلوں کے لیے ایک نئی سمت کا تعین کیا

ہے۔تحریک لبیک پاکستان کے اکابرین نے اس ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت سے محبت کا درس دیا ہے۔ہمیں یہ سبق اپنے بچوں کو پڑھانا ہے۔ہمیں اس قانون کا پہریدار بننا ہے۔لاکھوں کی تعداد میں آنے والے لوگوں کو نہ تو کرونا کا خوف تھا نہ انہیں دہشت گردی کے کسی واقعے کا خوف تھا نہ انہیں موسم روک سکا نہ کوئی اور خوف ان کے راستے کی رکاوٹ بنا۔اس جنازے نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ کائنات اللہ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ان لاکھوں عقیدت مندوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے سامنے تمام دنیاوی عہدے ایک ذرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ مسلمانانِ پاکستان نے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا جذبہ مسلمانوں کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔اس خطے کے لوگ گناہوں سے لتھڑے ہوئے ہیں، ان گنت برائیوں اور خامیوں کا شکار ہیں لیکن خالق کائنات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔محبت کا یہی جذبہ ان کی تمام خامیوں پر حاوی ہے۔علامہ خادم حسین رضوی اور تحریکِ لبیک پاکستان کے اکابرین نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر مقصد عظیم ہو اور مقصد کے ساتھ محبت ہو اور مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا ہو تو پھر وہاں وہاں سے مدد آئے گی، وہاں وہاں سے شرکاء آئیں گے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں ہوگا۔اس جنازے میں شریک افراد صرف ٹی ایل پی کے کارکنان نہیں تھے بلکہ یہ تمام مسالک، تمام مکاتب فکر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد تھے یہ تمام افراد اس شرکت سے یہ ثابت کر رہے تھے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے خلاف متحد ہیں۔یہ تمام افراد ختم نبوت اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نچھاور کرنے کے جذبے کا اظہار کرنے کے جمع ہوئے تھے۔ان لاکھوں پاکستانیوں نے ہمارے سیاسی رہنماؤں اور عالم اسلام کو بھی یہ پیغام دیا ہے کہ اگر آپ ختم نبوت اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کام نہیں کر سکتے، اس حوالے سے بولنے کی جرأت نہیں کر سکتے تو زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔یہ ظاہری شان وشوکت و عہدے اور جھنڈے والی گاڑیوں کی کوئی اہمیت نہیں اگر آپ نبی کے جھنڈے تلے جمع نہیں ہو سکتے اگر آپ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے ساتھ مخلص نہیں ہیں تو دنیا و آخرت میں اپنے انجام سے باخبر رہیں۔پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو بھی یہ سبق ملا ہے کہ اگر وہ ساری جماعتیں اکٹھی ہو کر کروڑوں اربوں روپے خرچ کر کے، لوگوں کو ترقیاتی

منصوبوں، ملازمتوں اور دیگر فوائد کا لالچ دے کر بھی اتنے کم وقت میں لوگوں کو اتنی بڑی تعداد میں جمع نہیں کرسکتیں تو پھر انہیں اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔انہیں حقیقی کامیابی تب ہی مل سکتی ہے جب وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے سبق کو عام کریں گی۔ مسلمانانِ پاکستان نے ایک مرتبہ پھر ثابت کیا ہے کہ یہ ملک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر قائم ہوا تھا یہ ملک اسی نام کے صدقے قائم ہے اور یہ ملک اسی نام کے ساتھ قائم رہے گا۔ ہمارے آباؤ اجداد نے قیام پاکستان سے قبل جو نعرہ لگایا تھا ہم آج بھی اس نعرے پر قائم ہیں۔ختم نبوت قانون کے دشمن یہ جان لیں کہ انہیں کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔کامیابی صرف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں ہے۔کامیابی صرف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونے میں ہیں۔فرانس کے شیطان کو اور اس کے حواریوں کو یہ خبر ہو کہ تمہیں بھی کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی لاکھوں کا یہ مجمع جانیں ہتھیلی پر رکھے میدان عمل میں ان شاء اللہ وہ دن ضرور آئے گا جب دنیا کے کونے کونے سے لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ کے نعرے گونجیں گے۔ یہ پیغام دنیا میں پھیلے گا۔اب علماء کی تحریک لبیک پاکستان کے اکابرین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس تحریک کو خالصتاً اس کی روح کے مطابق چلائیں اور جس انداز میں علامہ خادم حسین رضوی کے جنازے کے موقع پر اتحاد کا مظاہرہ کیا گیا ہے آنے والے دنوں میں بھی اسی اتحاد کا مظاہرہ کیا جائے۔ مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس عظیم مقصد کو ذاتی اختلافات سے بچایا جائے۔علامہ سعد رضوی کے کندھوں پر بھاری ذمہ داری ہے اللہ انہیں اس پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے اور اس موقف پر سختی سے قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ان پر دباؤ آئے گا لیکن انہیں ثابت قدم رہنا ہے۔وہ اس دباؤ اور مشکلات کا سامنا صرف اس وقت کرسکتے ہیں جب وہ اس مقصد سے جڑے رہیں اس عظیم مقصد سے وفاداری ہی ان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔اللہ انہیں اپنی رحمتوں میں رکھے۔اللہ تعالیٰ علامہ خادم حسین رضوی کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ختم نبوت اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہرے داروں میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ہمیں نا صرف تاجدار انبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا محافظ بننا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کی طرف موڑنا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم نماز کی پابندی کریں۔نماز کو ترک نہ کریں،

جہاں وقت ہو وہیں اللہ کے حضور سر جھکائیں، لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں، اپنی زبانوں کو نرم رکھیں، ہمارے ذہنوں سے تخریب کاری کے بجائے تعمیری سوچ نکلے، ہمارے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، ہمارے فیصلوں میں انصاف ہو، اپنے والدین سے حسن سلوک کریں، بہن بھائیوں کا خیال رکھیں، رشتہ داروں پر رحم کریں، ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، بیمار کی تیمارداری کریں، انصاف کریں، جھوٹ سے نفرت کریں، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں، سچ بولیں، حق اور سچ پر قائم رہیں، اللہ کی رضا کے لیے درگزر سے کام لیں، غلطیوں کو معاف کرنا سیکھیں، رحم دلی کا مظاہرہ کریں، وعدہ نبھائیں، وعدہ خلافی سے بچیں، بددیانتی سے بچیں، امانت دار بنیں، سنی سنائی، غیر تصدیق شدہ باتوں کو پھیلانے سے گریز کریں۔ بدگمانی سے بچیں، اللہ ہی ہمیں بچانے والا ہے وہی ہمیں مشکلات سے نکالتا ہے، ہمیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، ہم جو کر رہے ہیں وہاں لکھا جارہا ہے، ہم اپنے ایک ایک عمل کے جوابدہ ہیں۔ ہمیں ناانصافی کا راستہ روکنا ہے، ہمیں مظلوم کا ساتھ دینا ہے، ہمیں ظلم کو روکنا ہے۔ حق پر قائم رہنا ہے اور سچ کو پھیلانا ہے۔ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کو عام کرنا ہے اور اللہ ایک ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں دنیا کے کونے کونے میں یہ پیغام پہنچانا ہے یہی ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے اور ہمارے شب وروز اسی مقصد کے تحت بسر ہونے چاہییں۔ یہی حقیقی کامیابی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر قائم فرمائے اور ہمارے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین



وہیل چیئر والا فقیر

محمد اظہار الحق

ایسا نہیں کہ وہ فرشتہ تھا۔ انسان تھا! گوشت پوست کا بنا ہوا! اس سے غلطیاں بھی ہوئیں! مقصد کے حصول کے لیے اس نے جو طریقہ اپنایا، اس طریقے سے اختلاف بھی رہا۔ صرف اس کالم نگار کو نہیں، بے شمار دوسرے لوگوں کو بھی۔ اس کی زبان پر، اس کے انداز بیان پر بھی اعتراضات رہے! مگر ایک صفت ایسی تھی کہ سب عیوب کو ڈھانپ گئی۔ دل میں حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھی! موج موج! اس قدر کہ اُس فقیر نے کوئی مصلحت دیکھی نہ ہی کوئی خوف لاحق ہوا۔ دنیاوی مال و متاع تھا نہ منصب! اُس کا تو جسم بھی پورا نہ تھا' لیکن اُس نے رسول کی محبت کا جھنڈا اٹھایا اور لوگوں کو آواز دی۔ یہ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، زندہ معجزہ! کہ لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے! فوج در فوج! سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں! اُس نے ثابت کیا کہ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شے ایک مسلمان کے لیے اس دنیا میں زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتی! ویل چیئر پر بیٹھے ہوئے اس جسمانی لحاظ سے معذور فقیر، اِس تہی دست بوڑھے نے، جس کے پاس محل تھا نہ جاگیر نہ کارخانے نہ عہدہ نہ سیاسی چھتری نہ بیرونی پُشت پناہی! جو اچار سے بھی روٹی کھا لیتا تھا لوگوں کو بتایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر یہ زندگی مٹی کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں! عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ کسی بادشاہ، کسی وزیر، کسی صدر، کسی امیر، کسی سفیر کی نہیں! اُس نے آواز لگائی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اُس سے آ ملے! دنیاداروں نے بہت باتیں بنائیں! کسی نے کہا' اسٹیبلشمنٹ کا آدمی ہے! کسی نے کہا' حکومت کو گرانا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا' حکومت کو بچانا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا' فلاں جماعت پشت پر ہے! مگر اُسے کسی افتراء، کسی طعنے کی پروا نہیں تھی۔ اپنے کسی دنیاوی یا سیاسی فائدے کے لیے کسی گروہ، کسی جماعت، کسی ادارے نے اُس کی حمایت کی تو وہ اِس پر اِترایا نہیں! جس مقصد کے لیے اٹھا تھا، اُسے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بھولا۔ بخار سے پنڈا دہکتا، سلگتا، بھڑکتا رہا! سانس اٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان ہو گئی۔

خلقت چہار دانگِ عالم سے اُمڈ کر آئی۔ اس تہی دست فقیر کو رخصت کرنے بوڑھے' جوان اور بچے' اور تندرست و بیمار لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوئے۔ عورتیں جنازے کے راستے پر چھتوں سے پھول

چھینٹکتی رہیں۔ کوئی غیر مرئی طاقت مخلوق کو کھینچ کھینچ کر لا رہی تھی۔ بسیں پکڑی گئیں نہ پٹواریوں، تھانیداروں تحصیلداروں کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ قیمے والے نان کھلائے گئے نہ بریانیاں پیش کی گئیں۔ یہ بھوکے پیاسے تھے، مگر کیسے بھوکے پیاسے کہ بھوک کی پرواتھی نہ پیاس کی۔ میلوں پیدل چلے مگر تھک کر کوئی بیٹھا نہ واپس ہوا۔ کوئی بس پر آیا تو کوئی کسی سوزوکی سے لٹک کر، کوئی کسی ٹرک پر تو کوئی فرسنگ در فرسنگ، سائیکل چلاتا ہوا! کسی کے پاس شب بسری کا انتظام تھا تو کسی کے پاس وہ بھی نہ تھا۔ کسی کی جیب میں سفر کا خرچ تھا تو کوئی تہی کیسہ تھا! مگر ایک دولت سب کے پاس تھی! حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

یہ گٹھڑی بھری ہوئی تھی۔ یوں یہ سب غنی تھے۔ سب مالدار تھے۔ مجنوں پر لوگ ہنستے تھے کہ اتنی بھی کیا محبت کہ اپنا ہوش نہیں۔ محبت کیا ہے یہ اسی کو علم ہوتا ہے جس کے دل میں محبت جاگزین ہو! وہ جو کیڑے نکال رہے ہیں، افق افق سے اُمڈ کر جنازے میں شامل ہونے والوں کو سادہ لوح کہہ رہے ہیں، انہیں کیا معلوم محبت کیا ہے۔ محبت بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی! انہیں کیا خبر یہ کیسا نشہ ہے۔ تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ کتنوں پر تلوار اٹھا کر کہا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکار کر دو بچ جاؤ گے، گردنیں کٹ گئیں، مگر چھوڑ دینے کا کسی نے سوچا تک نہیں۔ بہت سے دماغ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کے جوتوں کے نیچے لگی ہوئی مٹی بھی دنیا بھر کے خزانوں پر بھاری ہے۔ میکرون کو کیا خبر کہ مسلمان، اپنے پیغمبر کا نام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! کیا کبھی کسی نے اپنے ماں باپ کو بھی قربان کیا ہے؟ ہاں! مسلمان کرتے ہیں اور فخر سے کرتے ہیں! اہل فرانس کو کیا علم کہ مسلمان نام نامی اسم گرامی لیتے ہوئے فداہ ابی وامی وروحی ومالی وولدی پکارتے ہیں! کہ باپ اور ماں، روح بھی، مال بھی، اولاد بھی سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! گنہگار سے گنہگار مسلمان، نماز روزے سے غافل مسلمان، شراب پینے اور قمار بازی کرنے والا مسلمان بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت نہیں کرسکتا!

اختر شیرانی بلانوش تھے۔ بے عمل مسلمان! ہر وقت نشے میں غرق! ایک بزم میں بیٹھے تھے۔ ہوش سے عاری! جام پر جام لنڈھائے ہوئے! بات بھی روانی سے نہیں کر پا رہے تھے۔ حاضرین مجلس مشاہیر کے بارے میں ان کی رائے لے رہے تھے اور ان کی مدہوشی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی بیباک نوجوان نے رحمت دو عالم ﷺ کا نام لیا اور اختر کے خیالات جاننا چاہے! اختر کا ردعمل کیا تھا؟ شورش کاشمیری نے لکھا ہے، "جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا۔ کہنے لگے، بدبخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے۔ ایک سیہ رو سے پوچھتا ہے۔ ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟... رونا شروع کیا گھگھی بندھ گئی۔ پھر فرمایا بدبخت! تم نے اس حال میں یہ نام کیوں لیا، تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ، بے ادب! اسے مجلس سے اٹھوا دیا، پھر خود اٹھ کر چلے گئے۔ تمام رات روتے رہے، کہتے تھے کہ یہ لوگ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ ہمارا آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں" مگر مغرب مسلمان کی ذہنی ساخت سمجھنے سے قاصر ہے۔ جن مسلمانوں کو خود ان کے خدا نے تلقین کی ہو کہ اپنی آوازیں، نبی کی آواز کے مقابلے میں پست رکھو ورنہ اعمال تہس نہس ہو جائیں گے وہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کی توہین کیسے برداشت کر سکتے ہیں! صوفیا تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ کوئی سید ہونے کا مشکوک دعویٰ کرے تب بھی اس کی تعظیم کرو کہ آخر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لے رہا ہے!

ویل چیئر والے فقیر کے عیوب جب رسول ﷺ نے ڈھانپ لیے۔ لاکھوں کے جم غفیر نے دست بستہ کھڑے ہو کر، باوضو حالت میں، اس کے لیے سفارش کی۔ روئے! گڑگڑائے! ساری منطقیں اور ساری بحثیں، سارے فقہی جھگڑے، مکاتب فکر کے سارے اختلافات، ایک مقام پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جب آنکھ بھیگی ہوئی ہو تو اختلافات نہیں دیکھتی! اسے صرف محبت دکھائی دیتی ہے، امام مالک علیہ الرحمہ نے خاک مدینہ پر چلتے ہوئے جوتے نہیں پہنے۔ کیسی منطق؟ کون سا فتویٰ؟ وقت کا حکمران ہشام بن عبدالملک بیت اللہ کے طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا چاہتا ہے۔ ہجوم اتنا ہے کہ نہیں دے سکتا! پھر ایک شخص آتا ہے اور بے پناہ ہجوم اس کے لیے راستہ چھوڑ دیتا ہے۔ واقعہ طویل ہے اور کالم کا دامن تنگ۔ یہ نواسۂ رسول کے فرزند امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں! جس نام سے نسبت ہے اس کے سامنے حکمرانوں اور سلطنتوں کی کیا حیثیت!

ویل چیئر والا فقیر دنیا میں خالی ہاتھ رہا مگر جاتے ہوئے اس کے پاس بہت قیمتی زاد راہ تھا!

☆☆☆

عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ آخرت

انصار عباسی

اگرچہ ایک طرف علامہ خادم حسین رضوی مرحوم کی موت نے لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کو افسردہ کر دیا تو دوسری طرف اُن کی نماز جنازہ کے مناظر دیکھ کر دل خوش ہوا۔ مرحوم کی وفات پر صرف اُن کی جماعت کے پیروکار ہی دکھی نہیں تھے بلکہ ہر اسلام پسند دکھی تھا اور یہی حقیقت اُن کے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی تھی۔ اِس کی وجہ صرف ایک تھی۔ دینِ اسلام کی نسبت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

اُن کی زندگی میں علامہ مرحوم کی حکمتِ عملی اور طریقۂ کار سے ہزار اختلاف کیا جا سکتا تھا اور کیا جاتا بھی رہا لیکن اِس میں کسی کو ذرہ برابر شک نہیں کہ مرحوم کا مقصد عظیم تھا، خالص تھا، جیسا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب اور مفتی عدنان کاکا خیل صاحب نے اپنے سوشل میڈیا پیغامات میں لکھا۔ تقی صاحب نے لکھا کہ علامہ کی وفات پر دلی صدمہ ہوا، ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ ایک توانا آواز تھے۔ کاکا خیل صاحب نے لکھا کہ علامہ کے سانحۂ انتقال نے سب کو غمزدہ کر دیا، اُن کا خمیر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گندھا ہوا تھا اور بلاشبہ وہ ملک میں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے گرجدار اور بے خوف آواز تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مختلف مکاتبِ فکر کے علماء اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں نے اُن کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ جنازے میں شرکت کرنے والے لاکھوں میں تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا پاکستان اُمڈ آیا ہے۔ مینارِ پاکستان کا وسیع میدان، اُس کے اردگرد کا سارا علاقہ، سڑکیں، جس طرف نظر دوڑائیں لوگ ہی لوگ نظر آ رہے تھے۔ بلاشبہ مرحوم علامہ خادم حسین رضوی، جنہوں نے زندگی میں ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مقاصد کے لئے خوب پہرا دیا، اِس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی اُن کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والے عوام کے سمندر کے ذریعے تمام دنیا کو پیغام مل گیا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس دھرتی میں اور مسلمانوں کے لئے ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم وہ ریڈ لائنز ہیں جن کو

کراس کرنے کی کسی صورت بھی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔ علامہ رخصت ہو گئے لیکن اُن کی تاریخ ساز نماز جنازہ کے ذریعے یہ پیغام مل گیا کہ تمام تر روشن خیالی کی تحریکوں، مغرب کے دباؤ، ڈالرز سے چلنے والی این جی اوز کے پروپیگنڈہ اور سیکولرازم، لبرل ازم کے نعروں کے باوجود یہاں کے مسلمان اسلام کے نام پر قائم ہونے والے پاکستان میں آج بھی اسلام کی نسبت کو ہی اپنے لئے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اُن کی اسلام کے لئے خدمات کو قبول اور اُن کی کوتاہیوں، غلطیوں، گناہوں کو معاف فرمائے، آمین! علامہ خادم حسین رضوی مرحوم کے انتقال نے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کو بھی ایک کر دیا۔

صدر، وزیراعظم، آرمی چیف سب نے علامہ کی موت پر افسوس کا اظہار کیا لیکن افسوس کہ لبرلز اور سیکولرز کا ایک طبقہ ایسی شدت پسندی کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہے اور اِس قدر نفرت اور بغض کی بدبو سے تر ہے کہ اعتراض کر اُٹھا کہ صدر، وزیراعظم، آرمی چیف کیوں علامہ مرحوم کی موت پر افسوس کا اظہار کر رہے ہیں؟

اِس طبقہ کو اِس بات پر بھی بہت تکلیف ہوئی کہ لاکھوں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ کچھ کو تو یہ بھی دکھ ہوا کہ دوسرے مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کیوں علامہ کے انتقال پر اتنے افسردہ ہیں اور کیوں سب جنازے میں شرکت کر رہے ہیں؟

ایک صحافی دوست سے بات ہوئی تو کہنے لگا کہ لبرلز اور سیکولرز کا یہ طبقہ لاعلاج ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس طبقے سمیت ہم سب کو ہدایت دے، آمین! میری دعا ہے کہ ہماری بڑی سیاسی جماعتوں کو بھی اِس موقع پر یہ احساس ہوا ہو کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے پاکستان اور یہاں کے رہنے والے مسلمانوں سے گزشتہ 73 سال سے بہت دھوکہ ہو چکا بلکہ اگر سچ بولا جائے تو یہ صرف عوام کے ساتھ دھوکہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے کئے گئے اِس عہد کہ اِس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہوگا، سے روگردانی ہے جس کی سزا ہمیں مختلف صورتوں میں مل رہی ہے اور ہمیں ایک کے بعد ایک کرائسز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کب تک ہماری بڑی سیاسی جماعتیں مغرب کو خوش کرنے کے لئے پاکستان کے قیام کے مقصد سے روگردانی کرتی رہیں گی؟

☆☆☆

حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

کسی کو خبر نہ تھی کہ چالیس سال قبل (1980ء) نکہ کلاں تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک سے لاہور وارد ہونے والا ایک سیدھا سادا سادیہاتی نوجوان' ایک نئی تاریخ رقم کر کے اس قدر سرخروئی اور سر بلندی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ میری ان سے اولین ملاقات غالباً اکتوبر 2003ء میں ہوئی جب وہ ''اوقاف مساجد اسٹیبلشمنٹ'' کا باقاعدہ حصہ اور لاہور ہوٹل کے عقب میں قادری سلسلے کے عظیم اور معروف بزرگ حضرت شاہ ابوالمعالی کی مسجد کے خطیب تھے۔ ''مرد حر'' تھے، مقامی نمازی یا محلے دار کی کسی بات کو سوئے ادب جانا اور پھر۔۔۔ آگے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وقوعہ ان سے اولین شناسائی کا ذریعہ بنا۔ میرے آفس تشریف فرما ہوئے' واقعہ کی تفصیل اور اپنے موقف کی تائید میں قرآن وحدیث کے طویل متن عطا فرمائے اور فرماتے چلے گئے۔ اس کے بعد ان کو کبھی ایوان اوقاف تشریف آوری کی زحمت نہ دی۔ لاہور کے ضلعی خطیب مولانا قاری محمد عارف سیالوی' جو کہ حضرت مولانا خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کے ہمدم دیرینہ بھی تھے' انکے سپرد یہ معاملہ مستقل طور پر کر دیا۔ مولانا سیالوی ہی' حضرت مولانا رضوی علیہ الرحمہ موصوف کی اوقاف ملازمت کا سبب تھے۔ اکتوبر 1993ء میں مسجد دربار سائیں کرم الٰہی گجرات میں آپ کی سکیل 7 میں بطور خطیب امام تقرری عمل میں آئی، اس کے ساتھ وہ عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں شعبہ تدریس کے ساتھ منسلک ہو گئے' اپنی بیباک طبیعت اور زوردار طرز تدریس کے سبب طلبہ میں قبول عام حاصل ہوا۔ درسیات کا استاد اگر محنتی ہو تو تدریس کا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اس کو از خود فائدہ ہوتا ہے۔ جس کا اظہار علامہ رضوی صاحب کے خطبات میں نمایاں تھا۔ یہ انہی کا خاصہ تھا کہ صرف صغیر اور صرف کبیر سنا کر بھی اپنے سامعین سے داد وصول کر لیتے تھے۔ بہر حال گجرات سے دربار حضرت شاہ ابوالمعالی اور پھر وہاں سے مسجد دربار حضرت پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ، یہاں کے نمازی بھی جب ان کے متحمل نہ ہو سکے تو آپ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار اقدس کے زیر سایہ جامعہ ہجویریہ میں بطور استاد تقرریاب ہوئے۔ جامعہ ہجویریہ داتا دربار کمپلیکس کی زیریں منزل کو اترتی سیڑھیاں ان کی طبیعت سے مطابقت نہ رکھتی تھی۔ وہ بلند منزلوں کے مسافر تھے۔ ان کی اڑان اونچی اور مقاصد بلند تھے۔ طبی بنیادوں پر ان کی

ریٹائرمنٹ کا سامان اور امکان بھی پیدا کیا گیا۔ لیکن انہوں نے ایسی کسی چیز کو لائق اعتنا نہ جانا اور تیزی اور تیز رفتاری کے ساتھ اپنے سفر کی طرف گامزن ہو گئے۔ پاکستان کا سیاسی منظر نامہ اور ملکی جمہوری نظام کبھی بھی دینی اور مذہبی عمائدین اور تنظیمات سے خالی نہیں رہا۔ تحریک پاکستان میں جس دینی طبقہ کو قائد اعظم کے ساتھ ہراول دستے کا اعزاز میسر تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی سیاست بتدریج معدوم ہوتی گئی اور یوں

؎ منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ اور مولانا عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمہ کے بعد کسی حد تک صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم اس طبقے کی سیاسی قیادت کے امین رہے۔ مئی 2013ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی رحلت کے بعد پاکستان کی مسلکی اور دینی طور پر غالب اکثریت کی حامل یہ جماعت موثر مذہبی سیاسی لیڈر شپ سے محروم ہو گئی۔ یہ امر اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس خطے کی اکثریت حنفی المشرب اور صوفیا کے ماننے والی، مزارات پر حاضری دینے اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے سے دیوانہ وار محبت کرنے والی ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ملکی افق پر وقوع پذیر ہونے والے واقعات اور قومی اور بین الاقوامی سطح پر ان کے مختلف ردعمل اور ان میں بطور خاص ممتاز قادری کی پھانسی اور ان سے ابھرنے والی لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک اور نعرے نے ملکی سیاست اور مذہبی قیادتوں کو ہلا کر رکھ دیا اور پھر علامہ خادم حسین رضوی بتدریج "ٹاپ ٹرینڈ" بنتے چلے گئے۔ تین سال قبل فیض آباد دھرنے کو "فرنٹ سے لیڈ" کر کے قیادت کی نئی طرح ڈالنے والے مولانا رضوی علیہ الرحمہ پاکستانی مذہبی سیاست میں ایک منفرد مقام کے حامل ہوئے۔ 2018ء کے عام انتخابات میں تحریک لبیک پاکستان کے نام سے شامل ہوئے اور لاکھوں ووٹ لے کر طویل سیاسی کیریئر اور جدوجہد کی حامل مذہبی جماعتوں ہی کو ووٹوں کی گنتی میں پیچھے نہیں چھوڑا بلکہ پاکستان کی صف اول کی سیاسی جماعتوں کو بھی مشکل کا شکار کر دیا اور ان کے اس ووٹ بینک نے ملک کے پارٹی توازن کو مختلف کر دیا۔ جس پر تجزیہ کاروں اور تبصرہ نگاروں کی آراء اپنی جگہ۔ مگر سیاسی حوالے سے اس نوزائیدہ جماعت نے وہ میدان مارا جو اس سے قبل، اس مختصر مدت میں کسی اور کے حصے میں نہ آیا۔ مولانا رضوی علیہ الرحمہ کی شخصیت کا ایک خاص اور اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ کسی اہم خاندانی یا روایتی حوالے کے بغیر پروان چڑھے۔ ایک عام طالب علم کے طور پر جامعہ نظامیہ لاہور سے سند حفظ قرآن حاصل کی جہاں آپ کے ممتحن مولانا حافظ ظہور احمد

سیالوی جبکہ استاد محمد سلیمان تھے۔ اسی ادارے سے شہادۃ الفراغ من العلوم المتداولہ فی المدرس النظامی، شعبان المعظم 1414ھ میں، جہاں آپ کے معروف اساتذہ میں سے حضرت مفتی اعظم مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا عبدالحکیم شرف قادری، اور علامہ حافظ عبدالستار سعیدی تھے۔ قبل ازیں انہوں نے سند القراء والتجوید، بھی جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ہی سے حاصل کی۔ شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ۔ جو کہ سرکاری سطح پر تدریسی تحقیق اور تعلیمی حوالے سے ایم اے عربی اسلامیات کے برابر تسلیم شدہ ہے، سال 1409ھ بمطابق 1988ء درجہ الممتاز، جس کی سند انہیں 11 ستمبر 1988 ربیع الاول 1409ء تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کی طرف سے جاری ہوئی۔ انہوں نے روایتی دینی درسیات پڑھنے والے طالب علموں کے لئے اپنے خطبات کے اس پہلو کو بطور مثال چھوڑا، جس میں وہ قرآن وحدیث کے ساتھ عربی، فارسی اشعار اور اقتباسات کو سناتے اور داد و تحسین حاصل کرتے۔ علامہ اقبال سے از خود عقیدت کے حامل تھے۔ گزشتہ چند سالوں سے ان کے یوم 9 نومبر کے موقع پر مزار اقبال پر حاضری دیتے ور ان کی بارگاہ میں اپنی محبتوں کا خراج پیش کرتے، اور خود انکے ان اشعار کا مصداق ٹھہرے:

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے
زندگی کی قوت پنہاں کو کر دے آشکار تا یہ چنگاری فروغ جاوداں پیدا کرے
خاک مشرق پر چمک جائے مثال آفتاب تا بدخشاں پھر وہی لعلِ گراں پیدا کرے

☆---☆---☆

فرد اور کردار

خورشید ندیم

کفِ لسان یا ابلاغ؟ دنیا سے اٹھ جانے والوں کے بارے میں درست رویہ کیا ہے؟
یہ سوال اُس وقت اہم تر ہو جاتا ہے جب رخصت ہونے والے نے معاشرے پر اپنے اثرات مرتب کیے ہوں۔ کم یا زیادہ، اس کے متاثرین ہوں، مثبت پہلو سے بھی اور منفی حوالے سے بھی۔ کچھ اسے مثال بناتے ہوں اور کچھ ہدفِ تنقید۔ وہ سماج کو کچھ دے جائے، خیر یا شر۔ ایسے لوگوں کیلئے زبانوں کا بند رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تجزیہ ایک معاشرتی ضرورت بن جاتا ہے۔ بصورتِ دیگر تاریخ نویسی ایک جرم اور کارِ عبث بن جائے۔
اسامہ بن لادن ہمارے عہد کی شخصیت ہیں۔ مسلم معاشرے معلوم نہیں، کتنی دہائیاں اُن کے افکار اور اعمال کے اثرات سمیٹتے رہیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اُن کے بارے میں زبان بند رکھی جائے؟ دین کے مفہوم سے لے کر، مسلم سماج کی ہیئتِ کذائی تک، انہوں نے ہر شے کو متاثر کیا۔ مسلمانوں کے لیے ممکن نہیں کہ ان کے افکار و اعمال کے باب میں کوئی حکم لگائے بغیر آگے بڑھ سکیں۔
جنرل ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیاالحق، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سب زیرِ بحث آتے ہیں۔ ہم نے یہ نہیں کیا کہ اُن کے معاملات کو خدا کے حوالے کر کے خاموش ہو گئے ہوں۔ ہم ان کرداروں کو تاریخ کے اسباق کے طور پر پڑھتے، ان سے نتائج کشید کرتے اور ان سے فکر و عمل کی تطہیر کا کام لیتے ہیں۔ اس لیے مجھے مرنے والوں کے بارے میں زبان بند رکھنے کی منطق سمجھ نہیں آسکی۔ ایسی منطق جس پر کبھی عمل بھی نہیں ہوا۔
اصل سوال دوسرا ہے: زبان کھولیں تو کیسے؟ کیا بات ہے جو کہی جا سکتی اور کون سا پہلو ایسا ہے، جس کے بارے میں خاموشی روا ہے؟ کہنے والے کی حدود کیا ہیں؟ وہ کس بات پر حکم لگانے کا مجاز ہے اور کس پر اسے خاموشی زیبا ہے؟ کب بولنا چاہیے اور کب چپ ہو جانا چاہیے؟ مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم ان سوالات سے صرف نظر کرتے ہیں۔ فرد اور کردار الگ الگ ہیں۔ 'فرد' سے مراد فلاں ابن فلاں ہے۔ ہم اس کے ظاہری اعمال و افکار پر حکم لگا سکتے ہیں، شخصیت پر نہیں۔ مرنے کے بعد، اس کے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے، ہم اس کی کوئی خبر نہیں رکھتے، اس لیے کچھ

کہنے کے بھی مجاز نہیں۔اس کا فیصلہ وہی کرسکتا ہے جس پر اس کا ظاہر و باطن سب آشکار ہو‘ جو اس کے دل کے بھید تک جانتا ہو۔ جو اس کی نیتوں سے باخبر ہو۔ خدا کے سوا کوئی ان باتوں تک رسائی نہیں رکھتا۔اس لیے فرد کے بارے میں خاموشی ہی روا ہے۔

ہم کسی کی مغفرت کا فیصلہ سنا سکتے ہیں نہ کسی کے عذاب کا۔ زیادہ سے زیادہ گمان کرسکتے ہیں۔ گمان بھی اچھا ہو تو اظہار کر دینا چاہیے، ورنہ میرا خیال ہے خاموشی بہتر ہے۔ دعا البتہ ہمیں کرنی چاہیے کہ یہ خدا کے حضور میں ہماری درخواست ہے۔ وہ اپنے قانون کے مطابق، چاہے گا تو پذیرائی دے گا، چاہے گا تو رد کر دے گا۔ فرد کے بارے میں ہماری حد یہی ہے۔

' کردار' کا مطلب ہے، وہ شخصیت جس نے معاشرے کو متاثر کیا۔ اس کے فکر وعمل پر اپنے اثرات چھوڑے۔ ایک کلچر پیدا کیا۔ لوگ اس کی طرح کلام کرنے لگے۔ عوام نے اس کے خیالات کو اپنالیا۔ اس کے افکار سے متاثر ہو کر تلوار اٹھالی یا کتاب۔ لوگ اس کے پیچھے چل نکلے۔ اس کی مان کر جئے۔ اس کردار نے معاشرے کو بنا ڈالا یا بگاڑ دیا۔ اس کردار نے سماج کی ہیئت کو بدل ڈالا۔

یہ کردار زیرِ بحث آنا چاہیے اور ناگزیر ہے کہ اس پر بات ہو۔ اگر اس کے اثرات مثبت تھے تو لازم ہے کہ اس کا شعور عام ہو۔ لوگ اس کی تقلید کریں، اسے مثال بنائیں اور ترغیب دی جائے کہ اس جیسے بہت سے کردار معاشرے میں پیدا ہوں۔ اس کے برخلاف اگر اس نے سماج کو منفی طور پر متاثر کیا ہے تو بھی ضروری ہے کہ ان اثرات کو بیان کیا جائے۔ لوگوں کو بتایا جائے کہ جانے والے کے اس کردار نے کس طرح معاشرے کو برباد کیا۔ مذہب کے ساتھ کیا کیا؟ سیاست کو کیسے پامال کیا؟ یہ سب بتانا لازم ہو جاتا ہے کہ سماج کو اُس کردار کی تباہ کاریوں سے بچایا جاسکے۔

عام طور پر یہ آسان نہیں ہوتا کہ کسی 'فرد' پر کوئی حتمی حکم لگایا جائے تاہم جب ہم ' کردار' کی بات کرتے ہیں تو وہ واضح ہوتا ہے' جیسے میں نے اسامہ بن لادن کی مثال دی۔ جب ہم ان کا نام لیتے ہیں تو ان کا وہ کردار ذہن میں مشہود ہو جاتا ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں ادا کیا۔ تعبیرات مختلف ہوسکتی ہیں مگر کردار کی نوعیت میں کوئی اختلاف نہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اچھے مقصد کے لیے بندوق اٹھائی یا کوئی اس کے برخلاف رائے رکھ سکتا ہے؛ تاہم دونوں آراء رکھنے والوں کے ذہن پر ان کا نقش یکساں ہے: ایک جنگجو جس کے ہاتھ میں بندوق ہے ہمارے معاشرے سے جب ایسی شخصیت اٹھتی ہے جس نے سماج پر اپنے اثرات مرتب کیے ہوں تو ہم دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ہم مرنے والے کی عاقبت کے فیصلے سناتے ہیں اور اس کی ذات پر حملہ آور ہوتے

ہیں۔ اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور فرد کو ہدف بناتے ہیں' حالانکہ ہمیں خود کو اس کے 'کردار' تک محدود رکھنا چاہیے۔ یہ اس لیے کہ اُس کا تعلق معاشرے کے مستقبل سے ہوتا ہے۔

ہمارے لیے اسامہ بن لادن بطور فرد اہم نہیں، مسلح جدوجہد کا سوال اہم ہے۔ کیا مسلح جدوجہد میں ہماری بہتری ہے اور کیا ہمیں یہ راستہ اختیار کرنا چاہیے؟ کیا دین کی وہ تفہیم درست ہے جسے انہوں نے فروغ دیا؟ یہ ہے وہ سوال جو اسامہ بن لادن کے 'کردار' نے اٹھایا ہے۔ اس پر گفتگو ہونا چاہیے اور اس ضمن میں لازم ہوگا کہ القاعدہ کی آئیڈیالوجی اور اس کے اثرات زیرِ بحث آئیں۔

میرے نزدیک یہ کوئی اختیاری سوال نہیں بلکہ لازم ہے کہ اس سارے عمل کا جائزہ لیا جائے کیونکہ اس کا تعلق مسلم معاشرے کی زندگی اور موت سے ہے۔

ہمارا عمومی رجحان یہ ہے کہ ہم افراد کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔ ان پر حکم لگاتے ہیں۔ لوگ منافق جیسے الفاظ اتنی آسانی سے استعمال کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ نفاق دل کی کیفیت ہے۔ کسی فرد کے دل کا حال جانے بغیر ہم کیسے کسی کو منافق کہہ سکتے ہیں؟ نبی ﷺ نے منافق کی علامات بتائی ہیں لیکن ان کا کسی فرد پر اطلاق، اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب ہم اس کے احوال سے پوری طرح واقف ہوں۔ یہ علامات بھی اس لیے بتائی ہیں کہ ہم اپنا جائزہ لیتے رہیں۔ کہیں ہم میں وہ علامات تو پیدا نہیں ہو گئیں؟ ہمارا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہم تمام شرعی قوانین اور احکام کا مخاطب دوسروں کو سمجھتے ہیں اور خود کو محتسب جو سماج کی تطہیر کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس لیے کبھی کسی کے عتاب کا فیصلہ سناتے ہیں اور کبھی کسی کی بخشش کا۔ اس کا مظاہرہ ہم ہر اس موقع پر کرتے ہیں جب کوئی بڑا آدمی رخصت ہوتا ہے۔

ایک بات البتہ ضرور پیشِ نظر رہنی چاہیے۔ موت کسی کی بھی ہو، افسردہ کر دینے والا ایک عمل ہے۔ اس موقع پر کوئی منفی تبصرہ بنیادی اخلاقیات کے خلاف ہے۔ اس لیے فرد کے بارے میں منفی بات کہنے سے گریز کرنا چاہیے کہ جانے والے سے بہت سے لوگوں کے جذبات وابستہ ہوتے ہیں۔ تبصروں کو کچھ دنوں پر اٹھا رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد بھی 'فرد' اور 'کردار' کا فرق سامنے رہنا چاہیے۔ علامہ خادم رضوی ایک فرد تھے اور ایک کردار بھی۔ فرد رخصت ہوا، کردار باقی ہے۔ بحیثیت فرد، میں خدا کے حضور میں ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہوں؛ تاہم ان کے کردار کا ذکر اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک معاشرہ اس کے اثرات کی گرفت میں رہے گا۔

☆☆☆

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ

سجاد میر

میرے منہ سے بے ساختہ نکلا یہ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ تھا۔ اسے محض مسلمانوں کا اجتماع نہ سمجھو، یہ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتماع تھا۔ اس بنیادی سے نکتے پر ذرا گہرائی سے غور کرو تو اس راز کو پا سکو گے کہ اسلام کس چیز کا نام ہے۔ کہتے ہیں یہ لاہور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ صرف جنازہ ہی نہیں، ایسا اجتماع بھی چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا۔ مجھے احمد بن حنبل کا ایک قول یاد دلایا گیا کہ کسی عالم کی دربار حق میں قبولیت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کی نماز جنازہ سے لگاؤ۔ میں نے سید مودودی کی نماز جنازہ کراچی میں پڑھی تھی، لاہور کے ہجوم سے واقف نہ تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے جنازے میں شریک ہوا تھا اور ان پر رشک آیا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے دل میں اس بات کی دعا مانگی تھی کہ مرے مولا میں اس شخص کا ایک عالم کے طور پر کئی طرح سے قائل نہ تھا، مگر آج گواہی دیتا ہوں اور دل سے گواہی دیتا ہوں کہ یہ خلق خدا بتا رہی ہے کہ یہ بارگاہ الٰہی میں ایک مقبول بندہ تھا اور، اور یہ خادم حسین رضوی کا جنازہ تو ایسا جنازہ تھا کہ انسانوں کا ایسا ہجوم نہ کبھی دیکھا نہ سنا۔ حق ان کی مغفرت کرے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم ان کے مقام کو سمجھ سکیں۔ میں نے کہا یہ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ تھا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ اسلام کے ایک عالم کا جنازہ تھا مجھے بتانا یہ ہے کہ دین اسلام کی بنیاد عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اسلام کسی شخصیت پرستی کا قائل نہیں مسلمانوں عیسائیوں کی طرح اپنے پیغمبر کے نام سے نہیں پہچانے جاتے، وہ محمڈن نہیں کہلاتے۔ شخصیت پرستی، اور ہیرو ورشپ کی ہمارے ہاں کوئی گنجائش نہیں، مگر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں مسلمان کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ قرآن بھی آپ کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر درست طور پر سمجھ نہیں آسکتا۔ آپ عربی کے کتنے بڑے عالم ہوں، آپ نے دنیا جہاں کا فلسفہ اور مختلف علوم پڑھ رکھے ہوں۔ آپ دینی علوم کے شناور ہوں، آپ کچھ بھی ہوں۔ مگر آپ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ نہیں تو قرآن بھی آپ سے کلام نہیں کرے گا۔ بالکل نہیں کرے گا۔ مرے مرشد اقبال نے کہا تھا:

بمصطفی برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا ہی دین ہے۔ اگر یہاں نہ پہنچے تو آپ جتنے بڑے عالم بھی بن جائیں

آپ بولہب کے بولہب رہیں گے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ جو خادم حسین رضوی تھے۔ یہ دو روایات کے امین تھے۔ایک تو علمی روایت جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے جا ملتی ہے۔ یہ جس مدرسے کے فارغ التحصیل ہیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ وہ مولانا عبدالقیوم ہزاروی نے قائم کیا تھا یہ مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان کے شاگرد تھے اور مولانا سردار احمد کی نسبت براہ راست اعلیٰ حضرت سے تھی۔ ہم بچپن میں حضور ﷺ کی نسبت سے ان کی علمی شان کے بارے میں سنا کرتے تھے۔ میرے شہر ساہیوال میں ایک ان کے شاگرد تھے دوسرے مولانا نور احمد محدث بصیر پوری کے۔ یہ اہل سنت تھے۔ یہاں سے یہ نسبت اپنی تمام شدت کے تحت اس مرد مجاہد کو منتقل ہوئی۔انہیں پہلی شہرت اس وقت حاصل ہوئی جب ممتاز قادری کے جنازے پر راولپنڈی شہر کے گلی کوچوں میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی اور اس اجتماع کی قیادت خادم حسین رضوی کر رہے تھے۔ اہل دانش بحث کرتے رہے کہ ممتاز قادری کا اقدام درست تھا یا نہیں؟

وہ یہ سوچتے رہے کہ اس نے سلمان تاثیر کو درست قتل کیا یا غلط، وہ شور کرتے رہے کہ سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھانے سے علماء نے انکار کر کے غلط کیا یا صحیح، مگر اس دن خلق خدا کے اژدہام نے ثابت کر دیا کہ عاشقان رسول ﷺ کیا کہتے ہیں۔لاہور میں اس روایت کا دوسرا سرا بھی ایک شہید عشق رسول ﷺ سے ملتا ہے۔ وہ غازی علم الدین شہید کا جنازہ تھا۔ اس وقت شہر چھوٹا تھا۔ رسل و رسائل کے ذرائع بھی نہ تھے مگر اس زمانے کے پیمانوں کے لحاظ سے یہ اتنا بڑا جنازہ تھا کہ برسوں یاد رکھا گیا۔لوگ تذکرہ کرتے رہے کہ قانون کی نظر میں جو شخص مجرم تھا عاشقان رسول ﷺ کی نظر میں اس کی شان کیا تھی۔ علامہ اقبال خود اس کی قبر کے انتظام میں شریک رہے اور ان کا یہ نعرہ آج بھی زمین و آسمان پر گونج رہا ہے کہ ترکھان کا بیٹا ہم سب پر بازی لے گیا۔ غازی علم الدین شہید کی روایت عشق کی روایت تھی، ممتاز قادری تک اس روایت کا چرچا رہا۔ خادم حسین رضوی کی شکل میں اسے ایک شعلہ بیان مقرر مل گیا۔ جس کے زبان و بیان کے پیرایوں پر اعتراض ہوتے رہے، مگر مقبول حق اس کی ادائیں اتنی پسند کی گئیں کہ شاید برصغیر کی تاریخ میں انسانوں کا ایسا اجتماع کبھی نہ ہوا ہو۔ کسی کو خیال نہ تھا کہ حکومت کہہ رہی کہ کورونا کا خیال رکھو۔ کوئی رکاوٹ راہ میں حائل نہ ہوئی۔ شدید بخار کی حالت میں وہ راولپنڈی دھرنا دے کر بیٹھے تھے کہ عشق رسول ﷺ کا معاملہ تھا۔ فرانس سے بری خبریں آ رہی تھیں۔ ان کی ایک تقریر آج کل بہت چل رہی ہے کہ پہلے دھرنے پر انہیں کس نے بھیجا تھا؟ قطع نظر اس بات کے انہوں نے اس بار

مذاکرات سے انکار کر دیا تھا اور بالآخر اپنی شرائط مان کر اٹھے تھے۔ ان کے جذبے کی شدت سے ان کے اپنے بھی خوفزدہ تھے۔ مگر کوئی انہیں راہ سے ہٹا نہ سکا۔ جب وہ واپس لاہور پہنچے تو اسی بخار کی شدت میں اپنے رب کے حضور جا پہنچے۔ مجھے لگتا ہے کہ بارگاہ حق سے حکم ہوا ہوگا۔ فرشتوں مرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق آتا ہے اس کا استقبال کرو۔ سیاسی طور پر وہ میدان میں اترا تو سب کے بندوبست دھرے کے دھرے رہ گئے' کراچی کی سنی تحریک کا انداز اور ہے اگرچہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ بھی بڑا مجمع اکٹھا کر سکتے ہیں مگر سیاسی طور پر نورانی میاں کے بعد دوسرے آدمی تھے جنہوں نے اپنے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ پہلے انتخاب میں جب لاہور کے ضمنی انتخاب میں 7 ہزار ووٹ ملے تو یہ حافظ سعید جیسی تنظیم کے 5 ہزار ووٹ سے بھی زیادہ تھے اور جماعت اسلامی سے تو کئی گنا آگے تھے۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ مذہب کے میدان میں جمہور کی رائے کیا ہے۔ 2018ء کے انتخاب میں 22 لاکھ ووٹ لئے۔ یہ ملک میں پانچویں بڑی پارٹی تھی۔ لگتا تھا' پورے ملک کا نقشہ بدل رہا ہے۔ ان کے لوگ جس جماعت کا حصہ بن جاتے ان کی فتح یقینی ہو جاتی۔ اہل سیاست میں ان سے ڈرنے لگے تھے' جیسے علماء کا ایک گروہ اور ملک کی باگیں اپنے ہاتھ میں رکھنے والے بھی کانپنے لگے تھے کہ کہیں یہ بندہ طوفان برپا نہ کر دے۔

حق مغفرت کرے' یہ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ تھا۔ بس اس سے آگے مجھے ایک لفظ نہیں کہنا۔ بقول اوریا مقبول جان کے اقبال کے بعد ایسا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے نہیں دیکھا۔ مجھے نہیں پتا' صرف اتنا جانتا ہوں کہ حضور حق والے کی سب ادائیں قبول ہوئیں۔ جنازہ تو یہی بتاتا ہے۔

☆---☆---☆

علامہ خادم حسین رضوی ایک طاقتور کرشماتی شخصیت

نصرت جاوید

وہ دوست جن کی پُر خلوص شفقت اور محبت کی بدولت اب تک زندگی سے کامل کنارہ کشی اختیار کرنے کو مجبور نہیں ہوا، ان کی تعداد ہاتھ کی انگلیوں کے برابر رہ گئی ہے۔ جمعہ کے دن سے مگر مجھے یہ خوف لاحق ہونا شروع ہو گیا ہے کہ علامہ خادم حسین رضوی صاحبؒ کے بارے میں میری بے لچک رائے انہیں مجھ سے ناراض نہ کر دے۔

حیران کن حقیقت یہ بھی ہے کہ علامہ صاحب کی زندگی میں ان کے اندازِ سیاست کا میں شدید ترین ناقد رہا ہوں۔ 2017 کے نومبر میں جب وہ ایک احتجاجی ہجوم کے ساتھ راولپنڈی کو اسلام آباد سے ملانے والے فیض آباد چوک میں دھرنا دے کر بیٹھ گئے تو دونوں شہروں میں زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ "خوف فساد خلق" سے گھبرا کر ہمارے میڈیا نے اس اہم ترین خبر کو نظر انداز کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں اپنے جذبات کو مگر قابو میں نہ رکھ سکا۔ بالآخر اپنے ٹی وی شو میں Live ٹیلی فون کالز کے ذریعے وہ اذیتیں منظر عام پر لانے کو ڈٹ گیا جو روزمرۂ زندگی معطل ہو جانے کی وجہ سے عام شہریوں کی بے پناہ اکثریت پر نازل ہوئی تھیں۔

میرے ساتھیوں کی اکثریت نے میری "دلیری" کو سراہنے کے بجائے مجھے احتیاط برتنے کے مشورے دینا شروع کر دیئے مگر علامہ صاحبؒ اور ان کے جذباتی پرستاروں نے کسی نوعیت کی ناگواری کا اظہار نہیں کیا۔ ان کے پُر اعتماد رویے نے طاہر القادری کی یاد دلا دی۔ کئی برس قبل ایک ٹی وی پروگرام میں ان کے بارے میں طنزیہ الفاظ کہے تھے۔ پروگرام ختم ہونے کے بعد گھر جانے کے لئے گاڑی میں بیٹھا تو ٹیلی فون کے ذریعے دھمکیوں اور گالیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ جس نیٹ ورک پر وہ پروگرام چلا تھا اس کے اسلام آباد والے دفتر کے باہر احتجاجی مظاہرہ بھی ہوا۔

طاہر القادری نے منظم انداز میں جمائی اس دھونس کو کبھی Disown نہیں کیا۔ مولانا طارق جمیل کے کئی پرستاروں نے بھی ایسا ہی رویہ اختیار کیا تھا مگر طارق جمیل صاحب کئی دنوں تک ٹیلی فون کے ذریعے رابطے میں رہے۔ میرے ساتھ ہوئے سلوک کی بابت پُر خلوص انکساری سے شرمندگی کا اظہار کرتے رہے۔ میرے دفاع میں انہوں نے ایک ویڈیو پیغام بھی جاری کیا۔

میرے ایک بزرگ علامہ خادم رضوی کے دیرینہ معتقد ہیں۔ انہوں نے ازخود ان سے میرے لئے

''معافی'' کی درخواست کی۔ علامہ صاحب نے محض مسکراتے ہوئے بقول ان کے میرے ''جلالی'' انداز کو سراہا اور مجھ سے کوئی ایک ملاقات نہ ہونے کے باوجود میرے عقیدے اور ایمان پر کسی شک وشبہ کا اظہار نہیں کیا۔

علامہ صاحب کی ناگہانی موت کے بعد اندھی نفرت وعقیدت کی وجہ سے ہمارے معاشرے پر مسلط ہوئی تقسیم دل دہلا دینے والی وحشت کے ساتھ ایک بار پھر عیاں ہوگئی ہے۔ میرے دوستوں کا شمار بھی شہری متوسط طبقے کے اس وسیع تر حلقے سے ہے جس کی دانست میں علامہ خادم حسین رضوی صاحب کو نواز شریف کی مخالفت میں یکجا ہوئی سیاسی اور غیر سیاسی قوتوں نے ''لانچ'' کیا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے فرض کرلیا جاتا ہے کہ علامہ صاحب کی اپنی Core Constituency نہیں تھی۔ ''سرپرستوں'' نے انہیں ''نہ جانے کہاں سے ڈھونڈ کر توانائی'' فراہم کردی۔

2017ء میں ایک انتہائی حساس موضوع کے حوالے سے علامہ صاحب اور ان کی تحریک نے جو غضب بھڑکایا تھا اس کے بارے میں میرے بھی ہزاروں تحفظات ہیں۔ میں یہ سوچ تسلیم کرنے سے مگر قطعاً انکاری ہوں کہ علامہ صاحب کی Popular ، Base نہیں تھی۔ ابلاغ کے ہنر کا طالب علم ہوتے ہوئے بلکہ یہ اصرار کرنے کو بضد ہوں کہ مرحوم ہر حوالے سے ایک طاقتور ترین کرشماتی شخصیت تھے۔

فن تقریر پر انہیں کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ قرآن وحدیث کے مستند حوالوں سے وہ اپنے مسلک کی مبادیات کو انتہائی سادہ زبان میں بیان کرتے ہوئے اقبال علیہ لرحمہ کے اشعار کے برمحل استعمال سے سامعین کے ساتھ ایک جان دار Emotional یا جذباتی تعلق استوار کرلیتے جو بسا اوقات سحرانگیزی کی صورت دکھائی دیتا۔

شہری متوسط طبقے کے مجھ جیسے افراد اس روایت سے قطعاً ناآشنا ہیں جو برصغیر میں انگریزوں کی آمد کے بعد مختلف مسالک کے علمائے کرام نے بہت لگن اور ثابت قدمی کے ساتھ کئی دہائیوں کی جدوجہد سے عام مسلمانوں کے دلوں میں اجاگر کی ہے۔ اس روایت نے مسلمانوں کی بے پناہ تعداد کو یہ سوچنے کو مجبور کیا کہ ان کی مذہبی شناخت خطرے میں ہے۔ سامراج گھناؤنی سازش کے ذریعے انہیں دین سے دوری اختیار کرنے کے جال بچھا رہا ہے۔ 1857ء کی جنگ آزادی یا غدر نے ان کے خدشات کو مزید تقویت پہنچائی۔ سرسید اور ان کی علی گڑھ تحریک کو اسی باعث شدید تنقید اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے مقابلے میں دیوبند اور جامعہ ملیہ جیسے ادارے نمودار

ہوئے تھے۔ ''سامراجی سازشوں'' کی بابت دنیا بھر کے مسلمانوں میں شک وشبے والے وسوسے آج بھی بہت شدت سے موجود ہیں۔ٹرمپ اور فرانسیسی صدر جیسے عالمی سطح کے طاقت ور ترین افراد ان کے وسوسوں کو اپنے رویے سے بلکہ ٹھوس جواز فراہم کرتے ہیں۔Identity یا شناخت دور حاضر میں سیاست کا کلیدی سوال بن چکی ہے۔دنیا بھر کے مسلمان اس تناظر میں خود کو دیوار سے لگا محسوس کررہے ہیں۔تشویش کے اس عالم میں وہ ایسے رہ نماؤں کے بے تابی سے منتظر ہیں جو ان کی دانست میں ''دین'' کو بچانے والی مزاحمت کا اہتمام کریں۔ہمارے ہاں علامہ خادم حسین رضوی صاحب نے ایسی ہی مزاحمت دکھائی اور اس راہ پر جسمانی معذوری کے باوجود دلیری اور ثابت قدمی کے ساتھ چلتے نظر آئے۔

مذہبی شناخت کے بارے میں فکر مند ہونے کے علاوہ عام مسلمانوں کا وسیع تر حصہ بہت سنجیدگی سے یہ بھی سوچتا ہے کہ ان پر مسلط ہوئے حکمران اور اشرافیہ ''اسلام دشمن قوتوں'' کے سامنے سرنگوں ہوجاتے ہیں۔علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے جن کلمات کو ہم ''ناشائستہ'' تصور کرتے ہیں وہ ان کے پرستاروں کو مزاحمت کی للکار سنائی دیتے تھے۔ان کے پرستاروں کی عقیدت کی بنیاد اور Dynamics کو ہمیں کھلے ذہن کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔اس سے اتفاق اگرچہ لازمی نہیں۔پڑھے لکھے شہری طبقات پر مشتمل میرا حلقہ احباب مگر State of Denial کی زد میں آچکا ہے۔حقائق دیکھنے سے انکاری۔ان حقائق کے منطقی انداز میں تجزیے کی لہٰذا کوئی گنجائش ہی نظر نہیں آرہی۔

State of Denial مگر اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتی کہ کرونا کی دوسری لہر کی وحشت ناک شدت کے باوجود ایک تاریخ ساز تعداد نے ہفتے کے روز علامہ خادم حسین رضوی کے جنازے میں شرکت کی ہے۔ہمارے ہاں تحقیقی صحافت نامی کوئی شے موجود ہوتی تو تھوڑی لگن سے باآسانی دریافت کیا جاسکتا تھا کہ علامہ صاحب کے جنازے میں شریک افراد کا اجتماعی Profile کیا ہے۔2018ء کے انتخاب میں علامہ صاحب کی جماعت نے پاکستان کے کئی شہروں میں حیران کن تعداد میں ووٹ حاصل کیئے تھے۔ایک عالمی صحافتی ادارے سے وابستہ میرے ایک ساتھی 2018ء کی انتخابی مہم کے دوران ان لوگوں کو ''ڈھونڈنا'' چاہ رہے تھے جو تحریک لبیک کو ووٹ دینے کو آمادہ تھے۔چند مہربان دوستوں کی معاونت سے بالآخر چکوال کے ایک نواحی علاقے میں ایک مؤثر Pocket دریافت ہوئی جو تحریک لبیک سے وابستگی کا ڈٹ کر اظہار کررہی تھی۔اس

گاؤں میں موجود ایک پڑھی لکھی خاتون نے جو زندگی میں پہلی بار ووٹ دینے کے قابل ہوئی تھی کیمرے کے روبرو کمال اعتماد سے وہ وجوہات بیان کر دیں جنہوں نے اسے علامہ خادم حسین رضوی صاحب کی جماعت کو ووٹ دینے کو مائل کیا تھا۔ کاش ہماری ''رہنمائی'' کو ہمہ وقت بے چین پاکستانی میڈیا بھی ایسے لوگوں اور ان کی سوچ کو صحافیانہ تجسس کی بدولت منظرِ عام پر لاتا!

علامہ صاحب کی ناگہانی موت کی خبر نے ان کے حامیوں اور مخالفوں کی بے تحاشہ تعداد کو فوری طور پر جس سازشی کہانی کو فی الفور قبول کرنے پر مجبور کیا اس کی مقبولیت اور فروغ بھی ہر نوعیت کی اشرافیہ کے لئے باعثِ پریشانی ہونا چاہیے۔ اس سازشی کہانی کی پذیرائی نے حکمران اشرافیہ کی اجتماعی ساکھ کے بارے میں کلیدی سوالات اٹھا دیئے ہیں۔

شہری متوسط طبقے کی اکثریت منافقانہ انداز میں مخالفین کی رائے سے اختلاف کے باوجود ان کی سوچ کو در گزر کرنے کا ڈھونگ رچاتی ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی صاحب کی وفات کی خبر ملتے ہی سوشل میڈیا پر ان کے حامیوں اور مخالفین نے برجستہ طور پر جو خیالات Post کیے وہ اندھی نفرت وعقیدت کی بنیاد پر خوفناک حد تک منقسم ہوئے معاشرے کی تلخ حقیقت عیاں کر رہے تھے۔ ہماری اکثریت مگر شتر مرغ کی طرح ریت میں سر چھپا کر اسے دیکھنے کی جرأت سے محروم نظر آ رہی ہے۔

☆---☆---☆

مولانا خادم رضوی

عبداللہ طارق سہیل

مولانا خادم رضوی کی سیاسی منظرنامے پر اٹھان' ان کا فیض آباد والا دھرنا، اچانک وفات اور بے مثال جنازہ' ہر معاملے نے لوگوں کو حیران کیا۔ وہ ممتاز قادری کو پھانسی کے خلاف اول اول سامنے آئے اور قادری مرحوم کے جنازے کی قیادت کی۔ یہ بہت بڑا جنازہ تھا۔ ممتاز قادری کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر سپریم کورٹ کے حکم پر پھانسی چڑھایا گیا تھا۔ نواز حکومت کے خلاف آپریشن اقامہ کو تیز تر کرنے کے لئے قادیانی والے حلف نامے کا مسئلہ اٹھا تو خادم رضوی نے تحریک چلائی۔ اس دوران بعض افراد مارے گئے اور ایک وزیر کو گولی ماردی گئی۔ ملک بھر میں ہنگامہ برپا تھا اس بار ان کی تحریک کو میڈیا نے مسلسل کوریج دی۔ پچھلے ہفتے فرانس میں توہین رسالت کے خلاف مولانا نے ایک اور دھرنے کا اعلان کیا تو میڈیا نے اس کا مکمل بلیک آؤٹ کیا۔ ایک سطر بھی اس دھرنے کی خبر کی اخبار میں چھپنے دی گئی نہ ٹی وی پر چلنے دی گئی اس کے باوجود بہت بڑا ہجوم اسلام آباد پہنچا اور دھرنا دے کر بیٹھ گیا۔ مذاکرات ہوئے اور دھرنا ختم ہو گیا لیکن سمجھوتے میں حکومت نے کمال چالاکی سے ہاتھ کردیا۔ دھرنے کا مطالبہ تھا کہ فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کردیا جائے، معاہدے میں کہا گیا کہ ایسا پارلیمنٹ کی منظوری سے کیا جائے گا۔ دو تین روز بعد اچانک ان کی وفات کی خبر آگئی جس پر ہر شخص حیران رہ گیا۔ ہفتے کو مینار پاکستان پر ان کا جنازہ تھا۔ شرکاء کی تعداد لاکھوں میں تھی اور صحافیوں کا اتفاق ہے کہ اس جگہ اتنا بڑا اجتماع اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اتنے بڑے جنازے نے بھی ملک بھر کو حیرت میں مبتلا کردیا اور اس جنازے کی تصاویر غیر ملکی میڈیا نے بھی تبصروں کے ساتھ شائع کیں۔ مولانا کا منظر عام پر آنا اور پھر اس دنیا سے رخصت ہو جانا کل چند برس کی بات ہے۔ ہر بار دھرنے سے لوگوں کو حیران کیا اتنی مختصر مدت میں انہوں نے دسیوں لاکھ افراد کو اپنا عقیدت مند بنایا جو خود ایک ریکارڈ ہے۔ شعلہ مستعجل کی طرح بھڑ کے اور بجھ گئے۔ خدا ان کی مغفرت کرے۔ ان کی سیاست جب تک نواز شریف کے خلاف رہی وہ میڈیا اور ریاست کے محبوب رہے' جونہی ان کا رخ موجودہ حکومت کی طرف ہوا' وہ میڈیا کے لیے شجر ممنوعہ قرار پائے۔ ان کی تحریک لبیک افرادی قوت کے اعتبار سے ملک کی بہت بڑی قوت تھی۔ اب ان کی مقناطیسی مرکزیت والی شخصیت نہیں رہی تو دیکھئے' اس تحریک کے مستقبل پر کیا گزرتی ہے؟

کچھ بھی نہ تھا، غلام تو تھا

مظہر برلاس

لوگ جنازے کے مناظر دیکھ چکے، لاکھ نہیں لاکھوں افراد شریک تھے۔ نہ وہ کبھی حکمران رہا، نہ اُس کے پاس دولت کے ڈھیر تھے، پندرہ ہزار روپے ماہوار تنخواہ کا روادار، محض ڈیڑھ مرلے کے مکان میں رہنے والا، نہ سیاست دان تھا، نہ دولت کا پجاری، مختصر یہ کہ کچھ بھی نہ تھا مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تو تھا۔ اِسی غلامی نے اُس کی شان بڑھائی۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے بڑھ کر کوئی غلامی ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہی غلامی روشنی کا سفر ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی نے اِسی غلامی کا درس دیا، اِسی غلامی میں وہ رخصت ہوئے۔ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑے جنازے کے مناظر دیکھنے والوں کے لئے ایک سوال بڑا اہم ہے کہ اِس جنازے میں شرکت کرنے والوں کے لئے نہ کسی نے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا، نہ قیمے والے نان آئے اور نہ ہی بریانی کی دیگیں اُتاری گئیں مگر غلامیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مناظر دکھادیے کہ گریٹر اقبال پارک بھر گیا، شاہی مسجد کھولنا پڑی، شاہی قلعے پر بھی لوگ تھے، پل بھر چکے تھے، سڑکوں پر جمِ غفیر تھا، میت کو جنازے کی جگہ تک پہنچانے میں چار گھنٹے لگ گئے، راستے میں طلبہ، وکلاء اور مختلف طبقات کے افراد نے گل پاشی کی۔

ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیب کا رہنے والا خادم حسین رضوی کسی بڑے عالمِ دین کا فرزند نہیں تھا، نہ ہی کسی درگاہ کا گدی نشین، بس حافظِ قرآن تھا، شیخ الحدیث تھا، عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مبتلا غلام تھا، خطابت کے جوہر سے خوب واقف تھا، تقریروں میں پنجابی اور فارسی کا تڑکہ لگاتا تھا، عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لہروں پر لہو گرماتا تھا، اقبال علیہ الرحمہ اُسے ازبر تھا، اُس نے نوجوان نسل تک قلندرِ لاہوری علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے کلام کو پہنچانے کی بھرپور کوشش کی، وہ کلام اقبال کے ذریعے عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتیں بیان کرتا۔ یہی اُس کا خاصہ تھا، وہ تو کسی مسجد میں اوقاف کی ملازمت کرتا تھا پھر ملکی پارلیمنٹ میں اک ایسی ترمیم آئی کہ وہ چپ نہ رہ سکا۔ نوکری چلی گئی مگر غلامی نہیں گئی پھر وہ اِسی غلامی میں مست رہنے لگا، اُس نے سرکاری نوکری کے بعد غلامیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چار برس ایسے لگائے کہ لبیک یارسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ اُس سے منسوب ہو گیا، وہ گفتگو میں کڑوی باتیں کر جاتا تھا، جذبات میں کڑواہٹ تھی مگر قرآن پڑھتا تو حلاوت گھول کے رکھ دیتا، حدیث بیان کرتا تو نئی پہلو اُجاگر کر دیتا۔ خطاب کرتا تو دلوں کو تسخیر کرتا چلا جاتا۔ جذبے اور تاثیر کے سنگم پر

سحر طاری کر دیتا، کلام اقبال پڑھتا تو کھول کھول کے وضاحتیں کر دیتا، مغرب سے متعلق اُس کے خیالات وہی تھے جو علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے تھے، جیسے اقبال علیہ الرحمہ نے کہا کہ

؎ خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

محض 54 سال کی عمر میں وفات پانے والا خادم حسین رضوی حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر خاموش رہنے والوں کو کوستا رہا، خاص طور پر مسلمان حکمرانوں کو ہدف تنقید بناتا رہا، اُس کا ایک ہی اصرار تھا کہ غلامیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آجاؤ، شاید وہ اِسی لئے اکثر کہا کرتا تھا کہ

؎ یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

علامہ خادم حسین رضوی کا ایک ہی مشن تھا، اُنہوں نے لوگوں سے بارہا کہا کہ "غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آجاؤ، بہانے بازیاں چھوڑ دو، جب حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف آئے تو کھڑے ہو جاؤ، ہم مذہب کے ٹھیکیدار تو نہیں مگر چوکیدار تو ہیں، ایک جلسے میں دورانِ خطابت علامہ خادم حسین رضوی کہنے لگے کہ "اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا، او چودھری، او کونسلر، او ایم پی اے، او ایم این اے! اس دین کیلئے میں نے پتھر کھائے، مٹی اُٹھائی، تلوار اُٹھا کر میدانوں میں گیا، اِس دین کی خاطر میرے نواسے نے گردن کٹوائی، اِس دین کے لئے میرے چچا نے جگر کلیجے نکلوائے مگر چودھری تیرے ہوتے ہوئے مساجد سے اسپیکر اُتارے گئے، اُس وقت تیری پاور کدھر تھی؟ اُس دن اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ بتا او مالدارہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو سارا مال دین کو دے دیا تو نے کبھی زکوٰۃ بھی نہ دی، دین سے غداریاں کیوں کرتے ہو؟ دین کو آپ لوگوں نے دیا کیا ہے؟ یہ بوڑھے فلمیں دیکھتے ہیں، حقے پیتے ہیں سارا سارا دن، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے روز حضرت عمر بن معدی کرب کو بلا لیا کہ یہ میرا بوڑھا صحابی رضی اللہ عنہ مدینے سے چل کر یرموک گیا، تو زیادہ بوڑھا تھا کہ میری عزت کی خاطر مال روڈ تک نہ گیا؟ اگر کسی نے کہا کہ میرے بچے چھوٹے تھے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو پیش کر دیا کہ اِن سے بھی چھوٹے تھے؟ تم اپنے بچوں کی جوانیاں بچاتے ہو، تیرے پتر علی اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت تھے؟ آج حالت یہ ہے کہ چھوٹے بڑے پتر بھی بچاؤ، مال بھی بچاؤ تو دین کدھر گیا، اگر کسی نے کہا کہ میں چاچے کی خاطر نہیں گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو سامنے لے آنا ہے، اپنے بوڑھے صحابہ رضی اللہ عنہ کو لے آنا ہے"۔

بقیہ نمبر 2: صفحہ نمبر 120

آہ! امیر المجاھدین بھی ہمیں روتا چھوڑ گئے!

سید صابر حسین شاہ بخاری

ابھی جمیل العلماء علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کا زخم تازہ ہی تھا کہ آج تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امیر المجاھدین حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی اچانک خبر نے تڑپا کر رکھ دیا ہے۔

حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ چند دنوں سے علیل تھے انہیں تیز بخار اور سانس کی تکلیف تھی۔ آج صبح ان کی طبیعت خراب ہونے پر انہیں جناح اسپتال لاہور میں لے جایا گیا لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اور یوں 3 ربیع لآخر 1442ھ/19/نومبر 2020ء بروز جمعرات عین نماز مغرب کے وقت امیر المجاھدین ہمیں داغ مفارقت دے گئے اور ہمیں روتا ہوا چھوڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔

علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ عالم اسلام کی جانی پہچانی شخصیت تھی۔ آپ کی ولادت مملکت خداداد پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیب کے ایک گاؤں نکہ توت میں 22/ جون 1966ء کو ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حاجی خان ہے جو اپنی شرافت کے وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ دینی تعلیم کی تڑپ نے آپ سے گھر بار چھوڑایا۔ چنانچہ آپ نے جہلم اور دینہ کے مدارس اسلامیہ سے حفظ وتجوید کی تعلیم حاصل کی، بعدازاں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا نام نہایت نمایاں ہے۔ آپ عالم باعمل، حافظ قرآن، شیخ الحدیث، خطیب اور مصنف تھے۔ آغاز میں آپ نے محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام پیرمکی مسجد لاہور میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے بعدازاں بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر یہاں سے مستعفی ہو گئے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ کچھ عرصہ جامعہ نظامیہ رضویہ بھاٹی گیٹ لاہور کے مہتمم بھی رہے۔ آپ سے اکتساب فیض حاصل کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ آپ نے اپنے تلامذہ میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی

روح پھونک دی ہے کہ جب بھی کہیں ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے کوئی فتنہ اٹھا تو آپ کے تلاہذہ اس کے آگے آہنی دیوار بن کر سامنے آئے۔ 2008ء میں تلہ گنگ کے قریب ایک خوفناک حادثے میں آپ شدید زخمی ہوئے اور پھر ہمیشہ کے لیے معذور ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کا زیادہ وقت ویل چیئر پر گزرا۔ مبدائے فیاض نے آپ کو عربی، فارسی، پنجابی اور اردو میں کمال کا ملکہ ودیعت فرمایا تھا۔ آپ کا حافظہ بھی بلا کا تھا۔ میدان خطابت میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپکی ہر تقریر ہی قرآنی آیات، احادیث نبویہ، عربی، فارسی، پنجابی اور اردو اشعار سے مزین ہوتی تھی۔ فکر رضا کے امین اور اقبال کے خوشہ چین تھے۔ اسی لئے کلام رضا اور کلام اقبال کے حافظ نظر آتے تھے۔ آپ ایک سچے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے، ناموسِ رسالت اور ختم نبوت ﷺ کے مخالفین کے لئے تیغ مسلول تھے۔ اسی لئے دنیا بھر میں مقبول تھے۔ آپ تحریک فدایان ختم نبوت کے امیر رہے۔ اور اس کے تحت ایک عرصے تک سہ ماہی "العاقب" لاہور شائع فرماتے رہے۔ اس رسالہ کا ہر شمارے ہی اپنے موضوع پر لاجواب ہے لیکن اس کے "شہید آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نمبر" نے شہرت عام حاصل کی ہے۔ آپ جہاد بالقلم کے محاذ پر بھی سرگرم رہے ہیں۔ آپ نے مختلف موضوعات پر مضامین ومقالات لکھے ہیں۔ اسی طرح طلباء کے لئے کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں "تعلیقات خادمیہ" کو کافی شہرت ملی ہے۔ جب ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہرہ دینے کی وجہ سے عاشق رسول ملک ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کو مملکت خداداد پاکستان میں سزائے موت دی گئی تو آپ نے تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پاکستان کی بنیاد رکھی۔

اس کے تحت ملک بھر میں جلسے کیئے۔ لوگ آتے گئے اور کاروان بنتا گیا۔ 2016ء میں توہین مذہب قانون کے حوالے سے آپ نے ایک بھرپور ریلی نکالی۔ ریلی پر لاٹھی چارج کیا گیا اور آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ 2017ء میں این اے 120 لاہور کے ضمنی انتخابات میں پہلی بار سیاسی منظر نامے پر ظاہر ہوئے اور سات ہزار ووٹ حاصل کر کے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ این اے 4 پشاور کے ضمنی انتخابات میں تقریباً دس ہزار کے قریب ووٹ حاصل کیئے۔ لودھراں کے انتخابات میں بھی گیارہ ہزار کے قریب ووٹ حاصل کیئے۔ 2017ء میں نواز شریف حکومت نے ایک پارلیمانی بل میں حکومت کی طرف سے قانون ختم نبوت کی ایک شق میں جب الفاظ بدلے تو امیر المجاہدین نے اس کے خلاف عملی قدم اٹھایا نومبر 2017ء میں فیض آباد راولپنڈی پر

تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ایک دھرنا دیا جو کئی دن جاری رہا جس کے مثبت نتائج سامنے آئے اور حکومتی وزیر کو مستعفی ہونا پڑا۔

اسی طرح 2018ء میں بھی دھرنا دیا۔ جس پر حکومت بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی اور آپ کو پھر اسیر بنالیا گیا۔ فرانسیسی صدر کیمرون نے جب ہمارے پیارے نبی آخرالزمان حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ خاکوں کو سرکاری عمارتوں پر آویزاں کرنے کی جسارت کی تو خادم ملت اسلامیہ حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ پھر تڑپ اٹھے اور آپ نے فرانسیسی صدر کے خلاف 15/نومبر 2020ء کو فیض آباد راولپنڈی کے مقام پر بھرپور احتجاج کا اعلان کیا۔ عمران حکومت ایک بار پھر بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی اور فرانس کے خلاف تحریک لبیک کے پرامن احتجاج کو سبوتاژ کرنے کے لئے اوچھے ہتھکنڈوں سے باز نہ آئی۔ رکاوٹیں کھڑی کیں۔ سڑکیں بلاک کیں، موبائل سروس جام کردی۔ میڈیا پر خبر نشر نہ ہونے دی لیکن اس کے باوجود امیر المجاہدین اپنی علالت اور ضعیف العمری کے باوجود یہاں پہنچے۔ ملک بھر سے محافظین ناموسِ رسالت وختم نبوت بھی رکاوٹیں توڑتے ہوئے پہنچ گئے۔ پرامن احتجاج پر آنسو گیس کی شیلنگ کی انتہا کردی گئی۔ آپ نے جب حکومت کو للکارا تو درو بام گونج اٹھے۔ اور عشاق جھوم اٹھے۔ آپ نے 3/نومبر 2020ھ کو ہی حکومت کو کچھ اس انداز میں خبردار فرمادیا تھا: "میں بالکل قریب آکر تمہیں کہہ رہا ہوں پھر نہ کہنا کہ تمہیں مہلت نہیں دی۔ فرانس کا سفیر نکالو، مصنوعات کا بائیکاٹ کرو، یہ معمولی سا مطالبہ ہے۔ بڑا مطالبہ یہ ہے کہ فرانس کے ساتھ اعلان جہاد کرو، نہیں تو اگلا لائحہ عمل ہم نے دینا ہے۔" فیض آباد کی ساری فضا "من سب نبیا فاقتلوہ" سے گونج اٹھی۔

تحریک لبیک کے کارکنوں کا جوش وجذبہ دیدنی تھا بالآخر حکومتی ٹیم نے مذاکرات کئے اور مطالبات تسلیم کرنے کی یقین کرائی۔ تب احتجاج اختتام پذیر ہوا۔ حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ، فقیر کے ہم عمر تھے لیکن سیادت کی وجہ سے فقیر کو ہمیشہ احترام کی نگاہ سے دیکھا۔ مولانا فدا حسین رضوی نے جب ایک کتاب "حق چار یار" لکھی۔ تو اس پر آپ کی تقریظ کے لئے مصنف کو ایک مختصر سا مکتوب دے کر بھیجا تو آپ نے ذرا دیر نہ فرمائی بلکہ فوراً برجستہ اور قلم برداشتہ تقریظ لکھ کر عنایت فرمادی اور فقیر کا بھرم رکھا۔ اسی طرح چند سال قبل حسن ابدال شہر میں ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ایک کانفرنس میں آپ کو مدعو کیا گیا۔ تو

آپ بھی تشریف لائے۔ فقیر گیٹ پر کھڑا رہا جوں ہی آپ آئے تو فقیر نے ملاقات کی، سلام دعا ہوئی۔ فقیر نے ماہ نامہ مجلہ الحقیقہ کے تحفظ ختم نبوت نمبر جلد اول آپ کی خدمت میں پیش فرمائی، آپ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ختم نبوت کے حوالے سے ایک عظیم کارنامہ قرار دیا۔ آپ کو ویل چیئر پر آگے سٹیج پر پہنچا دیا گیا۔ سٹیج پر پہنچتے ہی آپ نے فرمایا کہ "صابر حسین شاہ صاحب کہاں ہیں" کسی نے اشارہ کر کے نشان دہی کی کہ وہ نیچے سامعین کے مجمع میں بیٹھ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو غلط ہے کہ شاہ صاحب نیچے بیٹھ جائیں اور ہم سٹیج پر براجمان ہوں۔ سٹیج سیکرٹری مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب سے فرمایا کہ "شاہ صاحب کو فوراً سٹیج پر بلاؤ"۔ انہوں نے فقیر کا نام پکارا کہ "صابر حسین شاہ بخاری صاحب سٹیج پر آجائیں استاد جی بلا رہے ہیں" چنانچہ فقیر بادل ناخواستہ سٹیج پر گیا تب پروگرام شروع ہوا۔ اللہ اللہ، سادات سے احترام ومحبت کی اس قسم کی مثالیں کم کم دیکھنے میں آتی ہیں۔۔۔ حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں "امیر المجاہدین" تھے۔ فرانسیسی صدر کے خلاف آپ نے جس طرح غیض وغضب کا اظہار فرمایا ہے اس طرح کی مثال بھی اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اس طرح کا غیض وغضب انٹرنیشنل سطح کے بعض "پیران عظام" میں نظر نہیں آیا۔

آہ! ہم سے آج عزم واستقامت کا ایک کوہ گراں رخصت ہو گیا۔ آہ! گستاخوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں للکارنے والا اب خاموش ہوگیا۔ آہ! جبل استقامت نہ رہا، آہ! ناموسِ رسالت وختم نبوت کے قافلہ عشق ومحبت کا حدی خواں ہم سے بچھڑ گیا۔ ایسا مرد مجاہد اور عاشق صادق صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔

ڈھونڈو گے گر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پوری دنیا میں پھیل گئی۔ سارا عالم اسلام افسردہ ہوگیا۔ ہر طرف آہ وفغاں اور سوگواری کی کیفیت نظر آتی ہے۔ ہمارا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد امجاد، دیگر پسماندگان بلکہ ہم سب کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔ ۔۔۔۔۔☆۔۔☆۔۔☆

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ڈاکٹر اظہر وحید

صاحبِ نہج البلاغہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منسوب ایک قولِ بلاغت ہے، مفہوم جس کا یوں ہے کہ دنیا تمہیں برا سمجھے جبکہ باطن میں تم اچھے ہو، یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ دنیا تمہیں اچھا سمجھے جبکہ باطن میں تم برے ہو۔ فقر میں یہ قول بابِ ملامت کی توجیہہ ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ ایک مردِ درویش ہمارے پڑوس سے رخصت ہو گیا اور اُس کی زندگی میں اُس کے مقام کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ میڈیائی حلقے اس کا تمسخر ہی اڑاتے رہے۔ سنی سنائی بات سننے اور کرنے والے اُس کے اندازِ تکلم پر ہی کلام کرتے رہے۔ ظاہر پرستوں کا حال ہر دور میں یہی ہوتا ہے، کسی فقیر درویش قلندر خدامست کی اِس دنیا سے دم واپسی با حسرت و یاس یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہمیں پہلے معلوم ہوتا تو اُن سے شرفِ ملاقات ہی کر لیتے۔ اُن کے جنازے کا حجم اور ہجوم۔۔۔ بلکہ ہجومِ عاشقاں اُس دنیا میں ان کی پذیرائی کا اندازہ بھی دیتا ہے اور اِس دنیا میں خلقِ خدا کے دلوں میں اُن کی وسعتِ حکمرانی کا بھی!

کسی نے کسی کو نہیں بلایا، جس نے بلایا تھا اُس کا حکم دلوں پر چلتا ہے۔ پس مرگ مقبولیت صداقت کی بے بدل دلیل بھی ہوا کرتی ہے۔ بہت کم لوگوں کو اُن کی زندگی میں اندازہ ہو سکا کہ خادم حسین... حسین رضی اللہ عنہ کا سچا خادم تھا۔۔۔ خادم حسین علیہ الرحمہ دراصل خادم دین تھا۔ اہلِ ظاہر بھی دیکھ لیں، اس قدر پُر اژدھام جنازہ ایک عوامی ریفرنڈم ہے... یہ ایک ریفرنڈم ہے کہ اس ملک کے عوام حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں کس قدر حساس ہیں۔ یہ اندرونی اور بیرونی عناصر کے لیے ایک واضح پیغام ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان کے عوام ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حساس معاملے پر کوئی سمجھوتا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ اُن کے لیے ایمان اور کفر ہی کا معاملہ نہیں بلکہ زندگی اور موت کا معاملہ بھی ہے۔

اب دنیا ڈھونڈے، وھیل چیئر پر بیٹھے اُس جسمانی معذور بابے کو۔۔۔ جس نے فکری معذوروں کو بابِ عشق کا سبک خرام راستہ دکھا دیا۔ ضلع اٹک سے تعلق رکھنے والا اعوان قبیلے کا یہ سپوت کسی مصلحت اور سیاست سے بے نیاز اپنی دھن میں ایک ہی نعرے پر پہرہ دیتا رہا۔ وہ نعرہ جو دین کی

اساس ہے۔ہم محمدی ہیں اور عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا دین ہے۔"فداک روحی اُمی وابی یارسول اللہ"۔۔۔ ہمارا کلمہ وایمان ہی نہیں لائحہ عمل بھی ہے۔ہمارا دین مکمل ہی اُس وقت ہوتا ہے جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک پر ہم پورے اتریں

"تم میں سے کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک میں اُس کے نزدیک اس کی جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر عزیز نہ ہو جاؤں"

اگر اِس حدیثِ پاک پر غور کر لیا جائے تو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے لائحہ فکر وعمل مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ہمارا دین عشقِ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتا ہے اور اسی ذات والا صفات پہ وارفتگی پر ختم ہو جاتا ہے۔"لا الہ الا اللہ" پر کسی کو کسی سے کوئی تعرض نہیں، اصل دین تو "محمد رسول اللہ" سے شروع ہوتا ہے۔"محمد ابنِ عبداللہ" کی حد تک ہر غیر مذہب کا سلیم الفطرت انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔کفارِ مکہ بھی صادق اور امین تسلیم کرتے تھے۔گویا غیر بھی صفت کی تعریف کرنے پر مجبور ہیں، اپنوں کی یہ پہچان کہ اپنے ذات کو تسلیم کرتے ہیں اور ذات پر دل وجان پر فدا ہوتے ہیں۔"محمد رسول اللہ" کا عنوان دراصل خالق اور مخلوق کے درمیان واحد واسطہ اور وسیلہ ہونے کا اعلان ہے۔شارع کی حیثیت سے شاہراہِ حیات پر اصول وکلیات کا تعین ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم متعین کرتی ہے۔اب تا قیامت تمام انسانوں کے لیے اور ہر زمانے کے لیے حُجتِ قطعی "محمد رسول اللہ" ہیں۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے کی وجہ سے علامہ خادم حسین اپنے نام کے ساتھ رضوی لکھتے تھے"۔۔۔ر" پر زبر کے ساتھ۔مختلف مسالک دراصل مختلف مکاتبِ فکر ہیں۔یہ دین کو سمجھنے کے مختلف شعوری درجے ہیں۔مکاتبِ فکر میں اختلاف اگر افتراق میں تبدیل نہ ہو تو فکری اختلاف باعثِ رحمت ہے، وگرنہ سراسر زحمت!اختلاف صرف برداشت کے ساتھ رحمت ہوتا ہے، عدم برداشت اسے زحمت میں بدل دیتی ہے۔اختلاف فکر ایک فطری عمل ہے اور فکر کی نمو کے لیے ضروری بھی ہے۔فکری اختلاف دراصل فہم کے نئے زاویے کھولتا ہے۔نزولی حقیقت جب صعودی عقول کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو لامحالہ اِس میں اختلاف پیدا ہوتا ہے، اِس سے نکلنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ براہ راست نقطۂ نزول کی طرف رجوع کیا جائے لیکن یہ باطنی طریقت کا نکتہ ہوگا۔باطن کی حقیقت سمجھنے کا راستہ خود باطن ہی ہوتا ہے۔۔۔۔سبک، پُرخطر۔۔۔لیکن خطا سے پاک!! ظاہر میں موجود آلات سمع وبصر سے باطن

سمجھنے کی کوشش بس ایک فکری کوشش ہے اور فکری کوشش ایک بشری عمل ہے، اور بشر کسی حال میں خطا کے خطرے سے پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف اور صرف معصومیت و عصمت کا جہان ہے، جہاں فطرت کا انعکاس بلاکم و کاست ہوتا ہے۔

تمہید ہمیشہ طولانی کر دیتا ہوں، آج کا کالم دراصل ایک حاضری ہے۔۔۔ قلمی حاضری۔ ایک مرد درویش اور سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں حاضر نہ ہو سکا بوجوہ ناسازی طبع۔۔۔ اس لیے ضروری سمجھا کہ اپنی قلمی حاضری لگوالی جائے تاکہ عاقبت کے لیے کچھ زادِ راہ میسر آ سکے۔ اگرچہ تعداد صداقت کا معیار نہیں لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آخر یہ تعداد کن افراد پر مشتمل ہے۔ اگر کلمہ گو ایک بڑی تعداد میں نکل کر کسی کے حق میں کلمۂ خیر کہہ دیں، تو یہ زبانِ خلق نہیں بلکہ نقارہ خدا ہے۔ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کے طریقِ تکلم اور طریقہ کار سے اختلاف ہو تو ہو لیکن اُن کے مقصد پر کسی کو کوئی اختلاف نہ تھا۔ اپنے مقصد سے غیر متزلزل وابستگی اس معذور شخص کا طرۂ امتیاز تھا جس نے اپنی معذوری کو مجبوری نہیں بننے دیا۔ استقامت کے اس کوہ گراں کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد میں خلقِ خدا کا اُمڈ آنا ایک درجۂ قبولیت ہے۔ سنا ہے، شہر لاہور نے اپنی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ دیکھا ہے۔ پس مرگ اِن کے مسلک کے مخالفین بھی اِن کے حق میں غیر مشروط کلمۂ خیر کہے بغیر نہ رہ سکے۔ اِس شخص نے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت پہرہ دیا جب لوگ شش و پنج میں مبتلا تھے۔ کہتے ہیں، علامہ صاحب شدت پسند تھے، وہ شدت پسند صرف محبت میں تھے۔ محبت میں شدت کا نام عشق ہے اور عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی دین کا معیار ہے۔

مرشدی حضرت واصف علی واصف علیہ الرحمہ کا ایک نعتیہ شعر ہے

؎ دین کیا ہے عشقِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دین کا بس اک یہی معیار ہے

خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ اس معیار پر پورے اترے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر غیر مشروط پہرہ دینا ہے، اور یہ فقیر تمام عمر اس مشن پر ڈٹا رہا۔ ملامت کی گلی سے گزرنا اخلاص کا امتحان ہوتا ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ اخلاص کے اس امتحان پر بھی پورے اترے۔ ایک اعلیٰ پائے کے عالمِ دین، عربی گرامر اور علم الحدیث کے بہترین ماہر اِس شخص نے محض ایک عالمِ دین ہونے کا پروٹوکول بھی کبھی وصول نہ کیا۔ عربی کے اساتذہ کہتے ہیں کہ عربی دانی میں نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ عربی اور فارسی دونوں پر عبور تھا۔ کلام اقبال گویا حفظ کر رکھا تھا۔ انداز عوامی تھا، اس لیے عوام الناس اُن کے علمی قد کاٹھ سے آگاہ نہ ہو

سکے۔ میری نظر میں وہ ایک ملامتی فقیر تھا، جس کا بھید اُس کے جانے کے بعد کھلا۔

اِس عاشقِ رسول ﷺ نے صرف محبت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اِن دعوے کو ثابت بھی کر کے دکھا دیا۔ وہ عاشقِ صادق تھا۔ لاکھوں مریدین و معتقدین کی موجودگی میں ڈیڑھ مرلے کے گھر میں قیام کرنے والا اور سوکھی روٹی پر اچار کی پھانک رکھ کر کھانے والا یہ درویش عشق و محبت کا ایک نیا معیار قائم کر گیا۔ راہ عشق و وفا میں مالی و معاشرتی مفاد کی طلب، صداقت کی نفی ہے۔

اِس وقت میں علامہ صاحب کے اندازِ تکلم پر کلام نہیں کروں گا۔۔۔۔ ہمارے بابا جی واصف علی واصف علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ جب کسی کو قبول کر لیا جاتا ہے تو اُس کو تمام خامیوں سمیت قبول کیا جاتا ہے۔ عزت خدائی رازوں میں سے ایک راز ہے۔ خدا جب کسی کو عزت دیتا ہے تو مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت نافذ کر دیتا ہے۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

؎ وفا کے رستے کا ہر مسافر گواہی دے گا کہ تم کھڑے تھے

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

صحابہ رضی اللہ عنہم کو کفارِ مکہ کہتے تھے تم لوگ تو مفلوک الحال ہو نہ تمھیں کھانے کو اچھا کھانا میسر ہے نہ پہننے کو اچھا کپڑا!

پیارے آقا، خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا! اے حسان انہیں جواب دو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ ہم سب کیلئے سرمایہ افتخار ہے انہوں نے کفار مکہ کو فرمایا!

اے جہان والو! سن لو ہمارے لئے پوری دنیا پر یہی فضیلت کافی ہے کہ ہمارے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت موجود ہے۔

وہ شان سلامت رہتی ہے

قاضی عبدالرؤف معینی

12 نومبر سال 2020ء بروز ہفتہ چشم فلک نے ایک ایمان پرور منظر دیکھا۔معروف عالم دین، عاشق سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کی تیاری کے آخری مراحل تھے۔وطن عزیز کے کونے کونے سے بلا امتیاز فرقہ وعقیدہ خلق خدا کے قافلے پنجاب کے دارالحکومت لاہور کی طرف رواں دواں تھے۔"عظیم تر اقبال پارک" کے وسیع وعریض میدان آج عوام سے بھرتے نظر آرہے تھے۔ہجوم تھا کہ بڑھتا جارہا تھا لیکن نظم وضبط حیرت انگیز ہے کس قسم کی افراتفری نہیں۔ہر طبقہ، ہر پیشہ اور ہر عمر کے لوگ شریک تھے۔پھر یوں ہوا کہ ملحقہ آبادیوں میں بھی تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ملتان روڈ کی مسجد سے ملحقہ ایک مختصر وسادہ رہائش گاہ سے فخر دو جہاں کے عاشق صادق کا جنازہ ایسی دھوم اور شان وشوکت سے نکلا کہ کیفیت دیدنی تھی۔جگہ جگہ عوام نے عقیدتوں کے پھول نچھاور کیئے۔آخری دیدار کیلئے اتنی خلقت تھی کہ چند کلو میٹر کا فاصلہ ایمبولینس کے باوجود کئی گھنٹوں میں طے ہوا۔لبوں پر درودوسلام کا ورد، لبیک، لبیک، لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کے نعروں کی گونج نے جو روح پرور منظر پیدا کیا الفاظ اسکے بیان سے قاصر ہیں۔عقیدت مندوں نے سارے سفر میں منوں کے حساب سے پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔بلا مبالغہ کروڑوں افراد نے ٹیلی ویژن سکرین اور سوشل میڈیا پر ان روح پرور مناظر کا مشاہدہ کیا۔قومی اور بین الاقوامی میڈیا نے بھرپور کوریج کی۔شرکاء کی تعداد کے اندازے لگانے کی کوششیں ہوئیں لیکن سچی بات ہے کہ گنتی ممکن نہ تھی۔دانشور، مبصر اور تجزیہ نگار ورطہء حیرت میں ہیں کہ علامہ صاحب کی شخصیت کے متعلق کوئی بڑا دنیاوی تعارف نہیں، قابل ذکر معاشی، سیاسی اور معاشرتی بیک گراؤنڈ بھی کوئی نہیں، نہ امیر ہیں نہ وزیر ہیں۔لیکن مخلوق خدا میں اتنی مقبولیت کیوجہ؟ ایک تعارف ضرور تھا کہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا لیبل پختہ تھا۔کالم لکھنے کے مرحلے کے دوران راقم بھی اس والہانہ وارفتگی کی گتھیاں سلجھا ہی رہا تھا کہ اچانک جناب سعید آسی صاحب کی طرف سے ایک مختصر ویڈیو موصول ہوئی۔اس ویڈیو میں علامہ رضوی صاحب خود ہی اپنے دبنگ انداز میں اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے نظر آئے۔فرماتے ہیں"وڈے جنازے پیسیاں نال نہیں ہوندے، حکمرانیاں نال نہیں ہوندے وڈے جنازے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی غلامی نال

ہوندے نیں"، یعنی بڑے جنازے دولت اور بادشاہی سے نہیں ہوتے بڑے جنازے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہوتے ہیں۔ بلاشبہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا ہی پاکیزہ رشتہ تھا کہ رضوی صاحب سے شدید فکری اختلاف رکھنے والے اور سوشل میڈیا پر مخالفانہ پوسٹس لگانے والے بھی کچے دھاگے سے بندھے چلے آئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو پکار کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں اس لیے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہلِ آسمان میں اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے اس لیے تم سب بھی اس سے محبت کرو چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین میں اس کے لیے قبولیت لکھ دی جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ اللہ کے مقبول بندوں اور غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان جنازوں کے اجتماع کے ایمان افروز تذکروں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھا تو کندھا دینے والوں میں لاکھوں کی تعداد میں مرد اور ہزاروں کی تعداد میں خواتین نے شرکت کی تھی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے دن خلق خدا کی بھیڑ اتنی زیادہ تھی کہ آپ کی نماز جنازہ چھ بار پڑھائی گئی۔ غازی حضرت علم الدین شہید رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ لاہور کی تاریخ کی سب سے بڑی نماز جنازہ تھی جس میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ عاشق رسول کے جنازے کو کندھا دے۔ کئی بار پڑھا اور سنا کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ شامل تھے مگر علامہ خادم حسین رضوی رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ لاہور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ ٹھہرا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)

☆---☆---☆

دیوانہ مر گیا آخر کو ویرانوں پہ کیا گزری

مظہر علی خان لاشاری

زندگی آخر ایک دن موت کی آغوش میں جا کر چلتے پھرتے ہنستے مسکراتے انسان کو مردہ بنا دیتی ہے۔ ہم جو دن رات زندگی کی بقا کے لیے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہتے ہیں۔ دولت اور شہرت کی ہوس ہمیں پاگل کئے ہوئے ہے کبھی ہم نے سوچا ہے کہ ایک دن ہمارا نام بھی نہ ہوگا اور ہم ایک گمنام قبر میں پڑے ہونگے انسان کی یہ بڑی آرزو ہوتی ہے کہ وہ اس فانی دنیا میں ہمیشہ طاقت ور اور بڑا بن کر جیئے لیکن یہ اُس کی خام خیالی ہے بھلا جس نے مر کر فنا ہونا ہے اور مٹی میں جا کر مٹی ہو جانا ہے وہ کیسے طاقت ور رہ سکتا ہے ہاں ایک طریقہ یہ ضرور ہے کہ انسان اللہ اور اُس کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جینا شروع کر دے اور اپنا سب کچھ اللہ اور اُس کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس پر قربان کر دے جیسے اٹک کے ایک عام سے مولوی علامہ خادم حسین رضوی نے کیا اور ایسے خلوص کے ساتھ کیا کہ مرنے کے بعد لاکھوں لوگوں نے اُس دیوانے کے جنازے میں شرکت کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو ایسا مقام عطا کر دیتا ہے کہ جو مقام بڑے بڑے بادشاہوں کے نصیب میں بھی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے بڑی محبت ہے اور پھر جو اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو بس یہی ایک ادا تھی جس نے مولانا خادم حسین کو فرش سے عرش تک پہنچا دیا وگرنہ مولانا خادم حسین سے بڑے حلقے اُن کی سخت زبان کی وجہ سے ناراض رہتے تھے لیکن یہی ایک ادا تھی کہ خادم حسین رضوی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لیے مرمٹا اور ایسی مجاہدانہ ضرب لگائی کہ کفر کے ایوانوں میں لرزہ برپا کر دیا علامہ خادم حسین رضوی ایک مسلک کی نمائندگی کرتے تھے وہ بڑے بڑوں کو گالیاں دیا کرتا تھا اس لیے کہ وہ دیوانہ تھا اپنوں کو اِس لیے للکارتا تھا کہ وہ غیروں کے آلہ کار بن رہے ہیں اور وہ صرف یہی چاہتا تھا کہ میرے آقا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ کرنے والوں کو اِس دھرتی پر جینے کا کوئی حق نہیں ہے معذور ہونے کے باوجود بھی اُس نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا کہ جو بڑے طاقت ور لوگ بھی سر انجام نہ دے سکے اُن کا ایک ہی مشن تھا اور ایک ہی نعرہ تھا کہ کالی کملی والے کی عزت پر حملہ ہو اور ہم کچھ نہ کر سکیں۔ تو پھر ہمارے جینے کا کوئی فائدہ نہیں چار کامیاب دھرنوں کے بعد آخر کامیاب

دھرنا بھی فیض آباد راولپنڈی میں دیا جوش اور ایمانی جذبے کے ساتھ اپنوں اور غیروں کو للکارتے رہے کہ۔

روزہ اچھا نماز اچھی حج اچھا زکوۃ اچھی مگر میں باوجود اِسکے مسلمان ہو نہیں سکتا
کہ جب تک نہ کٹ مروں میں خواجہ طیبہ کی عزت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مولانا ظفر علی خان کی زبانی خادم حسین رضوی نے 1935ء کی اُس تحریک کی یاد تازہ کرادی تھی کہ جب لاہور کے مسلمانوں نے سکھوں سے مسجد شہید گنج آزاد کرانے کی تحریک چلائی تھی اُس زمانہ میں سینکڑوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔

کہ جو اپنے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی خطابت میں اپنا ایک الگ مقام رکھتے ہیں مولانا خادم حسین بھی پچاس سال کی عمر تک لاہور کی ملی مسجد میں امامت اور خطابت کرتے رہے ہیں لیکن آخری پانچ سالوں میں وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ناموس کا پرچم لے کر اُٹھے اور یہ ثابت کردیا کہ

عاشق جاندے اگے ہو

چونکہ اُن کے اندر درد اور خلوص تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا پرچم ایک معذور کو دے دیا کہ جس نے اپنی تحریک اور دھرنے کے ذریعے اپنی ہر بات حکومت وقت سے منوائی اُن کی اپنی بات ہو ہی کیا سکتی تھی اُن کی تو صرف یہی بات ہوتی کہ ہمارے آقا اور پوری اُمت کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ کرنے والوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ مولانا خادم حسین رضوی نے جب اپنا سب کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قربان کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُس شخص کو مرنے کے بعد بھی ایسی عزت دے دی کہ لاکھوں مسلمانوں نے اُن کے جنازے میں شرکت کر کے ایک اور غازی علم دین کے جنازے کی یاد تازہ کردی۔

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دیوانہ مر گیا آخر کو ویرانوں پہ کیا گذری

☆...☆...☆

بامقصد زندگی کا استعارہ۔علامہ خادم رضوی

سعید آسی

بے شک موت برحق ہے' اس سے مفر نہیں' ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور بے شک آپ کہیں بھی بھاگتے چلو' مشیت ایزدی سے آپ کا پیچھا کرتی موت عین متعینہ وقت پر آپ پر آن لپکے گی...

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ' کل ہماری باری ہے

بے شک سب نے اپنا متعینہ وقت پورا کر کے آگے کا سفر باندھنا ہے' گویا...

موت اک ماندگی کا وقفہ ہے یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

سو اپنی موت تک کے سفر کو اس سے آگے کے سفر کیلئے آسان بنائیں۔اس وقت تک کی زندگی کو بامقصد بنالیں تو حیات بعداز ممات کی کٹھنائیاں آسانی سے گزرتی' طے ہوتی رہیں گی۔بامقصد زندگی وہ ہے جو خلق خدا کی خدمت میں بسر ہو۔جو شرف انسانیت کی پاسداری کرتے گزرے' جو خالقِ کائنات کی تابع فرمان اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں جذبے کی فراوانی کے ساتھ گزاری جائے۔بے شک خداوند کریم نے اپنے ان بندوں کو ہی محبوب رکھا ہے جو اسکی مخلوق کو محبوب رکھتے ہیں۔اس بے ثبات زندگی کو ان لوازمات کے ساتھ بامقصد بنالو تو زمانہ آپ کا اسیر ہوگا' ورنہ تو بس ایسا ہی ہے کہ...

زندگی' تیرے تعاقب میں لوگ اتنا چلتے ہیں کہ مرجاتے ہیں

تو بھائی صاحب! چلتے چلتے مرجانے سے پہلے کچھ کر جایئے تاکہ اس جہانِ فانی میں بھی آپ کو یاد رکھا جائے اور جہانِ لافانی میں بھی آپ اپنے خالق کے محبوب بنیں رہیں۔

مجھے علامہ خادم رضوی سے کبھی کوئی خاص نسبت نہیں رہی' وہ میرے علاقے سبزہ زار کے قرب و جوار میں عرصہ دراز تک مقیم رہے اور دو سال قبل وہ سبزہ زار سکیم ڈی بلاک کے ایک گھر میں تحریک لبیک کا مرکزی دفتر منتقل کرنے کے بھی خواہش مند تھے مگر میری ان سے ملاقات کا سلسلہ کبھی نہ بن پایا۔ بس ایک خطیب اور مبلغ کی حیثیت سے ان کا نام سن رکھا تھا' ان سے کبھی ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو پایا۔حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ایک پولیس اہلکار ممتاز قادری نے شاتمہ رسول آسیہ بی بی کی حمایت اور جیل میں اس سے ملاقات کی پاداش میں اس وقت کے گورنر پنجاب سلمان

تاثیر کو انکے دورۂ اسلام آباد کے موقع پر سرکاری آتشیں اسلحہ سے برسٹ مار کر قتل کیا اور پھر خود کو گرفتاری کیلئے پیش کیا تو نبی آخرالزمان سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں میں حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کٹ مرنے کا ایک نیا جذبہ پیدا ہوگیا اور ممتاز قادری نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وارفتگی کی اس فضا میں ہیرو کا درجہ حاصل کرلیا۔ اسکی گرفتاری سے اسکی سزائے موت تک اس ارضِ وطن کی فضا اس پر گلاب کے پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتی رہی۔ لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس خواجہ محمد شریف نے اعلیٰ عدلیہ میں اسکی وکالت کا فریضہ نبھایا اور جید علماء کرام اسکے کیس کی سماعت مکمل ہونے تک عوام الناس کو سرور کائنات، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزیمت کا درس دیتے حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کا جذبہ اجاگر کرتے رہے۔ اسی دوران علامہ خادم رضوی کا نام بھی سامنے آیا۔ ممتاز قادری کو ملکی قوانین کے تحت پھانسی کی سزا ہوئی جو سپریم کورٹ تک برقرار رہی اور پھر وہ حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پھانسی کے پھندے پر جھول گیا تو اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی میت کا منظر دیدنی تھا۔ میل ہا میل لمبا جلوس اور جنازے میں لاکھوں افراد کی شمولیت، بے شک کسی بندے کے خدا کے محبوب ہونے کا اندازہ اسکے جنازے کے شرکاء کی تعداد سے لگایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ممتاز قادری خدا کی محبوبیت کے بلند درجے پر فائز تھا۔ اسکے بعد علامہ خادم رضوی حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی سیاسی فضاؤں پر بھی حاوی ہوگئے۔ بہت کہانیاں چلیں کہ وہ کسی کے مہرے کے طور پر منظر عام پر لائے گئے ہیں۔ انہوں نے تحریک لبیک یارسول اللہ تشکیل دی اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجوم انکے جلو میں آگیا۔ انکے ذریعے محاذ آرائی کی سیاست میں نئی ہلچل پیدا کرنیوالوں کے یقیناً اپنے مقاصد ہونگے مگر علامہ خادم رضوی شاتمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ببانگ دہل للکارنے اور حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرہ دینے والی مضبوط آواز بن گئے۔ اسی تناظر میں انکی تقاریر میں انکے جذبات کی وارفتگی گنبدِ خضریٰ کے نور کی کرنیں بکھیرتی نظر آتی تھی۔ اپنے جسم کی معذوری کو انہوں نے کبھی اپنی مجبوری نہ بننے دیا اور جہاں بھی حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کیلئے انہیں پکارا گیا، وہ ویل چیئر کے ساتھ وہاں موجود پائے گئے۔ 2018ء کے انتخابات کی مہم کے دوران وہ ملک کی مکدر ہوتی سیاسی فضا میں تیسری قوت کے طور پر ابھرتے نظر آئے اور سندھ میں صوبائی اسمبلی کی کچھ نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوگئے۔ چنانچہ ''دائیں، بائیں'' والی سیاست میں وہ

دائیں بازو کی سیاست کے ترجمان کی حیثیت سے ابھرنے لگے۔ پھر فیض آباد دھرنے نے انکی سیاسی قوت مزید تسلیم کرائی۔ وہ بلاشبہ کاخ امراء کے درو دیوار ہلانے والی عوامی طاقت کی علامت بن کر اقبال کے شاہین کے رتبۂ بلند پر سرفراز ہوتے نظر آرہے تھے۔

حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار اس عوامی طاقت کا عملی مظاہرہ انہوں نے فرانسیسی صدر میکرون کی گستاخانہ خاکوں کی سرپرستی کرنیوالی مکروہ حرکت کیخلاف شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں پروانوں کے ہمراہ اسلام آباد کی سڑکوں پر آکر کیا اور فضا ایسی بنی نظر آئی کہ وہ فرانسیسی سفارتخانہ کی جانب بس اشارہ کرتے تو محبانِ رسول اس ایک اشارے پر لبیک کہتے ہوئے سفارتخانہ کو روئی کے گالوں کی طرح دھنک کر اڑا دیتے۔ انہوں نے اس کیلئے حاکمان وقت کو اپنی بھرپور طاقت کا مظاہرہ کر کے بھی دکھا دیا اور امن عامہ میں خلل بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ مگر ایک معاہدے کے تحت حکومت کو پابند کر دیا کہ وہ دو ماہ کے اندر اندر فرانسیسی سفیر کو یہاں سے نکالنے اور اپنا سفیر فرانس سے واپس بلانے کا قطعی فیصلہ کرلے گی۔ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیخلاف شرارت پر آمادہ الحادی قوتوں کے ذہن ٹھکانے پر لگانے کیلئے ایسے ہی جذبات کی ضرورت ہے جس کا عملی مظاہرہ علامہ خادم حسین رضوی نے شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کی معیت میں اسلام آباد میں اقتدار کی راہداریوں میں کیا۔ اسکے ٹھیک دو روز بعد جبکہ حکومت انکے ساتھ طے پانے والے معاہدے سے منحرف ہو چکی تھی، علامہ خادم رضوی کا سانحۂ ارتحال ہر آنکھ کو نم اور ہر سوچ کو دکھی کر گیا اور پھر...

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جاں کی تو کوئی بات نہیں

چشم فلک نے دیکھا کہ انسانوں کا سمندر انکے آخری دیدار کو امڈ آیا تھا اور انکی نماز جنازہ کے وقت تو مینار پاکستان اور اسکے چاروں اطراف میل ہا میل تک تل دھرنے کو جگہ نہیں بچی تھی۔ بے شک رب کائنات اپنے کسی بندے کے محبوب ہونے کی خود گواہی دیتا ہے تو اسے علامہ خادم رضوی جیسی عزت افزائی سے سرفراز کرتا ہے۔ لبرل ازم والے برگشتہ لوگ انکے عظیم الشان جنازے کے حوالے سے بے شک اپنی آنکھیں بند اور دماغ ماؤف کئے رکھیں، وہ انسانوں کے اس سمندر کو جھٹلا سکتے ہیں نہ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کے بیدار ہوئے جذبے کو اپنی منشاء کے معانی نکال

بقیہ نمبر 3: صفحہ نمبر 120

شہید ناموس رسالت ﷺ کی للکار

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

ہمارے کئی دوست۔ جنازے میں شامل ہونے والوں کی تعداد گن رہے ہیں۔ کچھ دانشور پاکستانی قوم کے ثوابی پن اور جنازوں میں شرکت کی روش پر شاکی ہیں۔ دوستان محترم! بات کثرت یا قلت کی نہیں۔ سچ کے اظہار اور اسکی قدردانی کی ہے۔ مجھے ایام طالبعلمی میں انکے ساتھ کچھ ماہ گزارنے کا موقع ملا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خادم حسین رضوی نے خدمت دین اور ناموس رسالت ﷺ کے پرچم کو پوری قوت اور خلوص کے ساتھ تھاما۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم ہونے کا حق ادا کیا۔ اللہ پاک نے انکے نام اور کام کو ان کے مخالف اور موافق کو ان کا مداح بنادیا۔ کہتے ہیں۔ حق وہ ہوتا ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کرے۔ علامہ رضوی کی جہادی گن گرج نے تو بھارت میں صف ماتم بچھا رکھی ہے۔ اس "معذور شخص" کی بے باک شخصیت کی دھاک ترقی یافتہ مغرب کی منافقت پر بھی بیٹھ چکی ہے۔

جسمانی معذوری کے باوجود جس چابک دستی سے انہوں نے ناموس رسالت ﷺ پر پہرا دیا اور ہمت واستقامت سے چوکیداری کا فریضہ سرانجام دیا۔ کسی سے ادا نہ ہوسکا۔ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ چار سال پہلے ان کو یا تو کوئی جانتا نہ تھا۔ یا پھر چھوٹی سی مسجد کے امام کے طور پر لوگ انہیں بھی ایک مولوی سمجھتے تھے اور بس۔ میسر روایتی دینی علم کے ساتھ انہیں شاعر مشرق وارث عشق رومی قلندر لاہوری علامہ اقبال اور دور فتن میں عشق رسول ﷺ اور غیرت ایمانی کی دوسری بڑی علامت ہمہ گیر عالمی شخصیت امام احمد رضا محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار واشعار سے سرشاری مقدر میں ملی تھی۔ اس سرشاری سے لیس عشق وجنون کے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان میں آئے تو۔ بڑے بڑے شاہسواروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

انکے سرعت رفتار کی وجہ جو میری سمجھ میں آئی یہ ہے کہ میں نے انکے کسی جلسے اجتماع یا جلوس میں ان کا ذاتی نعرہ بلند ہوتے نہیں سنا انہیں اپنی ذات سے کوئی سروکار تھا ہی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ فنافی الرسول تھے۔ انہیں تاجدار ختم نبوت ﷺ کی محبت کا ایسا سرمدی نشہ چڑھا ہوا تھا کہ ہمیشہ

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعروں میں مدہوشی کو ہی اپنے قلب وباطن کی خوراک بنا رکھا۔انکی زبان اگر سخت تھی تو یہ بھی ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ساختگی اور بے باکانہ پن کی علامت تھی۔ مجھے خود انکے بعض کلپ سخت ناگوار گزرتے تھے۔مگر جب انکی زبان وبیان سے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم آپکے جلیل القدر صحابہ کے ایمان افروز تذکرے اور مجاہدین اسلام کے عزیمت بھرے واقعات سننے کو ملتے ہیں تو سب تلخیاں اس سرشاری میں فنا ہو جاتی ہیں۔میں نے ان کے ساتھ جامعہ نظامیہ میں گزرے تین دہائیاں قبل یادگار ایام کے تذکرے کی بقیہ قسط ابھی لکھنی تھی کہ جنازے کا روح پرور منظر دیکھنے کو ملا تو یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول کریم کی بارگاہ بڑی مہربان اور لجپال ہے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم واقعی کائنات کی عظیم قوت ہے جو اقوام سے لیکر افراد کو عظمتوں سے سرفراز کر دیتی ہے اللہ پاک اقبال کے اس قدسی شاہین اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبوں کو ہمارے بے جہت نوجوانوں کی دھڑکن بنا دے اور اس راست جذبے کے ہاتھوں ملک عزیز پاکستان اور دین کے دشمنوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائے۔

آخر میں تمام مذہبی اور سیاسی کارکنان وقائدین سے گزارش ہے کہ مرحوم علامہ خادم حسین رضوی کی روح اب اپنے خالق ومالک کے حضور پیش ہو چکی ہے۔انہیں ہمارے لجپال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بھی میسر آ چکی ہے۔وہ اپنا سرمایہ محبت پیش کر کے اللہ اور اس کے حبیب کی بارگاہ میں سرخرو ہو گئے ہیں مگران کی روح ہم سب سے بجا طور پر مطالبہ کرتی ہے کہ امت کے مفادات کی حفاظت ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سے مشروط ہے آؤ سب کلمہ گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اپنی اپنی شناختوں اور جماعتوں کو بحال رکھتے ہوئے۔اپنے عظیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر حرم کی پاسبانی کے لیے پرچم اسلام کے نیچے جمع ہو جائیں چھوٹے چھوٹے ذاتی اور جماعتی مفادات کی قربانی سے اگر ہماری جمعیت اُمت کے کام آ سکتی ہے تو اس سے ہمارا رب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے اور ان کی خوشی میں ہماری ابدی سعادتیں اور کامیابیاں پوشیدہ ہیں۔

عالم مغرب فرانس کے صدر کی غلیظ حرکت پر اگر اس کے ساتھ کھڑا ہونے میں عار نہیں سمجھتا تو اے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیو !اے اللہ کے بندو تم اکٹھے کیوں نہیں ہو رہے ایک قرآن کو ماننے اور ایک کعبہ کی طرف مڑ کر نماز پڑھنے والو یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ عالم کفر تمہارا ازلی دشمن ہے اسے تم

سے تمہارے دین سے اور تمہارے رسول معظم سے کبھی بھی ہمدردی نہیں ہوسکتی۔ وہ تمہیں منتشر اور کمزور دیکھنا چاہتا ہے تاکہ دنیا میں تمہیں نیست ونابود کر سکے تو کیا تم شیطان لعین اور عالم کفر کی اس ناپاک خواہش کو باہمی نفرتوں کے باعث پورا کرو گے یا اپنا وجود اللہ پاک کی آخری اُمت کے طور پر عزت وافتخار سے برقرار رکھو گے؟ کفر ہر دور میں تمہاری جڑ کاٹنے کے درپے رہا ہے مگر تمہارے رب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری عزت وناموس آج بھی عزیز ہے تم اس کی پسندیدہ اور آخری امت ہو۔ تم زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہو۔ یہ روح عصر کی پکار بھی ہے اور شہید ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم علامہ رضوی کی باطل شکن للکار کا ماحصل بھی اور یہی مشیت ایزدی بھی ہے سنو! اقبال کی الہامی آواز میں الوہی پیغام کو

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح وقلم تیرے ہیں

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

میرے بارے میں جو کوئی بات کہے گا وہ خود ذمہ دار ہے کہ حضرت بہت پہنچے ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔میرا دنیا، قبر وحشر میں صرف ایک ہی تعارف ہے، "میں کتا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا"

(آپ علیہ الرحمہ کی عاجزی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہوئی اور متفق علیہ عاشقِ رسول ٹھہرے)

علامہ رضوی، پاسبانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

فضل حسین اعوان

علامہ خادم حسین رضوی سے پہلی ملاقات جوہر ٹاؤن لاہور میں علامہ غلام عباس فیضی کے مدرسے و مسجد میں ہوئی۔ اس کا بھی ایک دلچسپ پس منظر ہے۔ خادم حسین رضوی کی کسی سے قربت کی وجہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی تھی۔ دس سال قبل کی بات ہوگی میں نے ایک کالم کے آخر میں یہ لکھا تھا ”حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہئے ان کا اقتدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاک پا کے صدقے ہے۔“ مولانا کے بقول انہوں نے اس فقرے پر اپنے معتمد غلام عباس فیضی کو مجھ سے رابطے کیلئے کہا۔ پھر ان کے فون آنے لگے، میں بھی فون کر لیتا۔ ایک کالم میں واقعہ تحریر کیا کہ کس طرح ایک کتا بھرے دربار میں ایک عیسائی راہب پر جھپٹ پڑا تھا جب وہ ناموس رسالت میں گستاخی کر رہا تھا۔ علامہ خادم کے فون پر اس کا حوالہ پوچھنے پر میں نے بتا دیا۔

غلام عباس فیضی ربیع الاول ماہ کے آخری اتوار کو مدرسے میں فارغ التحصیل بچوں کی دستار بندی کراتے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی اس تقریب میں دعوت دی۔ عشاء کے بعد یہ تقریب ہوتی ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کو خطیب کی داتا دربار کے قریب کی مسجد میں خطابت کے باعث کہا جاتا ہے۔ اپنے مسلک کے لوگوں میں وہ شہرت رکھتے تھے۔ عالمی سطح پر شہرت نومبر 2017ء کے فیض آباد دھرنے کے باعث ملی۔

عشاء کے وقت میں بروقت مسجد پہنچ گیا۔ مسجد بھر چکی تھی۔ لوگ انکی آمد کے مشتاق تھے۔ مجھے دیگر مہمانوں کے ساتھ محراب و منبر کے سامنے دیگر مہمانوں کے ساتھ بٹھا دیا گیا، میرے بغیر سب جبہ و دستار والے حضرات تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر میں علامہ صاحب کی آمد پر مسجد لبیک یا رسول اللہ کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ان کو وہیل چیئر پر لایا جا رہا تھا۔ وہیل چیئر ہی ان کیلئے منبر تھی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ چلنے پھرنے سے قاصر اور وہیل چیئر انکی ضرورت ہے۔ شرکاء کا شوق و ذوق دیدنی تھا۔ ان دنوں ممتاز قادری کا کیس چل رہا تھا انکے حق میں نعرے بازی ہو رہی تھی۔ مہمانوں کے ہجوم میں بھی انہوں نے مجھے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا۔ انکی تقریر کا ہمیشہ ایک ہی موضوع رہا، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم!۔ اپنے خطاب میں انہوں نے میری طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا، گستاخ راہب کی گردن کاٹنے کا واقعہ انہوں نے اپنے کالم میں بیان کیا اور میں نے وہ کتاب منگوالی جس میں واقعہ درج ہے۔ کتاب عربی میں تھی جو انہیں پشاور سے دستیاب ہوسکی۔

وہ ایک دوروز قبل کا واقعہ سنا رہے تھے کہ کسی کی تعزیت کیلئے گئے تو سامنے سے انکو دیکھ کر جسٹس خواجہ شریف چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ اپنی طرف آتے نظر آئے۔ میں نے کہا "کرسی موڑا او منڈیا، ایس نے ممتاز قادری دی ضمانت نئیں کتی"، ریٹائرمنٹ کے بعد خواجہ شریف نے ممتاز قادری کے وکالت کی تھی۔ علامہ کے خطاب کے بعد دستار بندی ہوئی۔ شرکاء وہیں کھانے کیلئے بیٹھ گئے۔ مسجد و مدرسے کے داخلے کے ساتھ ہی چھوٹی سی لائبریری ہے جس میں چھ کرسیاں رکھی ہیں۔ رضوی صاحب کو وہاں کھانا کھلایا جاتا۔ مجھے بھی وہیں انکے ساتھ لے جایا گیا۔ وہ میری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ تعارف میں انہوں نے بتایا کہ وہ بھی اعوان ہیں اور چکوال سے تعلق ہے۔ "اور پھر یہ رضوی؟" میرے استفسار پر ان کا کہنا تھا یہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے، احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی نسبت ہے۔ غلام عباس فیضی کے مدرسے میں پھر کئی سال تک ان سے ملاقات ہوتی رہی آخری ملاقات 2017ء میں انکے فیض آباد میں دھرنے کے بعد آنے والے ماہ ربیع الاول کے آخری اتوار کو وہیں پر ہوئی۔ اس دھرنے نے علامہ کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ انکی مصروفیات بڑھ گئیں۔ فون بھی انکے اسسٹنٹ آصف کے پاس ہوتا۔ موت سے زندگی کی طرف کتاب کیلئے علامہ نے دو واقعات کا ذکر کیا تھا۔ بقول علامہ رضوی "میں لاہور سے اپنے گاؤں جاتا تو صبح فجر کی اذان کے ساتھ کھیتوں میں اپنے کنویں پر چلا جاتا۔ جہاں کنواں چلا کر اسکے پانی سے وضو کر کے نماز ادا کرتا۔

1995ء کی ایک صبح بھی حسب معمول میں نے کنواں تیزی سے چلایا اور اس سے بھی زیادہ تیزی سے برتن میں پانی ڈالنے کیلئے لپکا۔ برتن اٹھایا اسے پانی سے بھرنے کیلئے کنویں کے تھوڑے سے حصے کے اوپر چھلانگ لگا دی مگر توازن بگڑ گیا اور دوسری طرف نہ پہنچ سکا۔ کنویں میں گرتے ہوئے بے ساختہ زبان سے اللہ اکبر نکلا۔ اسکے ساتھ ہی ایسا محسوس ہوا، کسی نے پکڑ کر 'سوتالڑ' پر بٹھا دیا ہے۔ سوتالڑ ماہل کو متوازن رکھنے کیلئے شہتیر کی طرح لکڑی لگائی جاتی ہے جو کنویں کے کنارے سے چند فٹ نیچے ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں، اللہ نے دین کیلئے ناچیز سے کام لینا تھا اس لئے محفوظ رکھا۔ اسکے بعد 2009ء میں صبح کے وقت تلہ گنگ سے لاہور جا رہا تھا۔ ایک سی این جی سٹیشن

سے گیس بھروائی، مسجد میں نماز ادا کی نوافل پڑھنے لگا تھا کہ سوچا گاڑی میں نفل ادا کرلوں گا۔گاڑی میں بیٹھا۔تھوڑی دیر بعد موڑ آیا تو مڑنے کی بجائے گاڑی سیدھی جارہی تھی۔ڈرائیور سو گیا تھا۔ میں نے کہا کیا کررہے ہو، ساتھ ہی گاڑی سڑک سے نیچے آگری۔میں نے اس دوران ان لمحات کو آخری سمجھ کر تین مرتبہ کلمہ پڑھ لیا۔اسی حادثے میں ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی جس کا کئی سال سے علاج جاری ہے۔اس حادثے میں ڈرائیور اور کار کو خراش تک نہیں آئی"۔اس واقعہ میں وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔یہ دیندار لوگ ہیں ہماری اور انکی زندگیوں میں بہت فرق ہے۔

2017ء اور چند روز قبل کے دھرنوں میں وہ اپنے بیٹوں کو بھی لے گئے تھے۔جس کا تذکرہ انہوں نے اپنی زندگی کی آخری تقریر میں بھی کیا۔وہ ہاتھ سے برائی روکنے کے ایمان کے درجے پر فائز تھے۔غلام عباس فیضی کے حکومت کے ساتھ ہونے والے گزشتہ ہفتے کے معاہدے پر دستخط ہیں وہ بھی اپنے بیٹے سمیت دونوں دھرنوں میں شامل ہوئے۔ہم لاہور سے ایک بڑے سٹور سے ہر ماہ خریداری کرتے ہیں۔معلوم ہوا کہ وہ فرنچ فرنچائز ہے تو اس کا بائیکاٹ کردیا وہاں خریداری کیلئے نہیں گئے۔یہ ہم دنیاداروں کی طرف سے شاید ایمان کا آخری درجہ ہے۔آج ان کا جنازہ ہے۔اللہ تعالیٰ پاسبانِ ختم نبوت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔انکے چاہنے والوں کو صبرِ جمیل عطا کرے اور انکی سیاست کا علم بلند رکھنے والوں کو انتشار سے بچائے۔

☆...☆...☆

عظمت موت کے دروازے پر

آغا مشہود شورش

عزت، شجاعت، بے خوفی، بے نیازی اور ہر سانس میں چلتا اور ہر خون کے قطرے میں دوڑتا عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کی صورت اختیار کرتا ہے تو وہ تھے حضرت علامہ خادم حسین رضوی، یوں تو وہ شیخ الحدیث بھی تھے اور مفسر قرآن لیکن جس قرآن کو انہوں نے اپنی ذات کا محور اور اپنی بخشش کی سند قرار دیا ہوا تھا وہ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہی تو تھا جس نے حضرت علامہ رضوی کو ہمت وطاقت کی ان بلندیوں پر پہنچا دیا تھا کہ بقول شاعر۔۔۔۔

؎ پاؤں کی ٹھوکر پہ رکھتا ہوں جلال خسرواں میرے آقا میرے مولا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ختم نبوت کی فوج کا وہ سپہ سالا تھا جس میں مسیلمہ کذاب جیسے منکروں سے لڑنے اور مر مٹنے کا بانکپن موجود تھا۔ وہ صدیق کی وفا، فاروق کا جذبہ، عثمان کی حیا اور علی کی شجاعت (رضی اللہ عنہم) کا پرچم اٹھائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں پر اس طرح ٹوٹتا تھا کہ جیسے بقول شاعر۔۔۔

؎ اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

علامہ صاحب کی ذات کا سب سے بڑا کمال اور وصف یہی تھا کہ انہوں نے ختم نبوت کی حرمت اور آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی پاسبانی اور نگہبانی اس طرح کی کہ جس کی نظیر اس دور میں ملنا بہت مشکل ہے۔ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بادشاہوں، حکمرانوں، فرمانرواؤں، مادر پدر آزاد، باؤلے جانوروں، پڑھے لکھے جاہلوں کے مزاجوں کو درست اور ٹھکانے لگانے کے لیے اتنا جری اور بے خوف بنا دیا تھا کہ وہ واقعی اپنے علمی مرشد جنہیں وہ پیار سے قلندر لاہوری کہا کرتے تھے کے اس شعر کی زندہ مثال تھے۔۔۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

مجھے اس مضمون میں ان کی علمی عظمت، دینی خدمت یا روحانی کرامت کا ذکر نہیں کرنا، حقیقت میں وہ ان تمام معاملات سے بہت آگے جا چکے تھے، وہ اس ذات مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق جوڑ چکے

تھے جس کے لیے تمام جہانوں کو پیدا کیا ہے بقول مولانا ظفر علی خان...

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی ہو

میں اپنے پورے ایمان سے کہہ رہا ہوں کہ حضرت علامہ خادم حسین رضوی اس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ کے اس شعر کی عملی تصویر بنے بیٹھے ہیں

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

اور نہ جانے کیوں مجھے حضرت علامہ خادم حسین رضوی اس قوم کو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے ان الفاظ کو دہراتے ہوئے نظر بھی آتے ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا

"کسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیا کرے"

امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا: "امت مسلمہ اس کا بدلہ لے"

پھر پوچھا: اگر وہ ایسا نہ کرتے تو پھر؟ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے تاریخی جملہ ادا کیا جو یاد کرلو: "پھر امت کو چاہیے وہ مرجائے، اس کو جینے کا کوئی حق نہیں۔

☆---☆---☆

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ
وعلی الک واصحبک یاسیدی یا حبیب اللہ

(نوائے وقت۔۔۔۲۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم حسین رضوی انتقال کر گئے

لاہور (خصوصی نامہ نگار) تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے، انکی عمر 54 برس تھی۔ نماز جنازہ کل 11 بجے دن مینار پاکستان گراؤنڈ میں ادا کی جائے گی۔ وہ طویل عرصے سے علیل تھے۔ مولانا خادم حسین رضوی اٹک سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے قران پاک حفظ کیا ہوا تھا۔ انہیں عربی اور اردو کے علاوہ فارسی زبان پر بھی عبور تھا۔ علامہ خادم حسین رضوی 22 جون 1966ء کو ضلع اٹک کے علاقہ نکہ توت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حاجی لعل خان تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم جہلم و دینہ سے حاصل کی۔ جس کے بعد انہوں نے درس نظامی جامعہ نظامیہ لاہور سے مکمل کیا۔

آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ، وزیراعظم عمران خان نے اہلخانہ سے تعزیت کی ہے۔ وزیراعظم نے ٹویٹ میں کہا کہ مولانا خادم حسین رضوی کے انتقال پر ان کے اہلخانہ سے تعزیت کرتا ہوں۔ دریں اثناء وزیراعلیٰ پنجاب عثمان بزدار نے بھی انتقال پر اظہار افسوس کیا ہے۔ چودھری شجاعت' چودھری پرویز الٰہی' مونس الٰہی' سینیٹر کامل علی آغا نے خادم حسین رضوی کے انتقال پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ خادم حسین رضوی ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ان کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مسلم لیگی قائدین نے دعا کی کہ اللہ عزوجل خادم حسین رضوی کے درجات بلند فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا فرمائے اور ان کے لواحقین و معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

فیملی ذرائع نے تصدیق کی کہ خادم حسین رضوی کو گزشتہ چند روز سے بخار تھا اور وہ انتقال کر گئے ہیں۔ علامہ اشرف آصف جلالی نے بھی انتقال کی تصدیق کی۔ خیال رہے کہ خادم حسین رضوی نے گزشتہ دنوں فیض آباد میں ہونے والے ٹی ایل پی کے گستاخانہ خاکوں کیخلاف مظاہرے' دھرنے کی بھی قیادت کی تھی اور اسی دوران انہیں بخار ہوا تھا۔ طبیعت بگڑنے پر خادم حسین رضوی کو شیخ زید ہسپتال لے جایا گیا' جہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ شیخ زید ہسپتال انتظامیہ کا کہنا ہے خادم حسین رضوی کو رات پونے 9 بجے کے قریب ہسپتال لایا گیا۔ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی وہ انتقال کر چکے تھے۔

خادم حسین رضوی کی موت کی تصدیق کیلئے ای سی جی بھی کی گئی۔خادم ۔رضوی کے ساتھ ہسپتال آنے والوں نے ان کی بیماری کی ہسٹری نہیں بتائی۔خادم حسین رضوی کی میت ہسپتال سے ان کے گھر گرینڈ بیٹری شاپ ملتان روڈ منتقل کردی گئی۔جبکہ گھر کے باہر بڑی تعداد میں ٹی ایل پی کے کارکن اوران کے عقیدت مند جمع ہو گئے ہیں۔

خادم حسین رضوی کا تعلق ضلع اٹک سے تھا۔خادم حسین رضوی نے جہلم و دینہ کے مدارس دینیہ سے حفظ وتجوید کی تعلیم حاصل کی اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے درس نظامی کی تکمیل کی۔پاکستان علماء کونسل کے سربراہ علامہ طاہر محمود اشرفی نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پرتعزیت کرتے ہوئے اسے سانحہ قرار دیا ہے۔تحریک انصاف کے رہنما سینیٹر فیصل جاوید نے ٹویٹ کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ خادم حسین رضوی کو جنت میں جگہ عطا فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے ان کے اہلخانہ اور عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)۔پیر افضل قادری نے کہا جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔آپ کی خدمات جلیلہ ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔اللہ کریم آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام، صاحبزادگان ودیگر اہلخانہ اور تمام ساتھیوں وعقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔پیر اعجاز اشرفی، قاری زوار بہادر، حامد رضا، علامہ طاہر القادری نے بھی افسوس کا اظہار کیا ہے۔راغب حسین نعیمی، مولانا فضل الرحمٰن نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا خادم حسین رضوی کا انتقال بڑا نقصان ہے۔اہلخانہ اور متعلقین کے غم میں برابر کا شریک ہیں۔وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی، امیر جماعت اسلامی سراج الحق اور گورنر خیبر پی کے شاہ فرمان نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر اظہار افسوس کیا ہے۔

خاندانی ذرائع نے بتایا وہ گزشتہ چندروز سے بخار میں مبتلا تھے۔تیز بخار اور سانس اکھڑنے کی وجہ سے انہیں شیخ زید ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں انہیں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ہر کسی نے کلمہ پڑھنا شروع کردیا۔علامہ کوفوری طور پر شیخ زید ہسپتال دوبارہ لیجایا گیا لیکن ڈاکٹروں نے انکی موت کی تصدیق کردی۔وہ جامع مسجد رحمۃ للعالمین میں رہائش پذیر تھے۔انکے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو بیٹے، چار بیٹیاں شامل ہیں۔بڑا بیٹا محمد سعد رضوی عمر 22 سال نائب ناظم تحریک لبیک ہے اور تنظیمی معاملات کو سنبھالتے ہیں، چھوٹا بیٹا محمد انس رضوی عمر 18 سال درس نظامی میں زیر تعلیم ہیں۔

☆---☆---☆

(نوائے وقت۔۔۔۲۱ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم رضوی کی نماز جنازہ آج

مینار پاکستان گراؤنڈ میں ادا کی جائیگی

لاہور (خصوصی نامہ نگار/نمائندہ خصوصی) تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ مولانا خادم حسین رضوی کو آج دن گیارہ بجے مینار پاکستان گراؤنڈ میں نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کیا جائے گا۔ نماز جنازہ اور تدفین کے تمام تر انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ تحریک لبیک کے ذمہ داران کے مطابق میت سبزہ زار سے بذریعہ ہیلی کاپٹر مینار پاکستان گراؤنڈ لے جائی جائے گی جہاں 11 بجے ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ تدفین ملتان روڈ پر ان کی مسجد رحمۃ للعالمین کے ساتھ واقع مدرسے سے ملحقہ جگہ پر کی جائے گی۔ گزشتہ روز تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ مولانا خادم حسین رضوی کی تحریک کے رکن اور ان کے عقیدت مند انتقال کی خبر سنتے ہی ملک بھر سے مدرسہ رحمۃ للعالمین ملتان روڈ پہنچ گئے جس کی وجہ سے پولیس نے چوک یتیم خانہ کوئی کلومیٹر دور تک عام ٹریفک کے لئے بند کر دیا۔ جبکہ کارکنان کئی کلومیٹر کا سفر پیدل طے کر کے مدرسہ رحمۃ للعالمین پہنچے۔ گذشتہ روز مولانا کی میت دیدار کے لئے رکھی گئی تو ہزاروں کارکنوں کی آخری دیدار کے لئے طویل قطاریں بن گئیں۔ پولیس نے تحریک لبیک پاکستان کے کارکنان اور مذہبی شخصیات کی آمد کے باعث دوسرے روز بھی سکیورٹی کے سخت انتظامات اور درجہ وار سکیورٹی حصار قائم کیے ہوئے ہیں۔ پولیس ذرائع کے مطابق جنازے کے لیے سکیورٹی انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں۔ پولیس کے 50 ریزرو دستے، 26 ایس ایچ او 13 ڈی ایس پیز اور ایس پیز سمیت بڑی تعداد میں پولیس تعینات ہوگی۔ تحریک دعوت حق پاکستان کے امیر علامہ محمد اصغر نورانی کی اپیل پر ممتاز عالم دین و محافظ عقیدہ ختم نبوت علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر تین روزہ سوگ کا اعلان کیا گیا ہے۔ جمعہ کے اجتماعات میں علامہ خادم حسین رضوی کی مغفرت، ان کے درجات کی بلندی کیلئے دعائیں کی گئیں۔ وزیر اعلی پنجاب کی معاون خصوصی برائے اطلاعات فردوس عاشق اعوان نے تحریک لبیک کے سربراہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کے ساتھ لواحقین سے دلی ہمدردی و اظہار تعزیت کیا ہے۔ جے یو آئی کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا

محمد امجد خان، محمد اسلم غوری، حاجی شمس الرحمٰن شمسی، مفتی ابرار احمد، عبدالرزاق عابد لاکھو اور صوبائی رہنماؤں نے بھی دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ خادم حسین رضوی ختم نبوت اور ناموس رسالت پر ایک گونجتی آواز تھے۔ علاوہ ازیں وزیر ہاؤسنگ پنجاب میاں محمود الرشید نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

تحریک دعوت توحید کے مرکزی قائد میاں محمد جمیل نے تحفظ ناموس رسالت کیلئے خدمات پر علامہ خادم حسین رضوی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی وفات کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمود نے مولانا خادم حسین رضوی کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا خادم حسین رضوی تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے محاذ پر ایک پرجوش اور توانا آواز تھے۔ وہ ایک بیباک ونڈر عالم دین تھے۔ سربراہ پاکستان سنی تحریک ثروت اعجاز قادری نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال کو اہلسنت کے لئے عظیم سانحہ قرار دیا۔ دریں اثناء حافظ شاہد حسین صوبائی صدر پاکستان سنی تحریک پنجاب نے کہا ہے ان جیسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ کل مسالک علماء بورڈ کے چیئرمین مولانا محمد عاصم مخدوم نے ممتاز عالم دین علامہ خادم حسین رضوی کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما پیر سید محمد محفوظ مشہدی نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی موت کو اہل سنت کا عظیم نقصان قرار دیا ہے۔ دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کے ناظم اعلیٰ علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب میں کہا ہے کہ علامہ خادم حسین رضوی کی وفات دینی حلقوں کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی دینی اور علمی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جامعہ نعیمیہ کے اساتذہ وطلبہ، انتظامیہ اور نعیمین ایسوسی ایشن کے ذمہ داران، کارکنان مولانا خادم حسین رضوی کے اہل خانہ اور چاہنے والوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ صدر نیشنل مشائخ کونسل وسجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی خواجہ غلام قطب الدین

فریدی، مولانا فضل الرحمٰن اوکاڑوی اور صاحبزادہ عثمان علی جلالی، صاحبزادہ غلام نصیر الدین چراغ ودیگر نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اہل علم ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگئے۔ دریں اثناء مشائخ نے پیر عبدالمنان آف بھرچونڈی شریف اور پیر سیف اللہ خالد گیلانی کے انتقال پر بھی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ سربراہ تنظیم غوثیہ مہتمم جامعہ فاضل شاہی حکیم مولانا محمد منشاء چشتی نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا ہے۔ لاہور سے آن لائن کے مطابق وفاقی وزیر ریلوے شیخ رشید احمد نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا خادم حسین رضوی کی اچانک وفات پر بہت دکھ ہوا۔ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ دوسری طرف علامہ خادم حسین رضوی کا اپنی موت سے متعلق ایک بیان سوشل میڈیا پر وائرل ہوگیا۔ ویڈیو میں خادم حسین رضوی نے کہا کہ ایک دن اعلان ہوگا کہ مولوی خادم مر گیا، تو دو ہی باتیں ہیں یا تو لوگ کہیں گے یہ اچھا بندہ تھا یا یہ برا بندہ تھا، درمیان میں تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ آپ کہہ دیں گے کہ ٹھیک تھا مگر بہت سخت تھا۔ بچو آج ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، بعد میں میرے جیسا بھی نہیں ملے گا۔



درود ابراھیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی ابرَاھِیمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِید۔ اَللّٰھُمَّ بَارِک عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِید

نوائے وقت۔۔۔۲۳نومبر۲۰۲۰ء۔۔۔سرراہے

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی جنازہ

لاکھوں افراد شریک ہوئے

بے شک جو لوگ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت اور ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں، عوام کے دلوں میں ان کی محبت خود بخود بحکم الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ مولانا خادم حسین رضوی بھی ایک سچے عاشق رسول تھے جنہوں نے ختم نبوت، عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیت و اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی حرمت و عظمت کیلئے ساری زندگی بسر کی۔ ان کے جوش خطابت کے باوجود ان کا بیان سادہ اور آسان ہوتا تھا۔ ان کی تلخ نوائی اقبال کے بقول

؎ ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم — رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عکاس تھی۔ ان کی وفات کی خبر سن کر ملک بھر سے ان کے لاکھوں چاہنے والے ان کے جنازے میں شرکت کیلئے لاہور آئے اور ملکی تاریخ کے بڑے بڑے اجتماعات میں ایک اور ریکارڈ اجتماع کا اضافہ ہوا جو اس بات کا گواہ ہے کہ مسلمانان عالم اور خاص طور پر پاکستانی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی مشن علامہ صاحب مرحوم کا تھا جو انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کے تاریخی جنازے سے ان سیکولر اور لادین نظریات رکھنے والے نام نہاد لبرلز پر لرزہ طاری ہے۔ انہیں بھی علم ہو گیا ہے کہ اس ملک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے پر امن ضرور ہیں، کمزور نہیں، وہ ہر بے دینی طاقت اور قوت کی راہ روکنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ دعا ہے اللہ کریم مرحوم خادم حسین رضوی کی قبر کو نور سے بھر دے اور انہیں شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ (آمین)

ادارہ نوائے وقت لاکھوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرحوم کے اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ کریم انہیں بھی صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

(نوائے وقت ۔۔۔ ۲۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم رضوی کی وفات عظیم نقصان

مختلف شخصیات کا خراج عقیدت

لاہور، گوجرانوالہ (خصوصی نامہ نگار، سٹاف رپورٹر، نمائندہ خصوصی) تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی لاہور میاں ذکراللہ مجاہد نے کہا ہے کہ مرحوم علامہ محمد اقبال سے بھی گہری عقیدت اور وابستگی رکھتے تھے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی زندگی حرمت رسول ﷺ کے تحفظ اور غلبہ دین کی جدوجہد میں گزری جو بڑے اعزاز کی بات ہے۔ جماعت اسلامی کی پوری قیادت مرحوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ اس موقع پر رہنما جماعت اسلامی میاں مقصود احمد، صدر جے آئی یوتھ لاہور صہیب شریف سمیت دیگر رہنما بھی موجود تھے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی، نائب مہتمم مولانا قاری ارشد عبید، مولانا احمد حسن اشرفی، حافظ اسعد عبید، حافظ اجود عبید، مولانا حافظ زبیر حسن، حافظ خالد حسن، پروفیسر مولانا یوسف خان، مولانا محمد اکرم کاشمیری، مولانا فہیم الحسن تھانوی اور مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی نے تحریک لبیک کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ علامہ خادم حسین رضوی کی تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے خدمات ناقابل فراموش ہیں ان کی وفات سے ملک ایک عاشق رسول ﷺ سے محروم ہو گیا جامعہ اشرفیہ لاہور میں مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی نے علامہ خادم حسین رضوی کے لیے مغفرت کی دعا کرائی۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ، مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، نائب امیر مولانا حافظ ملک عبدالصمد، مولانا عبدالروف مکی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، معاون خصوصی امیر مرکزیہ مولانا محمد بن سعید، مولانا قاری محمد طیب عباسی، مولانا امداداللہ قاسمی، مولانا قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا قاری محمد رفیق وجھوی اور مولانا غلام یاسین صدیقی نے تحریک لبیک کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی کی اچانک وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے زندگی کی آخری سانس تک ختم نبوت کے محاذ پر پہرہ دیا۔ پیر محمد افضل قادری نے کہا علامہ خادم حسین رضوی کی وفات سے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ جتنا

بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ گوجرانوالہ سے نمائندہ خصوصی کے مطابق تحریک لبیک کے مرکزی چیئر مین علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر سنی اتحاد کونسل کے مرکزی چیئر مین صاحبزادہ حامد رضا، پیر سید محمد علی حسنین شاہ بخاری، پیر سید علی سجاد حیدر شاہ بخاری، مولانا محمد اکبر نقشبندی، الحاج سرفراز احمد تارڑ، مفتی غلام نبی جماعتی، صاحبزادہ محمد نعمان صدیقی، ودیگر نے اظہار تعزیت اور ان کی بلندی درجات کیلئے دعا کی ہے۔ لاہور سے سٹاف رپورٹر کے مطابق حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری دربار کمیٹی کے سابق چیئر مین سیٹھ اختر سعید چشتی اور پی ٹی آئی آزاد کشمیر لاہور کے صدر فاروق آزاد نے کہا ہے کہ علامہ خادم حسین رضوی جرات اور بہادری کا نام تھا۔ اپنے ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک بڑے عالم دین اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوگیا۔

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

جیل میں جب مجھ سے ملنے آئے اور معاملات طے کرنے چاہے تو میرا یہی جواب تھا۔۔۔ مر ہی جاؤں جو اس در سے جاؤں دو قدم“۔

ہمارے بارے میں یہ سوچنا بھی نہ کہ ہم سودا بازی کرینگے۔ اگر سودا بازی کرتے تو 6 ماہ جیل میں کیوں رہتا؟

ہم پہ سودا بازی کا الزام، فیض آباد دھرنے پر بھی لگا تو بتاؤ تمام تر تحقیقات کے باوجود وہ پیسہ لینا ثابت ہوا۔ ثابت تو تب ہو جب لیا ہوا۔ کوئی کلپ دکھاؤ دو کوئی آڈیو سنا دو۔ نہیں ثابت کر سکتے۔ ہم نے کبھی سودا بازی نہیں کی لہذا ذہن سے تمام تر شک وشبہات کو نکال دینا چاہیے۔

(نوائے وقت۔۔۔۲۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم رضوی قلیل عرصہ میں شہرت یافتہ شخصیت بن گئے

لاہور (سید عدنان فاروق) تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی قلیل عرصہ میں بین الاقوامی شہرت کی شخصیت بن گئے۔ ان کے جوش خطابت اور عشق مصطفےٰ ﷺ میں سخت موقف کے باعث انہیں دینی حلقوں میں منفرد حیثیت حاصل ہوئی۔ تاہم 2011ء میں غازی ممتاز قادری کی گرفتاری کے نتیجہ میں شروع ہونے والی تحریک سے ان کی عوامی سطح پر مقبولیت کا آغاز ہوا اور فیض آباد دھرنے کی وجہ سے دنیا میں پہچان پائی اور بین الاقوامی میڈیا کی زینت بھی بنے۔ علامہ خادم حسین رضوی محکمہ اوقاف میں نائب خطیب بھی رہے اور لاہور کی پیر مکی مسجد میں امام وخطیب کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ جبکہ جامعہ نظامیہ لاہور میں مدرس تھے۔ تحفظ ناموس رسالت کے پلیٹ فارم سے معروف دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ کے شہید ناظم اعلیٰ مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی قیادت میں ڈنمارک میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کرتے دکھائی دیئے۔ ممتاز حسین قادری کی حراست پر رہائی کے لئے تین علماء کرام نے تحریک رہائی ممتاز حسین قادری کے نام سے تحریک چلائی۔ ان تین علماء کرام میں علامہ خادم حسین رضوی، پیر افضل قادری اور ڈاکٹر اشرف آصف جلالی تھے۔

ممتاز حسین قادری کے چہلم پر تحریک رہائی ممتاز حسین قادری تبدیل ہوکر تحریک لبیک یارسول اللہ ہوگئی۔ کچھ مہینے اکٹھے چلنے کے بعد علامہ خادم حسین رضوی، پیر افضل قادری اور ڈاکٹر اشرف آصف جلالی میں تحفظ ناموس رسالت کی تحریک کے متعلق فیصلوں کے معلامات پر اختلافات پیدا ہوگئے۔ ان اختلافات کی وجہ سے علامہ خادم حسین رضوی اور پیر افضل قادری ایک ہوگئے۔ جبکہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی نے اپنی الگ سے جدوجہد جاری رکھی۔

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

(نوائے وقت۔۔۔۲۳نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم رضوی کی رسم قل، ہزاروں افراد کی شرکت، لبیک یارسول اللہ کے نعرے

لاہور (خصوصی نامہ نگار) تحریک لبیک پاکستان کے امیر مرحوم علامہ خادم حسین رضوی کے ایصال ثواب کے لیے حضرت علی بن عثمان الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں قرآن خوانی وختم قل شریف کا اجتماع منعقد ہوا جس میں جید علماء کرام، عقیدت مندوں اور مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اجتماع میں اندرون وبیرون ملک سے عقیدت مند بھی شریک ہوئے۔ اجتماع میں "لبیک لبیک یارسول اللہ" "تاجدار ختم نبوت زندہ باد زندہ باد" کے نعرے لگائے گئے۔ چیئرمین رویت ہلال کمیٹی وتنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے صدر مفتی منیب الرحمٰن، علامہ خادم حسین رضوی کے استاد شیخ الحدیث علامہ عبدالستار سعیدی، علامہ خادم حسین رضوی کے صاحبزادے حافظ سعد حسین رضوی، حافظ انس حسین رضوی، علامہ فاروق الحسن قادری، رکن سندھ اسمبلی مفتی قاسم فخری، رکن شوری امیر کراچی مفتی علامہ رضی حسینی، امیر کشمیر عبدالغفور سمیت دیگر جید علماء کرام نے شرکت کر کے خطابات کئے۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مرحوم علامہ خادم حسین رضوی کے صاحبزادے مرکزی امیر تحریک لبیک پاکستان حافظ سعد حسین رضوی نے کہا کہ جہاں کارکنوں کا پسینہ گرے گا وہاں رہنماؤں کا خون گرے گا۔ ختم نبوت کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے سینوں پر لیں گے۔ ناموس رسالت کی پہرہ داری کریں گے۔ زبان کٹوا سکتے ہیں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سودا نہیں کر سکتے۔ قائد کے پیغام پر کاربند رہیں گے۔

مفتی منیب الرحمٰن نے کہا کہ گواہی دیتا ہوں محافظِ ختم نبوت نے زندگی کی آخری سانس تک وفا کی، میں نے اپنی شعوری زندگی میں حسینیت کے نعرے لگانے والے دیکھے، تجوری بھرنے والے دیکھے لیکن میں شہادت دیتا ہوں خادم حسین رضوی کو دیکھا جس نے نوجوان نسل کو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈال دیا۔ علامہ خادم حسین رضوی نے جو عشق کے شعلے جلائے ہیں وہ ان لوگوں کو بہا کر لے

جائیں گے جو علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر خوش فہمی پر مبتلا ہیں، وہ ہاتھ ٹوٹ جائیں گے۔ خادم حسین رضوی کا چمن کھلا رہے گا۔ خادم حسین رضوی کی طرح ناموس رسالت پر پہرہ دیتے ہوئے مریں گے۔

علامہ عبدالستار سعیدی نے کہا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے سائے تلے یہ اجتماع مثالی ہے، جنازہ سچا عاشق رسول ہونے کی دلیل ہے، اللہ تعالی نے حضرت علامہ خادم حسین رضوی سے کام لینا تھا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ سے ہزاروں علماء پیدا ہوئے ان میں کوئی خادم حسین رضوی پیدا نہیں ہوا۔ مجھے جن شاگردوں پر فخر ہیں ان اول میں علامہ خادم حسین رضوی ہیں۔ حافظ سعد حسین رضوی کی پیدائش پر علامہ خادم حسین رضوی نے ناموں پر رائے لی تو میں نے سعد نام رکھنے کا کہا مجھے معلوم نہیں تھا عظیم باپ کے بیٹے کو اتنی بڑی وراثت ملے گی۔ اب اس کو سنبھالنا تحریک لبیک کی ذمہ داری ہے۔ سید ظہیر الحسن بخاری نے کہا کہ ہم شعلوں پر چلنے والے ہیں، نہیں ڈرتے چند انگاروں سے، پارلیمنٹ میں بھی لبیک لبیک یارسول اللہ گونجے گا، آخری سانس تک امیر مجاہد کے مشن کے ساتھ رہیں گے۔ ہماری سب سے بڑی سعادت ہے کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر موت آجائے۔ امیر پختونخواہ شفیق امینی نے کہا کہ اپنی زندگی میں ایسا متقی پرہیزگار نہیں دیکھا۔ علامہ فاروق الحسن قادری نے کہا کہ علامہ خادم حسین کے جانے سے کسی گستاخ کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ہمارا مشن کمزور ہوا ہے۔ مفتی علامہ رضا حسینی نے کہا کہ شوری نے اہلیت دیکھ کر جانشین مقرر کیا۔ علامہ صاحبزادہ عبدالمصطفےٰ ہزاروی نے کہا کہ ہمیں علامہ خادم حسین رضوی کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ پیر سید سرور شاہ نے کہا کہ علامہ صاحب نے پوری زندگی عشق رسول میں گزاری، حافظ سعد حسین رضوی کے آنے سے ایک بار پھر کفر کے ایوان میں زلزلہ آگیا ہے۔ صاحبزادہ عنایت الحق امیر شمالی پنجاب نے کہا کہ ناموس رسالت کے معاملے پر اگر مگر نہیں ہوتی، بابا جی نے ثابت کیا جب بھی ناموس رسالت پر مسئلہ آیا تو اس معاملے پر اگر مگر سے کام نہیں لیا، تحفظ ناموس رسالت کا پرچم اٹھائے رکھا۔ امیر آزاد کشمیر عبدالغفور نے کہا کہ قائد کے مشن کو جاری رکھیں گے، بھارت میزائل سے اتنا خوفزدہ نہیں جتنا امیر المجاہدین کی تقاریر سے خوفزدہ تھا۔

امیر سندھ علامہ غوث بغدادی نے کہا کہ امیر مجاہد اللہ کے ولی تھے۔

اجتماع کے اختتام پر مرحوم کے درجات میں بلندی کے لئے دعا کی گئی۔

بقیہ نمبر 1

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلائے رکھنے اور تحریک تحفظ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی پہریدار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریاست، حکومت اور عوام کے لئے جنازے کا پیغام واضح ہے، پاکستان قریہ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا، ہے اور رہے گا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلامیان پاکستان کی قوت، طاقت، سرمایہ حیات اور زاد آخرت ہے، کوئی شک میں نہ رہے۔

☆...☆...☆

بقیہ نمبر 2

خادم رضوی ایسے حوالے دے کر ہی لوگوں کو غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتے رہے، اُنہوں نے نوجوان نسل کو جو پیغام دیا ہے اُن کا مشن جاری رہے گا۔ شعیب بن عزیز یاد آ گئے کہ

؎ دوستی کا دعویٰ کیا، عاشقی سے کیا مطلب میں ترے فقیروں میں، میں ترے غلاموں میں

☆...☆...☆

بقیہ نمبر 3

کر سلا سکتے ہیں۔ علامہ خادم حسین رضوی اس بے پایاں جذبے کا مضبوط ستون ہیں اور آسودۂ خاک ہو کر بھی بامقصد زندگی کی علامت بنے رہیں گے۔ یہ ارض وطن عاشقان و محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دھرتی ہے جس کے کلمہ گو باسی حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی زندگیاں نچھاور کرنے کی سرشاری کے ساتھ بامقصد زندگی گزارنے کا عزم ٹھانے رکھیں گے۔ علامہ خادم حسین رضوی کا طرز حیات کسی کی آنکھ کو نہیں بھاتا تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے مگر علامہ صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر آنچ نہ آنے دینے کا جو جذبہ ابھار گئے ہیں اسے سرد کرنا اب کسی کے بس کی بات نہیں اور یہی ان کیلئے توشۂ آخرت ہے...

؎ خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

☆...☆...☆

بیادِ غوث صمدانی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کنزالایمان سوسائٹی کے زیراہتمام

آٹھویں سالانہ بسلسلہ بڑی گیارہویں شریف

محفل نعت

7 مارچ 2013ء
بروز جمعرات بعد نماز مغرب

خواتین کے لئے پردہ کا اہتمام

بمقام اختر رضا لائبریری دہلی روڈ صدر لاہور کینٹ

یادگار اسلاف استاذ العلماء شیخ الحدیث
حضرت علامہ **حافظ خادم حسین رضوی** صاحب
امیر تحریک فدایانِ ختم نبوت پاکستان

زیر صدارت
قاری العصر حضرت علامہ
قاری غلام رسول صاحب
جامع تجوید القرآن لاہور

تلاوت
قاری شاہ محمد صاحب

نقیب محفل
محمد خرم نعیمی صاحب

مہمان خصوصی
جناب ممتاز احمد طاہر صاحب
چیف ایڈیٹر
روزنامہ "آفتاب" لاہور

مخدوم اہلسنت
علامہ مفتی محمد نعیم طاہر رضوی صاحب
بانی صدر کنزالایمان سوسائٹی

دعا ان شاء اللہ 11 بجے ہوگی

الحاج محبوب احمد ہمدانی، صاحبزادہ سید آصف علی ظہوری، محمد ظہیر سہروردی
عبدالرحمن نظامی، محمد عمران بٹ، محمد ذوالفقار قادری، نیاز احمد، محمد ارسلان

الداعیان الی الخیر

دارالاشاعت کنزالایمان سوسائٹی، دہلی روڈ لاہور کینٹ
0333-4284340, 0333-4286972, 0345-[illegible]260

شاہ احمد رضا خان

24 ذوالحجہ

پیر ایک بجے دوپہر

الحمرا ہال

شاہراہ قائد اعظم لاہور

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

24 ویں سالانہ

قومی امام احمد رضا کانفرنس

مسعود الیسند

قاری غلام حسین

مرغوب حسین

آصف علی

محمد علی

خادم حسین رضوی

راغب حسین نعیمی

مجیب الرحمن

محمد نعیم طاہر رضوی

محمد نواز کھرل

اراکین کنز الایمان سوسائٹی

کنزالایمان کمپلیکس کی تعمیر

محمد نواز کھرل

کنزالایمان سوسائٹی ،فکر رضا کا پرچار کرنیوالی ایک فعال، متحرک اور موثر تنظیم ہے۔ 37 سالہ شاندار دینی، صحافتی اور علمی خدمات کا قابل فخر اثاثہ رکھنے والی اس تنظیم کا تنظیمی و تحریکی سفر تاریخ اہلسنت کا ایک جگمگاتا ہوا روشن و تاباں باب ہے۔ اگر ہم کنزالایمان سوسائٹی کے تنظیمی سفر پر طائرانہ نظر ڈالیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ یہ تنظیم گزشتہ 29 سالوں سے باقاعدگی کیساتھ ایک نہایت دمکتا میگزین **"ماهنامه كنزالايمان"** شائع کر رہی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس میگزین کے اب تک 16 خصوصی نمبر بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ان خصوصی اشاعتوں میں تحریک خلافت و ترکِ موالات نمبر، تحریک پاکستان نمبر، قائداعظم نمبر، تحفظِ ناموس رسالت نمبر، ختم نبوت نمبر، علامہ شاہ احمد نورانی نمبر، حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نمبر، داتا گنج بخش نمبر کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔

کنزالایمان سوسائٹی بیشمار دوسری علمی، فکری، روحانی اور تربیتی و اصلاحی سرگرمیوں کیساتھ ساتھ ہر سال تذکارِ رضا کا چراغاں کرنے کیلئے **"قومی امام احمد رضا کانفرنس"** کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ یہ کانفرنس گزشتہ 29 سال سے تسلسل کیساتھ منعقد کی جارہی ہے۔ اسکے علاوہ کنزالایمان سوسائٹی مختلف مواقع پر زندگی بنانے اور سنوارنے والی کتابیں لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے وسیع پیمانے پر تقسیم کر چکی ہے۔ وقتاً فوقتاً اصلاحی پوسٹر اور پمفلٹس کی اشاعت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ کنزالایمان سوسائٹی کے زیر انتظام لاہور کینٹ کے علاقہ صدر بازار کے دہلی روڈ پر 19 اکتوبر 1984ء کے مبارک دن "اختر رضا لائبریری" کی بنیاد رکھی گئی۔ آج اس لائبریری کا شمار لاہور کی اہم لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس لائبریری میں گزشتہ 36 سال کے تمام قومی اخبارات اور اہم رسائل و جرائد کی فائلیں موجود اور محفوظ ہیں۔ اس لائبریری کو ہر روز مقررہ وقت پر کھولا جاتا ہے۔

کنزالایمان سوسائٹی ہر سال اکتوبر کے مہینے میں سالانہ محفل نعت بھی منعقد کرتی ہے۔ جبکہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے جمعۃ المبارک کو خواتین کیلئے درس قرآن کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی کی طرف سے رمضان المبارک میں چھٹی کے دن نماز فجر کے بعد لاہور کی مختلف مساجد میں درسِ قرآن کے اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں ماہ صیام میں اجتماعی اعتکاف کا اہتمام، کنزالایمان سوسائٹی کی روشن روایت ہے۔

ربیع الاول کی آمد پر 29 صفرالمظفر کو عظیم الشان مشعل بردار جلوس نہایت تزک واحتشام کیساتھ نکالا جاتا ہے۔ شعبان اور رمضان میں خواتین اور اسکے علاوہ مرد حضرات کیلئے دورۂ قرآن کا اہتمام بھی سالہا سال سے کیا جارہا ہے۔

برادران اسلام! آپ کو "کنزالایمان سوسائٹی" کی کارکردگی اور سرگرمیوں سے آگاہ کرنے کے بعد اب ایک نہایت اہم اور انتہائی ضروری بات آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے ہمیں امید ہے کہ آپ کنزالایمان سوسائٹی کی اب تک کی مخلصانہ جدوجہد کے پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے گزارشات کو توجہ اور محبت سے پڑھیں گے۔

جناب والا! کنزالایمان سوسائٹی کا دفتر اور لائبریری کرائے کے چھوٹے چھوٹے کمروں پر مشتمل ہے۔ جبکہ ہر روز لائبریری میں آنیوالے تمام قومی اخبارات اور ہزاروں اہم ترین رسائل وجرائد کی فائلوں کی تعداد اور حجم اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ ان قیمتی ترین فائلوں کو لائبریری میں رکھنا ممکن نہیں رہا۔ اس لئے 36 سال کے اخبارات اور رسائل وجرائد کے اس ریکارڈ کو الگ سے سٹور کرائے پر لیکر محفوظ کر دیا گیا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ مطلوبہ جگہ نہ ہونے کے وجہ سے اخبارات اور رسائل وجرائد کی ان فائلوں کو باقاعدہ ڈسپلے کر کے ان سے استفادہ کرنے کا انتظام نہیں ہو سکا تھا۔ جسکی وجہ سے اس قیمتی ریکارڈ کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اسکے علاوہ کنزالایمان سوسائٹی کو اپنی تقریبات، دینی اجتماعات اور تربیتی، اصلاحی اور روحانی پروگروموں کے انعقاد کیلئے مناسب جگہ کا مسئلہ ہر وقت درپیش رہتا تھا۔ ان تمام مسائل و مشکلات کے پیش نظر کنزالایمان سوسائٹی کے احباب نے قطعہ اراضی خرید کر وہاں پر "**کنزالایمان کمپلیکس**" تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کثیر المقاصد کمپلیکس کی تفصیلات ذیل میں دی جارہی ہیں۔

مجدد دین وملت، عظیم البرکت، اعلیحضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کے شہرہ آفاق ترجمہ قرآن کے مبارک نام سے منسوب "**کنزالایمان کمپلیکس**" کی کثیر المنزلہ شاندار عمارت جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعمیر کی جائے گی۔ دین مصطفیٰ کے فروغ اور تنظیمی وتبلیغی سرگرمیوں کو مربوط اور منظم انداز میں انجام دینے کیلئے یہ شاندار مرکز اہم کردار ادا کرے گا۔ جدید سہولیات سے آراستہ یہ کمپلیکس ہمارے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ثابت ہوگا۔ اس سنٹر میں مندرجہ ذیل شعبہ جات قائم کئے جارہے ہیں۔

مرکزی جامع مسجد عطاء المصطفیٰ غوثیہ رضویہ

"کنزالایمان کمپلیکس" چونکہ ایک مذہبی تنظیم کا مرکز ہے اسلئے اسکا سارا کام مسجد کے بغیر ادھورا ہوگا۔ لہذا ایک خوبصورت تاریخی مسجد تعمیر کی گئی ہے جو رہتی دنیا تک تعمیر میں حصہ لینے والوں کیلئے اجروثواب کا ذریعہ بنے

گی۔ اسی مسجد میں نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ دروس قرآن وحدیث اور دوسرے دینی، فکری، تربیتی اور روحانی اجتماعات کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے۔

جامعہ کنزالایمان

''جامعہ کنزالایمان'' کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جسکے زیر اہتمام حفظ وناظرہ کلاسز جاری ہیں۔

دفاتر

کمپلیکس کا ایک حصہ کنزالایمان سوسائٹی کے دفاتر پر مشتمل ہے ان دفاتر کو جدید سہولیات سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ یہ دفاتر سوسائٹی کے تنظیمی امور کو بہتر طریقے سے سرانجام دینے میں معاون ثابت ہونگے۔ ان شاءاللہ عزوجل

اختر رضا لائبریری

''کنزالایمان کمپلیکس'' کا اہم ترین حصہ اسکی شاندار اور وسیع لائبریری ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اہلسنت کے ہاں بڑے بڑے کتب خانے موجود ہیں لیکن عالمی سطح کی کوئی ایک لائبریری بھی ایسی نہیں جہاں دنیا بھر کے مصنفین ومؤلفین اور محققین کی جمع کتب تمام زبانوں کے حوالے سے موجود ہوں۔

''کنزالایمان کمپلیکس'' میں ''اختر رضا لائبریری'' کو جدید بنیادوں پر استوار کیا جا رہا ہے۔ لائبریری وسیع اور کشادہ ہال پر مشتمل ہے۔ جس میں آرام دہ اور پرسکون ماحول کیلئے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ ہماری بھرپور کوشش ہے کہ اہل خیر کے تعاون سے اس لائبریری میں دنیا بھر کی اہم ترین کتب کا ذخیرہ کیا جائے۔ لائبریری میں محققین کو تمام سہولتوں کی فراہمی یقینی بنانے کیلئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

ریسرچ سینٹر

''کنزالایمان کمپلیکس'' میں ایک ریسرچ سینٹر قائم کیا جا رہا ہے اس سینٹر میں 36 سال کے تمام قومی اخبارات اور رسائل وجرائد کی فائلیں ڈسپلے کی گئی ہیں اور مختلف دینی، سماجی، سیاسی اور دوسرے موضوعات پر تحقیق کا کام کرنے والوں کو اس ریکارڈ سے استفادہ کرنے کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ اس شعبہ میں چھوٹے بڑے ہر سائز کی جدید فوٹو کاپی، سکیننگ اور انٹرنیٹ کی سہولتوں کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

سوشل میڈیا سنٹر

موجودہ دور میں سوشل میڈیا کی اہمیت وضرورت سے انکار ممکن نہیں۔ اس لئے ''کنزالایمان کمپلیکس'' میں سوشل میڈیا سنٹر کا قیام عمل میں لانے کیلئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس سنٹر کے ذریعے سوشل میڈیا کے تمام ذرائع بروئے کار لاکر دینِ اسلام کی تبلیغ، اصلاح عقائد، تعمیر سیرت وکردار کا مشن تیز کیا جائے گا۔ اس سنٹر کے

ذریعے سوشل میڈیا پر اصلاحی ویڈیو کلپس اور تربیتی پوسٹیں اور اہم کتب کو اپ لوڈ کیا جائے گا۔ اسکے علاوہ اسلام کی حقانیت کو معترضین پر آشکار کرنے کیلئے تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل

دیگر شعبہ جات

''کنزالایمان کمپلیکس'' میں مندرجہ ذیل شعبہ جات کی تعمیر کا کام جاری ہے

☆ ہوسٹل برائے رہائشی طلباء

کنزالایمان سوسائٹی کے زیر انتظام ''جامعہ کنزالایمان'' میں بیرون شہر سے داخلہ لینے والے طلباء کیلئے ہوسٹل کی تعمیر کیجائے گی۔ جہاں مفت رہائش و کھانے پینے کی سہولیات کیساتھ طلباء توجہ و تندہی سے حصول علم کر سکیں گے۔

☆ اعلیحضرت فری ڈسپنسری

طلباء و اہل علاقہ کو علاج معالجہ کی بہترین سہولت مہیا کرنے کیلئے ڈسپنسری کا قیام عمل میں لارہا ہے جہاں میڈیکل سٹاف طلباء و اہل علاقہ کی بھرپور خدمت سرانجام دینگے۔

☆ واٹر فلٹریشن پلانٹ

صاف پینے کا پانی، ہر شخص کی ضرورت ہے اس سلسلے میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کر کے اہل علاقہ کو صاف پانی بلا معاوضہ مہیا کیا جائے گا۔

''کنزالایمان کمپلیکس'' میں مندرجہ بالا پروجیکٹ پر کام جاری ہے۔ کمپلیکس کی تعمیر کا تخمینہ دس کروڑ روپے ہے، یہ سب آپ کے دست تعاون سے ہی ممکن ہے۔ لہذا دل کھول کر اپنے اور اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے اپنے عطیات سے مقدور بھر تعاون فرمائیں۔ تاکہ یہ عظیم الشان منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ پائے۔

بذریعہ چیک و ڈرافٹ بنام ''کنزالایمان'' کا بنوا کر بھیجیں یا آن لائن

حبیب بینک لمیٹڈ، لاہور کینٹ پاکستان

اکاؤنٹ نمبر 0/25005005685710

ایزی پیسہ اکاؤنٹ 03004109371

محمد نعیم طاہر رضوی موبائل 00923334284340

بانی و صدر کنزالایمان سوسائٹی، دہلی روڈ، صدر، لاہور کینٹ۔ پاکستان

ماہنامہ

کنزالایمان کے خصوصی شمارے

نمبر شمار	نام شمارہ	صفحات	تاریخ اشاعت
1	تحریک خلافت وترک موالات نمبر	112	نومبر 1994ء
2	تحریک پاکستان نمبر	264	اگست 1995ء
3	پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی شہید نمبر	40	جنوری 1996ء
4	ختم نبوتﷺ نمبر	112	ستمبر 1997ء
5	قائداعظم نمبر	160	ستمبر 1998ء
6	حضرت سیدہ آمنہ نمبر	80	مئی 1999ء
7	چودھری حمایت علی شہید نمبر	112	دسمبر 1999ء
8	حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر	304	جنوری 2001ء
9	قائد ملت علامہ شاہ احمد نورانی نمبر	288	فروری 2004ء
10	انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر	480	مارچ 2004ء
11	حضرت سید امیر شاہ گیلانی نمبر	64	جنوری 2005ء
12	غازی محمد اسحاق شہید نمبر	64	جون 2005ء
13	تحفظ ناموس رسالتﷺ نمبر	520	جون 2007ء
14	ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید نمبر	256	جولائی 2009ء
15	ختم نبوت نمبر	880	دسمبر 2009ء
16	داتا گنج بخش نمبر	482	اپریل 2016ء

اختر رضا لائبریری

زیر اہتمام

کنز الایمان سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور

یہاں پر ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق مفید ترین کتب نیز سو سے زائد اخبارات اور رسائل و جرائد اور تقاریر و نعت خوانی اور درس قرآن و حدیث کے سی ڈیز، آڈیو و ویڈیو کیسٹس بلا معاوضہ دستیاب ہیں۔

نوٹ:

۱۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء سے اب تک کے اخبارات اور رسائل و جرائد محفوظ ہیں

اوقات کار

موسم گرما:	یکم اپریل تا ۳۰ ستمبر	روزانہ شام ۵ تا رات ۸ بجے
موسم سرما:	یکم اکتوبر تا ۳۱ مارچ	روزانہ شام ۴ تا رات ۷ بجے

☆ اختر رضا لائبریری دہلی روڈ صدر لاہور کینٹ ☆

فون: 36680752 - 36681927

موبائل: 0333-4284340

کنز الایمان سوسائٹی کی مطبوعات

1:-	لمحہ فکریہ	عبدالخالق صدیقی
2:-	وصایا قمریہ	خواجہ قمر الدین سیالوی
3:-	چالیس احادیث مبارکہ	بشیر احمد ملک
4:-	شاہ فہد کے نام خط	خواجہ حمید الدین سیالوی
5:-	رہبر و رہنما	پروفیسر مسعود احمد
6:-	تاثیر قرآن	طارق محمود بٹ
7:-	علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو	
8:-	روزے کے فضائل و مسائل	محمد نعیم طاہر رضوی
9:-	نماز مترجم	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
10:-	محمد رسول اللہ ﷺ قرآن میں	علامہ ارشد القادری
11:-	کنزالایمان سوسائٹی واختر رضا لائبریری ارباب فکر و نظر اور مشاہیر کی نظر میں	محمد نعیم طاہر رضوی
12:-	کیا غائبانہ نماز جنازہ سنت نبوی ﷺ ہے؟	مفتی محمد اشرف القادری
13:-	حقوق والدین	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ
14:-	شب برأت کی حقیقت	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
15:-	سورۂ یٰسین مترجم	
16:-	نور ظہور مصطفیٰ ﷺ	صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری
17:-	فقہ (المختصر)	مولانا محمد مدثر نعیمی
18:-	آیات الٰہیہ	محمد نعیم طاہر رضوی
19:-	نعت مصطفیٰ	حافظ محمد شعیب
20:-	تفسیر سورہ یوسف	علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی
21:-	تفسیر سورہ اعراف	علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی
22:-	اربعین ختم نبوت	ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ
23:-	خاک حجاز کے نگہبان	صلاح الدین محمود
24:-	عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس	محمد سعید بدر
25:-	اسلامی معاشرت اور بندوں کے حقوق	امام احمد رضا
26:-	فضائل درود و سلام	مولانا محمد سعید شبلی

Sindh, nearly won a National Assembly seat, secured 2.2 million votes in the elections and ended up as the fifth largest party on the final chart.

The resulting political weight gave him clout, at least in perception of many, at the national level. However, his clout started waning in November 2018 when he crossed lines with powerful institutions in the country during a protest in Lahore and criticised judges and generals at the rally.

He was picked up by law enforcement agencies and languished in jail for the next six months. He was released in March 2019 after furnishing some written guarantees for good behaviour.

Though a wheelchair-bound man, Khadim Rizvi spent an eventful life, especially the last few years when he became a household name. Well versed in Persian and an avid reader, Maulana Rizvi was an orator par excellence who could fire passion of his audience.

"Everything was sudden about him; his rise and his fall. He came from nowhere to rise as the most charismatic and controversial radical Barelvi leader, and he is gone — all within five years," said Nadeem Farooq Paracha, a columnist at *Dawn*.

wa Inna Ilayhi Raji'un," APP quoted the premier as having said in a tweet.

Maulana Rizvi had cut off the federal capital — third time in the last five years — from the rest of the country when he led a protest rally last week against blasphemous caricatures published in France. He had earlier done it twice — in 2016 demanding hanging of blasphemy accused Aasia Bibi, and then in 2017 in defence of blasphemy law and had succeeded in securing resignation of then law minister Zahid Hamid, holding him responsible for conspiring a change in the wording of oath for public representatives.

Maulana Rizvi became a national figure when one of his followers, Mumtaz Qadri, assassinated Punjab governor Salman Taseer in January 2011. He led a movement for the release of Qadri, who was official bodyguard of the governor.

After Qadri's hanging in February 2016, Maulana Rizvi converted the movement into Tehreek-i-Labbaik Ya Rasool Allah for the protection of section 295C of the penal code and vowed to resist any attempt to change or abolish the law. However, he once again renamed and restructured the religious movement into a political party called Tehreek-i-Labbaik Pakistan just before the 2018 polls and contested the elections.

Maulana Rizvi shocked his critics when his party won two provincial assembly seats in

Firebrand Cleric

Khadim Rizvi dies

LAHORE: Khadim Hussain Rizvi, a firebrand right-wing preacher who shot to fearsome prominence on the national scene in the last five years, breathed his last on Thursday evening. He was 54.

Though he was reported to have had temperature for the last few days, the immediate cause of his death is not known. Some blamed it on Covid-19 while others held heart failure responsible for the death. However, neither family nor his party officially shared the cause of his death.

Khadim Rizvi's health situation deteriorated on Thursday afternoon and he was taken to Shaikh Zayed Hospital, where he was reportedly pronounced dead. His family, however, took him to a nearby private hospital, which confirmed his passing away.

Prime Minister Imran Khan expressed condolence over Maulana Rizvi's death.

PM offers condolences

"On the passing of Maulana Khadim Hussain Rizvi my condolences go to his family. Inna lillahi

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ جس نے اللہ جل شانہ کی رضا کیلئے مسجد بنائی اللہ رب العزت نے اس کیلئے جنت میں گھر بنایا



جامع مسجد عطاءِ مصطفیٰ

زیرِ تعمیر ہے

زیرِ نگرانی

مخدوم اہلسنت

حفظہ اللہ تعالیٰ

محمد نعیم طاہر رضوی

صدقہ جاریہ کا سنہری موقع

اپنا حصہ ملائیں۔۔ جنت میں گھر بنائیں

سیمنٹ	ٹائلیں	کرش	سریا	ریت
اینٹیں	دروازے	کھڑکیاں	مزدوری	ماربل

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کیلئے بھرپور معاونت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے

مومن پورہ روڈ احمد کنڈا والی گلی محلہ سردار پورہ حاجی پارک چونگی سٹاپ جی ٹی روڈ لاہور

منجانب: محمد خرم نعیمی ناظم اعلیٰ کنزالایمان سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور کینٹ پاکستان

0321-8453464, 0333-4284340, 0345-4141250

Monthly
KANZ-UL-IMAN
English/Urdu Lahore-Pakistan

Regd. CPL No. 239
Ph: 042-36680752
042-36681927
Mob: 0333-4284340